نگاہِ سرورؒ

اردو تہذیب پبلیکیشنز (ممبئی)

کلام سرورؒ

قبلہ الحاج حضرت سیّد محمد سرور شاہ
الحسنی و الحسینی تاجی صحرائی
تاج آباد ۔ روضہ شریف
ناگپور ۔

محمد ناصر شاہ قادری
چشتی

ناشر :- قریشی محمد حنیف (انکل) صدر بابا
سرورؒ نیاز کمیٹی

بائیں سے بابا ہارون قریشی، حاجی مستان مرزا، محمد بابا (گرلا) عاشقِ بابا سرور

بیادگار

بڑے بھائی مرحوم قریشی محمد ہارون بابا

جنہوں نے اپنی زندگی بابا سرورؒ کی خدمت

کے نام وقف کر رکھا تھا

قریشی محمد حنیف (انکل)

ANMOL ASHRAFI ART'S:9323018031

حمدِ باری تعالیٰ

اے خدا تو پاک ہے ہر عیب سے
اے خدا واقف ہے تو ہر غیب سے
اے خدا تجھ سے کوئی بڑھ کر نہیں
اے خدا تیرا کوئی ہمسر نہیں
یا الٰہی تیرا لطفِ عام ہے
قاضی الحاجات تیرا نام ہے
اے خدا در پہ ترے آیا ہوں میں
سر پہ اپنے بارِ غم لایا ہوں میں
سُن میری فریاد اے پروردگار
رحم کے قابل ہے میرا حالِ زار
نامۂ اعمال میرا ہے سیاہ!
یا الٰہی بخش دے میرے گُناہ
اے خدا اے مالکِ لوح و قلم
نزع کے عالم میں ہو تیرا کرم
تن سے نکلے جب مری روحِ رواں
کلمۂ طیب رہے وردِ زباں

قبر میں جس وقت جائے یہ یتیم
جلوہِ فرما ہو تیری رحمت رحیم

دے مجھے تو نعمت صوم و صلوٰۃ
مجھ پہ تا آسان ہو راہِ صِراط

پلہء میزان پر جب ہوں کھڑا
تیرا لُطفِ عام ہوں مَیں دیکھتا

حَوضِ کوثر کی وہ شان بے مثال
یہ گدا بھی دیکھ لے اے ذُوالجلال

حشر میں جس وقت جاؤں اے خدا
ہوں مرے شافع محمدؐ مُصطفےٰؐ

عرض کرتا ہوں الٰہی باوضو
سَرورِ عاصی کی رکھنا آبرو

قطعہ

اپنے نہ کسی غیر کے دم سے نکلے
ارمان مرے ترے کرم سے نکلے
یارب ترے گھر پہنچے تھے سَرور خوش خوش
روتے ہوئے بیتاب حرم سے نکلے!

نعتِ شریف

گدائے محمدؐ کو بہر محمدؐ دکھائے الٰہی قیامِ محمدؐ
نہ تابِ جدائی نہ واں تک رسائی پریشاں بہت ہے غلامِ محمدؐ

مرے زنگ آلودہ دل میں الٰہی سوا اس کے کوئی تمنا نہیں ہے
مدینہ پہنچ کر ادب سے پڑھوں میں بہ پیش محمد سلام محمدؐ

گل و خار میں ہوں یا دیر و حرم میں خوشی میں ہوں یا ہم ہوں آغوشِ غم میں
ادب سے وہیں ہم نے گردن جھکالی جہاں آگیا لب پہ نامِ محمدؐ

تری رحمتوں کی قسم الٰہی میں سبھوں گا قسمت کا میں بھی دھنی ہوں
کہ پہلے قضا سے لئے ہُوئے طیبہ مرے پاس آئے پیامِ محمدؐ

حبیب خدا کو خدا چاہتا ہے، خدا کو حبیب خدا چاہتے ہیں
رضائے محمد رضائے خدا ہے کلامِ خدا ہے کلامِ محمدؐ

بصد شان تاریک عالم میں آکر چراغِ ضلالت کو دم میں بُجھا کر
کیا دین اِسلام کی شمع روشن پسند آیا حق کو نظامِ محمدؐ

رہے دَور میں تیرا پیمانہ دائم رہے حشر تک تیرا میخانہ قائم
پیاسی نگاہوں کو ساقی پلادے چھلکتا ہوا ایک جامِ محمدؐ

جو آتا ہے سرکارِ طیبہ سے مِل کر وہ کہتا ہے، سینے سے میرے لپٹ کر
سوا بارشِ نُور کچھ بھی نہیں ہے جہاں پر ہے سَرور مقامِ محمدؐ

مقام اس کا جو اعلیٰ ہے تو اس کی شان عالی ہے

عطائے رَہرواں وہ ہے تو یہ ہے رہبرِ لغزش
اَنیس زاہداں وہ ہے گنہ گاروں کی یہ پوشش
ہوا معلوم جب یہ کی مرے ہر تار نے کوشش
وہاں ہیبت یہاں فرحت وہاں پرسش یہاں بخشش
وہ دربارِ جَلالی ہے یہ سرکارِ جمالی ہے

حبیبوں سے ملا مجھ کو نہ دنیا کے طبیبوں سے
سُخن سازی کا نسخہ مل گیا مجھ کو نصیبوں سے
بحمدِ اللہ یہ کہتے سُنا میں نے رقیبوں سے
چُنے الفاظ بندشِ صاف مضموں پاک عیبوں سے
غزل سَرورؔ تری کیا نُور کے سانچے میں ڈھالی ہے

نعت پاک

تمہارے فیض کا عالم میں شہرہ عام ہو جاتا
تمہید تسکین ہو جاتی مجھے آرام ہو جاتا
بُرے آغاز کا میرے بھلا انجام ہو جاتا
کرم گر آپ کا اے صاحبِ اکرام ہو جاتا
ہمارا کام ہو جاتا تمہارا نام ہو جاتا

کسی نے آج تک مجھ کو نہ سمجھایا نہ میں سمجھا
مری تقدیر میں کیا کاتبِ تقدیر نے لکھا
پھرا صحرا بہ صحرا کُو بہ کُو ہوتا رہا رُسوا
نہ ہوتا گر تلاشِ منزلِ محبوب کا سَودا
مرا دِل کیوں شکارِ گردشِ ایّام ہو جاتا

چمن سے بُلبلِ دِل کش کی پروازی کا کیا کہنا
کبھی اس شاخ پر بیٹھا کبھی اس شاخ پر پہنچا
کبھی اس گُل کا لیتا ہے کبھی اس پھول کا بوسہ
کبھی مستی میں آکر چھیڑتا ہے ایک نیا نغمہ
مگر سب بھول جاتا جب اسیرِ دام ہو جاتا

جو تُو چاہے تو مِل جائے گُہر پتھر کے دانوں میں
کمی کیا ہے اِلٰہ العالمیں تیرے خزانوں میں
صدا اللہ کی آئی مسلمانوں کے کانوں میں
پہنچ جاتا ہے بعد از مرگ جنّت کے مکانوں میں
وہ کافر جو بصد دل داخلِ اسلام ہو جاتا

حُسینؑ ابنِ علیؑ نے اللہ اللہ کیا سہے صدمے
مَیں ان کی بھوک کے قرباں میں ان کی پیاس کے صدقے
شہیدِ کربلا تھے سیّد و صابر نبیؐ زادے

یزیدِ نا خلف کے ہاتھ میں گر ہاتھ دے دیتے
محمدؐ کا گھرانا خلق میں بدنام ہو جاتا

نظر آتا نہیں بہر مدد کوئی مصیبت میں
الٰہی خیر کرنا ڈوبتا ہوں بحرِ حیرت میں

زمانے کے حوادث نے لگایا داغ عصمت میں
بڑی قیمت سے بکتا جا کے بازارِ محبت میں
اگر سَرورؔ کسوٹی پر نہ سودا خام ہو جاتا

سرکارِ مدینہ

کیا مجھ سے خطا ہوگئی سرکارِ مدینہ
لِلّٰہ کرم کیجئے سردارِ مدینہ

رُخصت مجھے کیوں مل گئی مختارِ مدینہ
کیوں مجھ سے چھڑایا گیا دربارِ مدینہ

یہ بارِ جُدائی کا اُٹھائے نہ اُٹھے گا
مر جائے گا کچھ دیر میں بیمارِ مدینہ

بے تاب جبیں تیرے لئے مسجدِ نبوی
تلوے مرے ڈھونڈھیں گے نہ کیوں خارِ مدینہ

اَے گنبدِ خضرا تجھے چھاتی سے لگا لوں
آ چُوم لُوں تجھ کو دَر و دیوارِ مدینہ

مانا کہ مدینے سے چلا جاؤں گا لیکن
آنکھوں میں پھریں گے مرے آثارِ مدینہ

جنّت سے نکل آؤں گا وَاللہ میں سرورؔ
جب یاد مجھے آئے گا گلزارِ مدینہ

نقشۂ نُور

کھینچتا ہوں پڑھ کے بسم اللہ نقشہ نُور کا
دیکھ لیں موسیٰؑ سے کہہ دو آکے جلوہ نُور کا

بر زمیں حق نے اُتارا ایک پُتلا نُور کا
دست و پا بھی نُور کا چہرہ بھی اُس کا نُور کا

اللہ اللہ خوشنما ہے کیا مُرقّع نُور کا
چشم و دنداں گوش بینی روئے زیبا نُور کا

ہے مُزیّن نُور سے ہر ایک اعضا نُور کا
مختصر سی بات یہ ہے ہے سَراپا نُور کا

پُشت پر اس کی لگا ہے ایک تمغہ نُور کا
تمغۂ نوری پہ آویزاں ہے کلمہ نُور کا

ایک مَیں تنہا نہیں وَاللہ شیدا نُور کا
بھر گیا جِن و بشر کے سر میں سَودا نُور کا
بج رہا ہے عرش سے تا فرش ڈنکا نُور کا
کعبۂ اللہ میں جب نُور کا چمکا نُور کا
ہوگیا شادابِ عالم مینھ برسا نُور کا
زُلفِ دِلکش نُور کی آنکھوں میں سُرمہ نُور کا
جامۂ لو لاک نوری اس پہ ٹپکا نُور کا
ہے عجب پُر کیف پُر انوار بُرقعہ نُور کا
بن گیا تصویرِ حیرت ایک ٹکڑا نُور کا
بیٹھ جائے کیوں نہ اہلِ دل پہ سِکّہ نُور کا
اللہ اللہ کس قدر بالا ہے رتبہ نُور کا
پی رہے ہیں حُور و غلماں دھو کے تلوہ نُور کا
باندھ کر صلِّ علیٰ بر فرق سہرا نُور کا
نُور کی خلوت میں پہنچا جا کے دُولہا نُور کا
بن گیا دو نُور مِل کر ایک نقشہ نُور کا
مِل گیا جب نُور کے صدرے سے صدرا نُور کا
بڑھ گیا کچھ اور آگے حد سے درجہ نُور کا
وقتِ رُخصت ہوگیا بشاش چہرہ نُور کا

نُور نے کیا نُور کو بخشا تحفہ نُور کا
شانہ و مسواک و تسبیح و مُصلّا نُور کا
روزہ حج و زکوٰۃ و پانچ وقتوں کی نماز
اور درُود و مُصطفےٰ واجب کیا بعد ہر نماز
لکھ رہے ہیں سب حدیثوں میں یہی اہلِ حجاز
یعنی رَبُّ العالمیں کے نُور سے مِل کر بہ ناز
ہوگیا پھر نور واپس لے کے تحفہ نُور کا
عرش جس کے زیرِ پا ہے اس کا کعبہ نُور کا
اس کی اُمّت نُور کی ہے اس کا شیدا نُور کا
اس کی بستی نُور کی ہے اس کا صحرا نُور کا
اس کی چوکھٹ نُور کی ہے اس کا رَوضہ کا
اس کے دَم سے بہہ رہا عالم میں دریا نُور کا
یوں تڑپ کر آسماں والوں سے کہتی برق ہے
دشمنِ نُورِ محمدؐ بحرِ غم میں غرق ہے
ایک ہی کی شکل دو ہیں کیوں پریشاں حلق ہے
نُورِ حق نُورِ رسولؐ اللہ میں کیا فرق ہے
نُورِ مطلق وہ ہے یہ ہے ایک حصّہ نُور کا
منطقی ہو یا کہ ہو اُستاد علمِ فلسفہ

حدِ منزل تک نہ پہنچا جا کے کوئی دُوسرا
شک نہیں اِس میں ذرا جو کہہ رہا ہوں ہے بجا
واقعی اللہ اور اللہ والوں کے سوا
مرتبہٗ دنیائے دُوں میں کون سمجھا نُور کا

سامنے مولا کے بندہ بول سکتا ہی نہیں
گر نہ چاہے وہ تو ذرّہ ڈول سکتا ہی نہیں
یہ وہ سودا ہے کہ انساں تول سکتا ہی نہیں
لاکھ کھولے کوئی لیکن کھول سکتا ہی نہیں
روزِ محشر خود خدا کھولے گا عقدہ نُور کا

درد کی تکلیف سے شب بھر نہیں سوتا ہوں میں
اشکِ دل سے بیٹھ کر زخمِ جگر دھوتا ہوں میں
بحرِ غم میں ایک کھوئی سی نظر کھوتا ہوں میں
دونوں ہاتھوں سے کلیجہ تھام کر روتا ہوں میں
چھیڑتا ہے جب کوئی جانباز نغمہٗ نُور کا

عرش و کرسی چاند سورج بحر و برّ کو مِل گیا
حُور و غلماں و پری جنّ و بشر کو مِل گیا
ہر غریب و بیکس و بے بال و پر کو مِل گیا
سارے حقداروں کو جب اے بندہ پرور مِل گیا
سرورِ عاصی کو بھی مِل جائے صدقہ نُور کا

نعت

کوئی ماہ وش اسی بزم میں کہیں جلوہ فرما ضرور ہے
جو تمام ذرّے چمک رہے یہ اسی کا پَرتَوِ نُور ہے

کہیں سبزہ پوش لہک رہے کہیں نغمہ خوان چہک رہے
کہیں بادہ نوش بہک رہے کہیں دورِ جامِ طہور ہے

تری بارگاہ نیاز میں تری دید کے لئے با ادب
کہیں قدسیوں کے پرے کھڑے کہیں جمع مجمع حُور ہے

بَلَغَ العُلیٰ کشفُ الدُّجیٰ صدر العُلیٰ نُور الہدیٰ
تری ہر ادا پہ ہزار جاں سے نثار جلوۂ طور ہے

تو ہر ایک شئے میں ہے جلوہ گر تجھے دیکھتی ہے ہر اک نظر
مجھے تو نہ آئے اگر نظر یہ مری نظر کا قصور ہے

اے بہارِ گُلشن جاوداں اے نوائے بُلبل لا مکاں
میں قدم اٹھا کے کہاں دھروں ترے گھر میں نور ہی نور ہے

ترے جاں نثار پہنچ گئے ترے عفوِ بندہ نواز میں
مگر ایک سرورِ بے نوا تری پائے ناز سے دُور ہے

نعت

کرم نواز حقیقت شناس نام ترا
بلند ہفت سمٰوات سے مُقام ترا

سعید و سیّد و صابر سخی غریب نواز
مُعین خلق لقب سیّدالانام ترا

لئے بہ شوق دُرود و سلام کی ڈالی
ترے حُضور میں حاضر ہوا غلام ترا

برنگِ ماہیٔ بے آب دل تڑپ اُٹھا
زباں پہ آگیا جب نام خوش خرام ترا

تُو وہ ہے پیکرِ خوبی کہ ایک حسرت سے
ازل سے دیکھ رہا مُنہ ہجوم عام ترا

ہوا خودی سے خدائی سے دُور خود سے دُور
پیا بہار میں جس بادہ کش نے جام ترا

نظر میں سر میں رگِ جاں میں دل میں سینے میں
کہیں رہے مرے گھر میں رہے قیام ترا

بصد ادا بخدا جھوم جھوم کر سرورؔ
پڑھیں گے بزم محمدؐ میں ہم کلام ترا

کملیؐ والے کا

عجب میخانہ ہے اللہ اکبر کملی والے کا
کہ قدسی پی رہے پیمانہ آکر کملی والے کا

خودی سے دُور ہوکر وہ خدا کے قُرب پہنچا
پیا جس بادہ کش نے ایک ساغر کملی والے کا

ابھی قطرے سے بن جائے وہ اک دریائے بے پایاں
کرم ہوجائے جس پر بندہ پرور کملی والے کا

بسا رہتا ہے سینے میں پھرا کرتا ہے آنکھوں میں
حسیں دلکش مسرت خیز منظر کملی والے کا

اگر کرنا ہے دربانی تو اے دربانِ جنّت آ
درِ جنّت سے دروازہ ہے بہتر کملی والے کا

کوئی ڈھونڈے سے پائے یا نہ پائے اس کی قسمت ہے
مری قسمت سے مجھ کو مل گیا گھر کملی والے کا

تری تقلید سے زاہد نہیں اُمید بخشش کی
پکڑ لُوں گا میں دامن روز محشر کملی والے کا

کریں گے نفسی نفسی اہل محشر حشر میں لیکن
زباں پر نام ہوگا میرے سرورؔ کملی والے کا

سَجدہ گاہ

مُعین عالمِ تمام تمہارے جلووَں کا منتظر ہے
دکھایئے جلد روئے تاباں حضورؐ بیتاب ہر نظر ہے

نگاہ بیخود تڑپ رہا دل، صدائیں سجدوں کی آرہی ہیں
خطِ جبیں ہوشیار ہوجا، درِ مُقدّس قریب تر ہے

مجاہد قبلۂ مقدّس تجھے مبارک طوافِ کعبہ
مرے لئے سجدہ گاہ آسود مدینے والے کا سنگِ در ہے

بشر بشر سے یہ کہہ رہا ہے نظر نظر سے یہ کہہ رہی ہے
ہوا ہے جس گھر سے فیض جاری وہ خاتم الانبیاءؐ کا گھر ہے

چمن میں شجر شجر میں کلی کلی میں، گلوں گلوں میں
تلاش کرتی ہیں جس کو آنکھیں وہ سبز گنبد میں جلوہ گر ہے

قسم کوثر مُعینِ محشر تری محبت کا جام پی کر
کچھ ایسا بے خود ہوا ہے سرورؔ کہ اپنی ہستی سے بے خبر ہے

قطعہ

ترے میخانے کی شہرت ہوئی میرے دم سے
میں نہ ہوتا تو ترا نام نہ ہوتا ساقی
مست سرورؔ کی جو پُر کیف نہ ہوتیں آنکھیں
تیرا گردش میں کبھی جام نہ ہوتا ساقی

خمسہ

بہرِ تبلیغ کوئی برسرِ منبر پہنچا
کوئی گرجا کوئی مسجد کوئی مندر پہنچا
دار پر کوئی کٹانے کے لئے سر پہنچا
میکدے تک کوئی کھاتا ہوا ٹھوکر پہنچا
میری قسمت مرے گھر ساقی کوثر پہنچا

ماہ کنعاں میں کوئی ماہ منوّر پہنچا
اور کوئی چرخِ چہارم پہ گُل تر پہنچا
بطن ماہی میں کوئی بادل مضطر پہنچا
بہرِ دیدار کوئی طور پہ جاکر پہنچا
اس کا کیا کہنا جو گھر بیٹھے ترے گھر پہنچا

زیب تن جامۂ لولاک لماصَل اللہ
آنکھ میں سرمۂ مازاغ لگا کر وَاللہ
بیٹھ کر اسپ صبا رفت پہ ماشاء اللہ
کچھ عجب شان دکھاتا ہوا سبحان اللہ

پاس اللہ کے اللہ کا دِلبر پہنچا

کیوں نہ اس شاہ کا بڑھ جائے زمانے میں وقار
جس نے دکھلا دیا غربا کو خدا کا دربار
اس کو کہتے ہیں محبت اسے کہتے ہیں پیار
خلوت راز میں تنہا نہیں پہنچا سردار

پیش حق امتِ مرحومہ کو لے کر پہنچا

کملی والے کی خدا کرتا ہے عزت دیکھو
کملی والے کی کی بلندی ہے قسمت دیکھو
کملی والے کی کی چمکتی ہوئی صورت دیکھو
کملی والے کی ذرا غور سے سرعت دیکھو

مِل کر اللہ سے پھر آسرِ بستر پہنچا

مُفلس و بے کس و مجبور کی امداد کیا
قیدیوں کو غمِ جانکاہ سے آزاد کیا
تھے جو برباد جہاں میں انہیں آباد کیا

وقتِ مشکل میں کسی نے جو کہیں یاد کیا

آنِ واحد میں وہیں خلق کا رہبر پہنچا

تو بڑا تیری بڑی شان مدینے والے
جان تجھ پر مری قربان مدینے والے
آج پورے ہوئے ارمان مدینے والے
شُکر صد شُکر بصَد شان مدینے والے

نعت پڑھتا ترے دربار میں سرور پہنچا

رُباعی

بے عیب ملا کوئی رسالت کے لئے — بے مثل ملا کوئی امامت کے لئے
اللہ کو واللہ سوا ایک حسینؑ — سرور نہ ملا کوئی شہادت کے لئے

عرب کا چمن

دیکھ کر اَوج پر رونق انجمن
بڑھ کے نسریں سے کہنے لگی نسترن
ایک دم سے محمدؐ کے ائے جانِ من

آج پھولا پھلا ہے عَرب کا چمن

ایسا تاریک تھا بوستانِ جہاں

دیکھ سکتی نہ تھیں بُلبلیں آشیاں
اس قدر گلستاں کا تھا بدلا چلن
آج پھولا پھلا ہے عَرب کا چمن

باغِ امکاں میں مِلّتِ خُو نہ تھی
گُل تھے لیکن کسی گُل میں خوشبو نہ تھی
معصیت پوش تھی زینتِ انجمن
آج پھولا پھلا ہے عَرب کا چمن

خشک نخوت سے ہونے لگے جب ثمر
جوش میں آ کے رحمت نے المختصر
کر دیا نار میں نُور جلوہ فگن
آج پھولا پھلا ہے عَرب کا چمن

نخلِ توحید میں پھول ایسا کھِلا
جس کی خوشبو سے دُنیا کو مہکا دیا
یعنی فخرِ رسالتِ رَسُول زمن
آج پھولا پھلا ہے عَرب کا چمن

ہو گیا حق بھی مشتاق دیدار کا
ایسا اقبال تھا اپنے سرکارؐ کا
لے کے جبرؔیل آئے چڑھانے لگن

آج پھولا پھلا ہے عَرب کا چمن

اتنی سروؔر کی یارب دُعا ہو قبول
سر پہ ہر اُمتّی کے برائے رسولؐ
تا قیامت رہے سایۂ پنجتنؑ
آج پھولا پھلا ہے عَرب کا چمن

رحمت کو دیکھو

نہ دوزخ کو دیکھو نہ جنت کو دیکھو   خدا کی ہمہ وقت رحمت کو

خدا کو اگر دیکھنا چاہتے ہو   محمدؐ کی بے عیب صورت کو

جو ملنا ہے سرکارِ طیبہ سے تم کو   چلو کوچۂ اہلِ قربت کو

سردار بھی ہے صدائے انا الحق   شہیدِ محبت کی ہمت کو

پہنچنا ہے گر منزلِ معرفت تک   شریعت طریقت حقیقت کو

ملی کس طرح دولتِ لا زوالی   ذرا پانے والے کی محنت کو

جو کرنا ہے سروؔر دلوں پر حکومت
نہ اپنی کبھی شان و شوکت کو دیکھو

آنِ واحد

جہاں نہ حضرت جبرئیل تیز تر پہنچے
وہاں پہ صلِّ علیٰ سیّد البشرؐ پہنچے

رسُولؐ یوں نہیں واللہ عرش پر پہنچے
بہ پیشِ خالقِ اکبر بہ کرّ وفر پہنچے

پہن کے جامۂ بخشش بنا کے زُلفِ سخا
کمر شفاعتِ اُمت پہ باندھ کر پہنچے

فلک پہ صَلِّ علیٰ دُھوم مچ گئی ہر سُو
جو بن کے دولھا شہنشاہِ بحروبر پہنچے

سراپا جسمِ مُنوّر کے ساتھ شاہِ عربؐ
خدا سے مل گئے ایسے کمال پر پہنچے

کمالِ عشقِ محبت اِسی کو کہتے ہیں
اُدھر طلب ہوئی جب اہل دل اِدھر پہنچے

عجب ہے آپ کی شان آپؐ آنِ واحد میں
خدا کے گھر سے پھرے پھر خدا کے گھر پہنچے

بچا کے اُمتِ عاصی کو نارِ دوزخ سے
حضُور بستر راحت پہ آن کر پہنچے

اُڑیں گی بابِ محمدؐ پہ دَھجیاں دل کی
مدینہ سرورؔ خستہ جگر اگر پہنچے

نعت شریف

(مُثلث)

خدائی سے بہتر جمال آپ کا ہے شِفاعت نُما بال بال آپ کا ہے
ہراک معجزہ بے مثال آپ کا ہے

کسی کا ہے چرخِ چہارم پہ مسکن کوئی دیکھتا ہی رہا طور لیکن
سرِ عرش جانا کمال آپ کا ہے

گئے شافعؐ حشر جب پیش در اور ندا آئی یوں اے غریبوں کے رہبر
بتادیجئے کیا سوال آپ کا ہے

کیا عرض یوں اے پناہِ غریباں نہیں کوئی اُمت کا میری نگہباں
فقط آسرا ذوالجلال آپ کا ہے

کہاں حق نے محشر میں جب آیئے گا نہ اُمت کی پرسش سے گھبرایئے گا
مجھے یا محمدؐ خیال آپ کا ہے

چلی ایسی بادِ صَرصَر یا محمدؐ ہوئے خشک جملہ شجر یا محمدؐ
مگر گلستاں لازوال آپ کا ہے

اُدھر اہل چرخِ کہن ڈھونڈتے ہیں اِدھر نغمہ خوانِ چمن ڈھونڈتے ہیں
کہاں آج سرورؔ خیال آپ کا ہے

خمسہ

گلے میں گیروا کُرتہ برہنہ یا کھُلا سَر ہو
مدینے کی زمیں ہو اور مجھ بے کس کا بستر ہو
بندھا آٹھوں پہر نُورِ مجرّد کا تصور ہو
تمنّا ہے اِلٰہُ العالمیں جب وقت آخر ہو
جبینِ شوق ہو میری ترے محبوبہ کا در ہو

مَزہ ملتا ہے مجھ کو وَصل کا فرقت کی راتوں میں
ہمیشہ ختم کر دیتا ہوں شب دو ہی رکعتوں میں
الٰہی کاش جا پہنچوں مدینہ باتوں باتوں میں
سُنہری جالیاں ہوں روضۂ اَقدس کی ہاتھوں میں
جگر میں ٹیس افسانہ جدائی کا زباں پر ہو

پلا دے ساقیا بھر کر مجھے اک جام وحدت کا
تماشہ دیکھ لے اہلِ جہاں کا تیری قدرت کا
تصدّق اپنا اَور صدقہ محمدؐ کی نبوت کا
اِدھر ہو جب گریباں چاک بیمار محبت کا
الٰہی سبز گنبد سے اُدھر پیدا رفوگر ہو

مُقدر کی بُرائی رنج و غم کی داستاں سُن کر

نِکل کر سبز گنبد سے اگر آئے مکیں باہر
تو میں رکھ کر جبینِ شوق اس گل کی کفِ پا پر
کروں یہ عرض رو رو کر کہ اے اللہ کے دِلبر
تمہارا چاہنے والا ذلیل و خوار دَر دَر ہو

تری درگاہ سے جو لَوٹ کر واللہ آتا ہے
تری مَدح و ثنا کے گیت صبح و شام گاتا ہے
درِ مقصود سے دامانِ ارماں بھر کے لاتا ہے
ترے دستِ کرم سے ایک عالمِ فیض پاتا ہے
کرم کی اک نظر مجھ پر بھی میرے بندہ پرور ہو

نہ میرے پاس حشمت ہے نہ میرے پاس دولت ہے
جو کچھ ہے وہ شہنشاہِ مدینہ کی بدولت ہے
نہ دُنیا کی محبت ہے نہ شوقِ حُور و جنت ہے
مرے حسرت زدہ دل میں فقط اتنی سی حسرت ہے
زباں سے یا محمدؐ کہہ کے مرجاؤں تو بہتر ہو

جزاک اللہ کیا کہنا صَبا اس کے مُقدّر کا
وسیلہ مل گیا جس کو رسُول اللہ کے دَر کا
ترے سَر کی قسم واعظ وظیفہ ہے یہ سرور کا
اسے کیا خوف مرقد کا ارے کیا خوف محشر کا
شفاعت کے لئے جس کی قسمِ حوض کوثر ہو

تجھے بتائیں کہاں ہم کہاں کہاں تُو ہے
ثمر میں بیل میں غنچوں میں گل میں خاروں میں
ترے کرم کی مچی دُھوم کوہساروں میں

کبھی شمال کی چوٹی میں کردیا بستر
کبھی جنوب میں لہرا رہا بہ کرّوفر
کبھی عمارت مغرب کا دیکھتا منظر
کبھی حکومتِ مشرق کو دے رہا چکّر

وہ کونسی ہے عدالت جو تیرے کس میں نہیں
وہ کونسی ہے حکومت جو تیرے بس میں نہیں

کسی کو بخش دیا تخت و تاجِ سلطانی
کسی کو دے دیا تمغہ برائے دربانی
کسی کو جامۂ زرّیں کسی کو عُریانی
کسی کو عیش کسی کو دیا پریشانی

کسی کے ہاتھ میں باشوق باگ دی زر کی
کسی کو حکم دیا ، بھیک مانگ در در کی

کسی کو عیش کی آغوش میں سُلاتا ہے
کسی کو شدتِ تکلیف سے رُلاتا ہے
غرض کہ بندوں کو اپنی ادا دکھاتا ہے

کسی کو شاہ کسی کو گدا بناتا ہے

زمیں بھی تیری ہے عرشِ عظیم بھی تیرا
مریض بھی ترا دستِ حکیم بھی تیرا

کہاں کہاں نہیں شُہرہ ہے تیرے قلزم کا
کہاں کہاں نہیں سایہ ہے تیرے پرچم کا
کہاں کہاں نہیں دستِ کرم ترا چمکا
کہاں کہاں نہیں ڈنکا بجا ترے دم کا

کہاں کہاں نہیں مشکل میں دل رُبائی کی
کہاں کہاں نہیں بندوں کی رہنمائی کی

کسی کو آتشِ نمرُود سے بچا لایا
کسی کو کو شیر کے پنجے سے تو چھڑوا لایا
کسی کو تُو شکمِ حُوت سے اُٹھا لایا
کسی کو چاہ سے باہر بصد اَدا لایا

ترے سوا کوئی یارب کسی کا یار نہیں
ترے کرم کا الٰہی کوئی شُمار نہیں

کوئی بشوق عبادت میں چُور رہتا ہے
شراب پی کے کوئی پُر سُرور رہتا ہے
قصور وار کوئی بے قصور رہتا ہے

ہر ایک بندہ بہ پیشِ حضور رہتا ہے

یہ مانا زاہد و عابد کا چارہ ساز ہے تُو
مگر یہ ناز ہے سرورؔ کو بے نیاز ہے تُو

معراج

جبرّیل آمیں بُراق لئے کس شان سے جھومت آوت ہیں
آیات فتحنا وردِ زباں احمد احمد گھراوت ہیں
چٹ کھول کے پٹ باحال حزیں حُجرے میں گئے جبرّیل امیں
رکھ پائے نبیؐ پر اپنی جبیں محبوبؐ خدا کو جگاوت ہیں
سب راجن کے مہاراج اُٹھو مہاراجن کے سرتاج اُٹھو
ہے آج تمہیں معراج اُٹھو تمہیں عرش نشین بُلاوت ہیں
اُٹھ باندھ کمر تیار ہوئے بر پُشتِ بُراق سوار ہوئے
جبرّیل بھی خدمت گار ہوئے ہمراہ نبیؐ سب جاوت ہیں
جب چوتھے فلک سے پار ہوئے جبرّیل امیں لاچار ہوئے
کرتار کے گھر سردار گئے جبرّیل کھڑے پچھتاوت ہیں
محبوب سے جب محبوب ملا ہر سمت سے سرورؔ آئی صدا
اللہ سے بس محبوبِ خدا جو مانگت ہیں سو پاوت ہیں

قطعہ

کیا تاب آئینے کی ہے جو تاب لا سکے
خورشید پہلے آنکھ تو ان سے مِلا سکے
سرورؔ ہے جن کا نام محمدؐ معینِ خلق
کس کی مجال سامنے ان کے جو آسکے

دامانِ محمدؐ

کہاں ہیں جاں نثارانِ محمدؐ
پڑھیں صلوٰۃ بر شانِ محمدؐ

بہ فضلِ حق یہ ہے شانِ محمدؐ
کہ ہیں جبرّیل دربانِ محمدؐ

کسی کی تاب کیا آنکھیں دکھائے
خدا خود ہے نگہبانِ محمدؐ

الٰہی رحم فرما دے بہت اب
پریشاں ہیں غُلامانِ محمدؐ

مرا اُلجھا سنور جاتا مقدر
جو ہوجاتا میں قربانِ محمدؐ

خدا جانے مثالِ برق کب تک
مجھے تڑپائے ارمانِ محمدؐ

عجب انداز سے سوئے مدینہ
چلے جاتے ہیں مہمانِ محمدؐ

وہ جاتا زائرِ کعبہ مدینہ
چلے جاتے ہیں فرمانِ محمدؐ

ڈریں کیوں گرمئ محشر سے جب ہم
رہیں گے زیرِ دامانِ محمدؐ

شہیدانِ جہاں کے پیشوا ہیں
حسینؓ ابنِ علی جانِ محمدؐ

نہ مُرجھایا نہ مُرجھائے گا سرور
قیامت تک گلستانِ محمدؐ

رُباعی

محبوبؐ خدا کا کوئی ہم پایہ نہیں ہے
اس شان کا عالم میں کوئی آیا نہیں ہے
کیا فرق ہے سرورؔ اَحد و احمد میں
واں جسم نہیں ہے تو یہاں سایہ نہیں ہے

نعت شریف (مثلث)

ہم مدینے کی جانب اگر جائیں گے   ڈگمگاتے قدم ننگے سر جائیں گے
دونوں ہاتھوں سے تھامے جگر جائیں گے

جب کہ پہنچیں گے ہم روضۂ پاک پر   تھام کر جالیاں روئیں گے اس قدر
حلقۂ چشم اَشکوں سے بھر جائیں گے

آؤ بلبل گلِ خوشنما کی طرف   جائے مخلوق ساری خدا کی طرف
ہیں محمدؐ جدھر ہم ادھر جائیں گے

سر پہ اُمت کے دستِ شفا دھر چکے   وعدہ بخشش کا خیرالوریٰ کر چکے
حشر کے روز کیسے مکر جائیں گے

دیکھ لیجو تماشا یہ اہلِ نظر   ہم تو جائیں گے ملکِ عدم کو مگر
روح مولا کے روضے پہ دھر جائیں گے

یا نبیؐ دردِ دل کی دوا دیجئے   ہند سے سوئے طیبہ بُلا لیجئے
ورنہ ہستی سے سرورؔ گزر جائیں گے

رُباعی

اللہ کا جو تابع فرمان نہیں
سچ پوچھئے وہ صاحب ایمان نہیں
سرکارِؐ مدینہ پہ نہیں جو قرباں
کہہ دیجئے سرورؔ وہ مسلمان نہیں

محمدؐ کا گھر دیکھ لُوں!

یا خدا کوئے خیرالبشرؐ دیکھ لُوں   جا کے میں شانِ شق القمر دیکھ لُوں
یہ تمنا ہے اے مالکِ بحروبر   زندگی میں محمدؐ کا گھر دیکھ لُوں
اپنی نظروں کو کر دوں نظر شوق سے   ان کی نظروں کو گر اک نظر دیکھ لُوں
چاک داماں کروں جان قرباں کروں   رَوضۂ پاک کو میں اگر دیکھ لُوں
شوق کہتا ہے بڑھ بڑھ کے ارماں سے   چل کے طیبہ کی شام و سحر دیکھ لُوں
آتشِ عشق میں مَیں ہوں ایسا جلا   وہ بھی جل جائے جس کو اگر دیکھ لُوں
غیر ملکوں کے لاکھوں کئے ہیں سفر   اک مدینے کا یارب سفر دیکھ لُوں
یا الٰہی یہ سرورؔ کی ہے آرزو
تیرا گھر تیرے پیارے کا دَر دیکھ لُوں

دامانِ مصطفٰےؐ

اُف کوئی دردِ آشنا نہ مِلا زندگی کا مجھے مزہ نہ مِلا
جستجو لاکھ کی طبیبوں نے درد سینے میں تھا چھپا نہ مِلا
غیر کو کیا ملے گا در سے ترے مرنے والے کو جب صلہ نہ مِلا
کیا مِلا اس کو دین و دُنیا میں جس کو دامانِ مصطفٰےؐ نہ مِلا

عُمر گزری تلاش میں سرورؔ
نہ مِلا دل کا مُدّعا نہ مِلا

جَل گیا

وائے قسمت ہمارا چمن جل گیا بے وطن ہوگئے ہم وطن جل گیا
برق ایسی گری کوند کر الاماں آشیاں کیا سراپا چمن جل گیا
برق تو نے گِرا کر جلایا چمن کیوں نہ تو گِر کے چرخِ کہن جل گیا
حسرتیں پٹی ہیں گلستاں میں سَر کیا کوئی ہائے غنچہ دہن جل گیا

میری حسرت بھری آتشی داستاں
سُننے والوں کا سرورؔ بدن جل گیا

دستِ پیغمبرؐ اُٹھا

کُل عرب کی سَر زمیں سے کُفر کا دفتر اُٹھا
لے کے انگڑائی جو عبداللہ کا دلبر اُٹھا
قصرِ کسریٰ شق ہوا ختم ہوگئے لات و منات
کروٹیں لیتا ہُوا جب دستِ پیغمبرؐ اُٹھا
بُتکدوں کا ذکر کیا شانِ رسالت دیکھ کر
نعرۂ اللہ اکبر یک بیک گھر گھر اُٹھا
کچھ تبسّم کچھ حَیا کچھ شرم کچھ ڈر کچھ حجاب
جانے کیا کیا سوچ کر دینِ بُت کافر اُٹھا
فتنۂ محشر اُٹھا چونکے ملک مُردے اُٹھے
سنگِ بابِ مصطفٰےؐ سے پر نہ اپنا سر اُٹھا
اس کو بڑھ کر مَرحبا آغوش رحمت نے لیا
جو محمدؐ کی شمیمِ ناز پر مَر کر اُٹھا
ہر طرف سے اُنگلیاں اُٹھنے لگیں روزِ حساب
وہ اُٹھا وہ اُمتِ مرحوم کا رہبَر اُٹھا
بہرِ تعظیم جنابِ خاتمِ پیغمبراںؐ
روزِ محشر با ادب ہر ایک پیغمبر اُٹھا

طور پر جا کر کوئی اتنا تو ان سے پوچھ لے

کس لئے موسیٰؑ گرے کیوں پردۂ منظر اُٹھا

یا خیالِ مغفرت، یا حسرتِ دنیائے دُوں

جو اُٹھا دنیا سے آخر کچھ نہ کچھ لے کر اُٹھا

دیر کیوں کرتا ہے سرورؔ کس لئے تا خیر ہے

چل مدینے کی طرف اب ہند سے بستر اُٹھا

گنبدِ خضریٰ کا نظارہ

جب شہنشاہِ مدینے کا اشارہ ہوگا میری قسمت کا بلندی پہ ستارہ ہوگا
یا محمدؐ کا زباں پر مری نعرہ ہوگا جس گھڑی گنبدِ خضریٰ کا نظارہ ہوگا
جانے کیا کوئی کہ کیا حال ہمارا ہوگا

با ادب گھوم کے سَو بار مقامِ عالی یوں کہوں گا مرے غمخوار جہاں کے والی
دیکھئے دیکھئے سرکارؐ پریشاں حالی اس قدر رووٴں گا روضے کی پکڑ کر جالی
میری آنکھوں سے رواں خون کا دھارا ہوگا

مجھ بلا نوش پہ رحمت کی نظر کر دیجئے نورِ ایماں سے مرا کاسۂ دل بھر دیجئے
چاک میرا ابھی فرمانِ سفر کر دیجئے ایک چھوٹا سا مدینے میں مجھے گھر دیجئے
چھوڑ کر ورنہ کہیں اور گذارہ ہوگا

جسم پر خاک مدینے کی ہے نوری گہنا اس سے پوچھے کوئی جس خاک نشیں نے پہ[illegible]
ہر مسلماں کو مبارک ہو وہاں کا رہنا اس کی تقدیر کو اے اے صلِّ علیٰ کیا کہ[illegible]
جس نے پلکوں سے دَرِ پاک بُہارا ہوگا

[illegible]شِ حق اس دُرِ شہوار کی عزت ہوگی جس کے دل میں شہِ بطحا کی محبت ہوگ[illegible]
اس پہ نازل درِ معبود سے رحمت ہوگی اور جس کو مرے مولا سے کدورت ہوگ[illegible]
اس سیہ کار کا محشر میں خسارہ ہوگا

حورِ جنت پہ نظر میری نہ جنت پر ہے میرا تقویٰ مرے سرکارؐ کی رحمت پر [illegible]
جب مرا ہادیٔ کُل رہبرِ کُل رہبر ہے نزع کا قبر کا محشر کا مجھے کیا ڈر [illegible]
ساتھ میرے مرے اللہ کا پیارا ہوگا

کیوں پریشان ہوں ہم سرورؔ عاجز اتنا جب خدا نے شبِ معراج پہ حضرتؐ سے [illegible]
میرے محبوب نہ گھبرا میں یہ وعدہ کرتا بخش دُوں گا اسے اے ہادیٔ دیں روزِ ج[illegible]
ہاتھ جس بندۂ عاجز پہ تمہارا ہوگا

اللہ ھُو (مسدس)

ایک دن بہرِ تفریح کر کے وضو میں گیا تحلِ جاں بخش کے رو بہ[illegible]
دیکھا شاخوں پہ بیٹھے ہیں کچھ خوش گلو صَف بہ صَف با ادب مُنہ کئے قبلہ رُ[illegible]
کہہ رہے ہیں بصدق وصفا تو ہی تُو
اَللہ ھو اَللہ ھُو اَللہ ھو اَللہ ھُو

ا میں نے کہ اے نغمہ خوانِ چمن　　کس کی مدح و ثنا میں کھلے ہیں دہن
ن کی بانکی اداؤں سے لاگی لگن　　کس کی ابرو نے مارا دکھا کر پھبن

بول اُٹھے سب کے سب یک بیک خوبرو

اَللہ ھُو اَللہ ھُوْ اَللہ ھُو اَللہ ھُوْ

ا قمری سے میں نے کہ اے خوبرو　　کس کی منت کے ہیکل نے باندھا گلو
میں کس کی تو پھر رہی کُو بہ کُو　　چھیڑتا ہے تجھے کونسا ماہ رُو

بول اُٹھی کشتۂ نازِ حق ہٗ ہٗ

اَللہ ھُو اَللہ ھُوْ اَللہ ھُو اَللہ ھُوْ

خدا تو ہے ہر ایک کا دستگیر　　دونوں عالم میں تیرا نہیں بے نظیر
ے محتاج سب ہیں امیر و فقیر　　تو کرم ساز مالک ہے روشن ضمیر

نام لیتا نہیں مَیں ترا بے وضو

اَللہ ھُو اَللہ ھُوْ اَللہ ھُو اَللہ ھُوْ

ن کہتا تو موجود ہر سُو نہیں　　کون سی چیز پر تیرا قابو نہیں
ن سا گُل ہے جس میں تری بُو نہیں　　کون سا دل ہے جس میں نہاں تو نہیں

تو بڑی شان تیری بڑی وَحدَہٗ

اَللہ ھُو اَللہ ھُوْ اَللہ ھُو اَللہ ھُوْ

ہ لاہوت کا تو نے اٹھوا دیا　　پاس اپنے محمدؐ کو بُلوا لیا
مخفی تھا جو کچھ وہ سمجھا دیا　　جو نہ دیکھا کسی نے وہ دِکھلا دیا

ہو گیا نُورِ احمدؐ کے تو رُو برو

اَللہ ھُو اَللہ ھُوْ اَللہ ھُو اَللہ ھُوْ

تو نے موسیٰؑ کو دی فتح اے کبریا　　تو نے فرعون کو غرق دریا کیا
تو نے آدمؑ کی اک پل میں بخشی خطا　　تو نے نام محمدؐ کا خطبہ پڑھا

کہتے پھرتے ہیں جبرئیل یوں کُو بہ کُو

اَللہ ھُو اَللہ ھُوْ اَللہ ھُو اَللہ ھُوْ

سنتے ہی یک بیک حمدِ ربّ العلیٰ　　آ کے رضواں سرِ بزم کہنے لگا
کیا لکھے گا کوئی اور اس کے سوا　　مرحبا مرحبا سرورؔ بے نوا

خوب تو نے لکھی یہ غزل بجاؤ

اَللہ ھُو اَللہ ھُوْ اَللہ ھُو اَللہ ھُوْ

زیرِ قدم نکلے

مدینے سے تڑپتے لوٹتے جس وقت ہم نکلے
مری بے چارگی کو دیکھنے اہلِ حرم نکلے
مدینے کی مقدس پاک گلیوں سے نہ یوں نکلے
سَراپا خاک آلودہ کفن بردوش ہم نکلے
زمانہ ہو گیا مجھ کو مدینے پاک سے نکلے
مگر اب تک نہ میرے سینۂ پُرغم سے غم نکلے
حواس و ہوش گم، آزردہ خاطر، اشک جاری تھے
حرم سے جس گھڑی نکلے تو با رنج و الم نکلے
نہیں کچھ اور مجھ کو غم، اگر غم ہے تو یہ غم ہے
مرے ارماں نہیں نکلے مدینے میں نہ دَم نکلے
خدا شاہد ہے بحرِ ہند میں ڈوبے تھے ہم سرورؔ
زہے قسمت رسولؐ اللہ کے زیرِ قدم نکلے

نُور چمکا آپؐ کا

اللہ اللہ کیا ہے نورانی سراپا آپؐ کا
کیوں نہ پہ لیں حُور و غلماں دھوکے تلوا آپؐ کا

خوش اَدا و خوشنما و بے نظیر و بے مثال
چشم و دنداں گوش و بینی روئے زیبا آپؐ کا

دور ظلمت ہو گئی عالم منوّر ہوگیا
کعبۂ اللہ میں جب نور چمکا آپؐ کا

چھوڑ دیتے دامن دنیا کو ہو کر دم بخود
دیکھتے موسیٰؑ اگر فاراں پہ جلوہ آپؐ کا

روزِ اوّل یوسف ہاتھ مَل کر رہ گیا
نُور سے معمور دیکھا جب مُرقعٔ آپؐ کا

سچ تو یہ اللہ یا اللہ والوں کے سوا
مرتبۂ دنیائے دُوں میں کون سمجھا آپؐ کا

عاشقانِ باصفا کا بس یہی ایمان ہے
جا نہیں سکتا کبھی دوزخ میں شیدا آپؐ کا

یاد کرسکتا نہیں وہ گلشنِ فردوس کو
جس نے دیکھا یا رسُول اللہ صحرا آپؐ کا

یہ تمنا سرورؔ عاصی کی ہے سلطانِ دیںؐ
وقتِ آخر دیکھ لوں آنکھوں سے روضہ آپؐ کا

ہو نہیں سکتا

ستارہ صبح کا ماہِ منوّر ہو نہیں سکتا
چمک ہو لاکھ خر مہر میں گوہر ہو نہیں سکتا

شہنشاہِ زماں یا خسروئے اقلیم عرفاں ہو
مکینِ گنبدِ خضرا کا ہمسر ہو نہیں سکتا

بُراقِ سیّدؐ کونین سے آگے نکل جائے
خرِ عیسےٰ ترا ایسا مُقدر ہو نہیں سکتا

سمجھ اے فطرت انساں حقیقت میں سمندر سے
کبھی قطرہ جُدا رہ کر سمندر ہو نہیں سکتا

خدا والوں کا دامن چھوڑنے والو تلاطم سے
تمہارا پار بیڑا تابہ محشر ہو نہیں سکتا

جلا کر خاک کردے دشمنِ ایماں مجھے لیکن
کبھی خم سامنے تیرے مرا سر ہو نہیں سکتا

سیہ بختی سے جو حرص و ہوس کا بن گیا بندہ
وہ بندہ تا قیامت بندہ پرور ہو نہیں سکتا

نہ گھبراؤ مسلمانو سوا ذاتِ محمدؐ کے
نبی کوئی قسیمِ حوضِ کوثر ہو نہیں سکتا

قسم کھا کر ہجوم عام میں کہہ دیجئے سرورؔ
رَسولؐ اللہ سا کوئی پیمبر ہو نہیں سکتا

اَدائے رَسُولؐ

پسند آئے خدا کو نہ کیوں ادائے رسولؐ
کہ خود رسول بنا خود ہوا فدائے رسولؐ

نہ کیوں ہو بزم دو عالم کی شان بے پایاں
اُدھر خدا کی تجلّی اِدھر ضیائے رسولؐ

برائے شرعِ مدینہ مقام ہے ورنہ
بلند ہفت سمٰوات سے ہے جائے رسولؐ

بلالؓ کو دَمِ آخر بزورِ بہرِ اَذاں
کہاں سے کھینچ کے لائی کہاں صدائے رسولؐ

وہ خوش نصیب ہے قسمت کا اس کی کیا کہنا
بُلا کے گنبدِ خضریٰ جسے دِکھائے رسولؐ

ملے جو خلق کی شاہی تو مار دوں ٹھوکر
جو مجھ غریب کو مل جائے خاکِ پائے رسولؐ

خدا کے پیش نظر ہوں گے سب سرِ محشر
مری نظر میں نہ ہوگا کوئی سوائے رسولؐ

عذابِ حشر کا کیا خوف ہے مجھے واعظ
چھپائے گی مجھے محشر میں خود قبائے رسولؐ

خدا کی یاد سخاوت، خلوص، رحم و کرم
حقیقتاً اسے کہتے ہیں اِتّبائے رسولؐ

فرشتگانِ فلک اُس کے چومتے ہیں لب
خلوصِ قلب سے کرتا ہے جو ثنائے رسولؐ

شکست دے نہیں سکتا کوئی مجھے سرور
ازل سے تیری نگہباں ہے جب دُعائے رسولؐ

مکمّل وضو

بے کار رنگِ گُل ہے اگر گُل میں بُو نہ ہو
وہ کور دل ہے جلوہ نُما جس میں تُو نہ ہو

وہ آنکھ پھُوٹ جائے نہ دیکھے جو تیری راہ
وہ سر قلم ہو جس میں تری جُستجو نہ ہو

دنیائے بے ثبات میں کیا لُطفِ زندگی
جب تک تری تلاش میں پانی لہُو نہ ہو

طانابِ عشق مجھ کو ذرا کھینچے تو دے
تیری مجال کیا جو مرے رو برُو نہ ہو

اک تُو کہ تیرا سوزن تقدیر ساتھ دے
اک مَیں کہ میرا چاک گریباں رفو نہ ہو

زر بھی ہو تخت و تاج بھی ہو خوبرو بھی ہو

مثلث

ر میں جھومتے جب بلال آئیں گے ہوگا غُل عاشقِ بے مثال آئیں گے

پیشوائی کو اہلِ کمال آئیں گے

قِ احمد میں جکڑا ہوا بند بند سرخ آنکھیں لبین بند دل درد مند

چاک داماں کئے خستہ حال آئیں گے

ہیں گے اہلِ محشر سے با چشمِ تر واسطے جن کے پیدا ہوئے بحر و بر

کس طرف سے وہ صاحب جمال آئیں گے

ں کہے گا ہر اک عاشقِ مصطفےٰ حشر میں اور اِک حشر ہوگا بپا

جس گھڑی نائب ذوالجلال آئیں گے

ساتھ اپنے اک دل کے ٹکڑے لئے دوسرے سُرخ کاندھے پہ کپڑے دھرے

اس طرح دونوں زہرہؓ کے لال آئیں گے

ے ہی طبع سرورؔ پھڑک جائے گی آتشِ عشق دونی بھڑک جائے گی

اور کیا جانے کیا کیا خیال آئیں گے

بگڑی بنائیں گے

جب تک نہ مُدّعا ترے ہاتھوں سے پائیں گے

واللہ تیرے در سے نہ ہم سر اُٹھائیں گے

خالی جو بارگاہ سے ہم تیری جائیں گے

اہلِ جہاں کو شرم سے کیا مُنہ دکھائیں گے

فاقے کریں گے بھوک کے صدمے اُٹھائیں گے

در سے نہ تیرے غیر کی چوکھٹ پہ جائیں گے

تیرا کریم نام ہے دے کچھ بھیک یا نہ دے

ہم بے نوا بھکاری سے پھیرے لگائیں گے

تیرے اسیرِ دام ہیں تُو مار یا جلا

تجھ سا کرم نواز کہاں اور پائیں گے

دیر و حرم کا شیخ و برہمن کرے طواف

سرورؔ ترے دیار میں بگڑی بنائیں گے

سُنہری جالی

اللہ رے محمدؐ پیارے کا کیا نام مقدس عالی ہے

اس نام سے دونوں عالم میں بنیاد خدا نے ڈالی ہے

اللہ کی گلی سے پوچھو تو اَوصاف محمد والی کے

قربان محمدؐ والی پر سَو جان سے اللہ والی ہے

حُسنِ شہِ بطحیٰ دیکھتے ہی پردے سے نکل کر حق نے کہا

کیا سیرت پیاری پیاری ہے کیا صورت بھولی بھالی ہے

معراج کا دُلہا محشر میں کس شان سے پہنچا صلِّ علیٰ

برفرق ہے تاج شفاعت کا بردوش کملیا کالی ہے

اے صلِّ علیٰ اے صلِّ علیٰ کیا فرماں روائے عالم کا

دنیا سے نرالا روضہ ہے روضے کی نرالی جالی ہے

اے سُرعتِ حق اے شوکت حق اے رفعتِ حق اے رحمتِ حق

کس طرح میں آؤں روضے پر سرکارؐ پریشاں حالی ہے

پُرکیف نظارے روضے کے آنکھوں میں مری لہراتے ہیں

آئینہ دل میں جھوم رہی روضے کی سنہری جالی ہے

اے زائر طیبہ بعدِ سلام آقاؐ سے مرے یہ کہہ دینا

فرقت میں تمہاری ہوش گئے اب جان بھی جانے والی ہے

حالِ سگِ سرورؔ گر پوچھیں سرکارؐ مدینہ کہہ دینا

اندازِ کلام اُویسیؒ ہے رفتار تلاشِ بلالیؓ ہے

سرکار آیا ہوں

زمین و زن نہ زر کے واسطے دربار آیا ہوں نہ حُوروں کی ہوس کا سر پہ رکھ کر بار آیا ہوں

نہ جنت کے لئے میں بیکس و ناچار آیا ہوں نہ سودائے جنوں لے کر نہ میں بیمار آیا ہوں

گناہوں کی تلافی کے لئے سرکار آیا ہوں

کیا مرعوب عالم کو تمہارے کام نے بابا کیا مدہوش دنیا کو تمہارے جام نے بابا

بجایا خلق میں ڈنکا تمہارے نام نے بابا پئے بخشش خدا نے جانے تمہارے سامنے بلا

گناہوں کا پہن کر میں گلے میں ہار آیا ہوں

نگاہِ لطف بہرِ حق مری جانب اٹھا دیجئے مرا بگڑا مقدر دستِ رحمت سے بنا دیجئے

مرا حرفِ خطا عصیاں کے دفتر سے مٹا دیجئے مٹا کر حرفِ عصیاں مژدۂ بخشش سُنا دیجئے

سمجھ کر آپ کو میں مالک و مختار آیا ہوں

مری دہشت سے شمعِ زندگانی جھلملاتی ہے مری شاخِ تمنا بارِ غم تھر تھراتی ہے

مری بے مائگی پر موجِ دریا مُسکراتی ہے ہوا برگشتہ طوفاں گرم کشتی ڈگمگاتی ہے

مدد فرمائیے بابا لبِ منجدھار آیا ہوں

کبھی آباد تھا مجھ سے حریمِ گلستاں میرا مِٹایا خرمنِ افلاک نے نام و نشاں میرا

زمیں بدخواہ میری دشمنِ جان آسماں میرا بتا دیجئے کہاں جاؤں ٹھکانہ ہے کہاں میرا

تمہارا ہوں تمہاری گود میں سرکار آیا ہوں

مودب ہاتھ سے تھامے دلِ مضطربہ چشمِ تر یہ پیشِ در جھکائے سر ادب سے کہہ رہا سرور

شہیدِ دید کی منظور گر ہے آپ کو خاطر نکل کر آئیے بابا حریمِ ناز سے باہر

پیاسا ہوں برائے شربتِ دیدار آیا ہوں

نُورِ رسالت مآبؐ کا

رُخ سے اُٹھائیں آپ جو پردہ حجاب کا

پھر جائے شرم سے ابھی مُنہ آفتاب کا

تارے فلک سے ٹوٹ پڑیں پائے ناز پر

قُدسی کریں طواف رُخِ بے نقاب کا

جھک جائیں کیوں نہ اہلِ دِل پیشِ آستاں

مسند نشیں ہے نُورِ رسالت مآبؐ کا

گو ڈھونڈھتی رہیں نظرِ شوق جا بجا

ہمسر ملا نہ کوئی کہیں آنجناب کا

تشنہ لبانِ دید پیئں جتنی پی سکیں

سیلاب آگیا ہے مئے بے حساب کا

کس کس کا نام لے کوئی کس کی ثنا کرے
ہر ذرّہ آفتاب درِ مستجاب کا

کیا دیکھتے ہیں آپ کھڑے داستانِ حُسن
گر دیکھنا ہے دیکھیے نقشہ حُباب کا

تشبیہہ حُسنِ یار کی کس چیز سے میں دُوں
سَرورؔ کوئی جواب نہیں لاجواب کا

خمسہ

زاں کے دَور نہ فصلِ بہار سے مطلب نہ غنچہ ہائے چمن کی قطار سے مطلب
بلبلوں سے نہ گُل سے نہ چار سے مطلب درِ حرم نہ بتوں کے دیار سے مطلب
جبیں کو نقشِ کفِ پائے یار سے مطلب

نالہ ہائے شبِ انتظار سے مطلب نہ آرزوئے دلِ بے قرار سے مطلب
خوں فشاں نظر اشک بار سے مطلب نہ عاشقوں کے کسی حالِ زار سے مطلب
فقط جنوں کو گریباں کے تار سے مطلب

پیچ زلف نہ دل کش سنگار سے مطلب حسین جبیں نہ لب نہ خوشگوار سے مطلب
نوکِ تیر نہ خنجر کی دھار سے مطلب نہ چشم ناز کے پوشیدہ وار سے مطلب
گناہگارِ محبت کو دار سے مطلب

نگاہ برقِ جنوں جوش ہے جوانی کا جوانی کیا ہے فقط بُلبلہ ہے پانی کا
نہ دیکھ خواب بصد ناز حکمرانی کا رہے گا نام نہ باقی سرائے فانی کا
نہ رکھ عمارتِ ناپائیدار سے مطلب

خوشا نصیب عجب خوش نصیب منزل ہے غریب ہم ہیں ہماری غریب منزل ہے
شہید عشق کی منزل عجیب منزل ہے خودی سے دُور خدا کے قریب منزل ہے
وہ کہہ رہا ہے جسے قُربِ یار سے مطلب

وہ شاہ بن کے رہے گا تمام عالم کا بنے گا جو تہِ دل سے غلام عالم کا
یہی ہے قول جنابِ امام اعظم کا کبھی وہ کر نہیں سکتا نظام عالم کا
نہ ہو جسے غُرباء کی پکار سے مطلب

نہ تخت و تاج سے سرورؔ نہ گنجِ دولت سے نہ حُسن سے نہ حسینوں کی گرم صحبت سے
نہ دامِ غم سے نہ آغوشِ عیش و عشرت سے نہ بزمِ حور سے نسبت نہ قصرِ جنت سے
مجھے مدینے کے نقش و نگار سے مطلب

پردہ پوش آیا

بحمدِ اللہ سہانا وقت با جوش و خروش آیا
گھٹا دلکش اُٹھی ساقی اٹھا شیشوں میں جوش آیا

کچھ ایسا بے پیئے ساقی نے بخشا کیف بے ہوشی
پہنچ کر پینے والے پی گئے کچھ کو نہ ہوش آیا

کوئی یوں تو نہیں آیا ترے بابِ مُقدّس پر

تری آواز پر ساقی ہجومِ بادہ نوش آیا

نہ برسانا صحا طنزیدہ بارش مئے پرستوں پر
اُلٹ جائے گی دنیا گر کہیں مستوں کو جوش آیا

کفن بردوش پہنچائیں جو بازارِ محبت میں
ہُوا غُل مرحبا صلِّ علیٰ کیا سر فروش آیا

کیا جب یاد میں نے وقت مشکل میری مشکل میں
خدا کا خاص بندہ کوئی با جوش و خروش آیا

مجھے جنت میں جب حوروں نے دیکھا یہ کہا ہنس کر
خدا والوں کے گھر میں تو کہاں خانہ بدوش آیا

گیا تھا کیا سمجھ کر کوہِ سینا پر مسرّت سے
بتا کیا دیکھ کر اے جذبۂ موسیٰ خموش آیا

مجھے ڈر ہے نہ بن جاؤں تماشائے جہاں سرور
مری ہستی کے پردے میں اگر وہ پردہ پوش آیا

تیرا آستانہ

میرے جُرمِ ناروا کو نہ ملا کہیں ٹھکانہ — جو ملا تو تیرے گھر میں بخدا شہِ زما

مری موت کا سبب تھا ترا مجھ سے روٹھ جانا — مری زندگی کا باعث ہوا تیرا

ترے در پہ آکے سجدہ نہ کروں تو کیا کروں میں — میری بندگی یہی ہے ترے در پہ سر

تجھے آہ نور پیکر میں سناؤں کیسے پڑھ کر — شبِ زندگی ہے تھوڑی مرا طول ہے

در دیر سے نہ نسبت نہ حرم سے کوئی مطلب — میرا مرکزِ یقیں ہے بس مرگِ کوئے

ترے نقشِ پا کے صدقے یہ دُعا قبول کر لے — دم نزع سامنے ہو مرے تیرا آ

مجھے چین آئے کیونکر یہ سمجھ چکا ہوں دلبر — مرا اٹھ گیا جہاں سے ترے غم میں آب و

نکل آئے گھر سے باہر رگِ دل رُبائے سرور
جو سُنی کبھی کسی سے مری نظم عاشقانہ

جمال یار

ہیں مظہر ذاتِ پرور دگار   آپ سا کون پیدا ہوا ذی وقار
قابَ قوسَین دلدل سوار   صاف کہہ دو کہ ہے دل بہت بے قرار

اے شہِ نامدارؐ میں ہوں تم پر نثار
کب جمال اپنا مجھ کو دکھاؤ گے یار

و تاج حکومت نہ گنج و گوہر کو   نہ حورِ خلد کو دیکھوں نہ جام کوثر کو
دکھائے مدینہ جو دیدۂ تر کو   یہ آرزو ہے کہ میں روضۂ منوّر کو

گھوم کر سات باریوں کہوں بار بار
کب جمال اپنا مجھ کو دکھاؤ گے یار

یعقوب چشم عبداللہ نہ دیر کیجئے اِمداد کیجئے لِللہ
آپ کے میرا نہیں کوئی واللہ   نکل کے روضۂ اقدس سے یا رسُول اللہ

دیکھئے حالِ زار ہے قبا تار تار
کب جمال اپنا مجھ کو دکھاؤ گے یار

پانی کے میں نے لہو پیا لب تک   تمہارے واسطے میں در بدر پھروں کب تک
گا کبھی شکوہ کا حرف بھی لب تک   مگر کہوں گا یہی تن میں جان ہے جب تک

آپ کا جاں نثار کر رہا انتظار
کب جمال اپنا مجھ کو دکھاؤ گے یار

مثالِ قیس مَیں صحرا کی پھانکتا ہوں گرد   کچھ ایک جا نہیں میں بن گیا سراپا درد
حواس باختہ منہ فق لبوں پہ آہیں سرد   شکستہ حال گریبان چاک چہرا زرد

کیا کرے خاکسار جا رہی جانِ زار
کب جمال اپنا مجھ کو دکھاؤ گے یار

بغیر ساقی کے میں جام کیا کروں لے کر   جو تم مجھے نہیں ملتے تو کیا کروں جی کر
تمہارے واسطے دنیا کو مار کر ٹھوکر   کفن پہن کے سُوئے قبر سرنگوں ہو کر

میں چلا سوگوار تم کہو یارِ غار
کب جمال اپنا مجھ کو دکھاؤ گے یار

صَبا پُکار کے کہدے چراغ سحری سے   میں جا رہا ہوں مکافات کی کچہری سے
خوشا کہ ایک زمانہ کی دیدہ نظری سے   خوشا کہ سرورؔ بسمل پیا کی نگری سے

آئے ڈولی کہار کہہ کے یہ ہو سوار
کب جمال اپنا مجھ کو دکھاؤ گے یار

شاہِؐ زمانہ

صَبا گر مدینہ میں ہو تیرا جانا   تو پہلے درِ پاک پر سر جھکانا
پکڑ کر بصد ناز روضہ کی جالی   خدا کے لئے خوب آنسو بہانا
سلام تمنا بصد شوق کہہ کر   مرا حال سرکارؐ کو تُو سُنانا
کہ ہے ہند میں آپ کا ایک عاشق   نہ پیتا ہے پانی نہ کھاتا ہے کھانا
نہ اپنوں سے مطلب نہ غیروں سے نسبت   فقط آپ کا ہے زباں پر ترانا
لبوں پہ ہے دم کچھ گھڑی کا ہے مہماں   نہیں کوئی اب زندگی کا ٹھکانا

مدینے میں سرورؔ کو ہندوستاں سے
بُلا لیجئے جلد شاہِؐ زمانہ

شہیدِ عشق

نشاں نہ پوچھئے میرا کہ بے نشاں ہوں میں
لُٹا ہوا کسی منزل کا کارواں ہوں میں

بتاؤں کیا تمہیں اہلِ جہاں کہاں ہوں میں
مجال کیا کوئی پہنچے وہاں جہاں ہوں میں

نہ بُت شکن ہوں نہ بُت ہوں نہ مشرک و مُلحد
شہیدِ عشق ہوں پابند عاشقاں ہوں میں

خزاں نہ دیکھ مجھے آتشی نگاہوں سے
اُجڑ کے بن نہ سکا جو وہ آشیاں ہوں میں

جو دیکھتا ہے مجھے اَشکبار ہوتا ہے
بشر کے بھیس میں اک غم کی داستان ہوں میں

سپرد ہاتھ میں جس کے نظام عالم ہے
اُسی کے بابِ مقدّس کا پاسباں ہوں میں

کسی کے غم میں ہوں دیوانہ دوستو ورنہ
تمہاری جنس تمہارا ہی ہمزباں ہوں میں

جدھر سے سرورِ شوریدہ سر مری منزل
خوشا کہ آبِ رواں سا اُدھر رواں ہوں میں

جلوہ نُما

خدا جانے آنکھوں سے کیا دیکھتا ہوں — جو کچھ دیکھتا ہوں بجا دیکھتا ہوں
نہیں اور اس کے سِوا دیکھتا ہوں — تجھے اور تیری ادا دیکھتا ہوں
چدھر دیکھتا ہوں بہ نظر تبسم — اُدھر تجھ کو جلوہ نُما دیکھتا ہوں
ابھی زاہداں خواب جنت کے دیکھیں — میں خاک درِ مصطفےٰ دیکھتا ہوں
نہ تو دیکھ زاہد مرا بار عصیاں — میں خود آپ اپنی خطا دیکھتا ہوں
مجھے بیکسی یاد آتی ہے اپنی — کوئی قافلہ جب لٹا دیکھتا ہوں
بہت کچھ زمانے میں افسانے دیکھے — ابھی اور کیا جانے کیا دیکھتا ہوں

کہا بڑھ کے رضواں نے آ جلد سرور
تری راہ کب سے کھڑا دیکھتا ہوں

ماہ تاباں

خمسہ

کوہ کو فرہاد اور مجنوں بیاباں چھوڑ دے
بُلبُل جانباز آغوشِ گلستاں چھوڑ دے
حُور جنت چھوڑ دے حوروں کو رضواں چھوڑ دے
کُفر کافر چھوڑ دے ایماں مُسلماں چھوڑ دے
یہ کہاں ممکن بندہ تیرا داماں چھوڑ دے

تیرے ٹکڑے پر مسیحائے زماں پلتا رہوں
ہچوسگ تیری گلی میں رات دن جلتا رہوں
تیری خاکِ آستاں کو بَرجبیں ملتا رہوں
تیری بزمِ ناز میں شمع سا جلتا رہوں
ایک مجھ پر وہ نظر اے ماہِ تاباں چھوڑ دے

اے شہنشاہِ جہاں اے منبعِ لَاتَقنَطُوا
تیرے دستِ ناز میں ہے عاشقوں کی آبرو
ذِکر تیرا ہی رہا کرتا ہے مولا کُو بہ کُو
جملہ زخموں پر خدا کے واسطے کر دے رَفُو
سوزنِ تقدیر اک چاکِ گریباں چھوڑ دے

قیس نے کعبے میں جاکر حق سے یہ مانگی دُعا
یا الٰہی ہو نہ مجھ سے اُلفتِ لیلےٰ جُدا
عشق مجنوں نے اثر جب قلبِ لیلیٰ پر کیا
ناقہء لیلےٰ سے یہ آنے لگی پیہم صدا
دامنِ مجنوں کو اے خارِ مُغیلاں چھوڑ دے

اس سَرا میں آج تک جم کر کوئی ٹھہرا نہیں
آج آیا، کل گیا روکے سے بھی رُکتا نہیں
وائے اب تک زندگی کا راز تو سمجھا نہیں
جو تجھے کرنا ہے کر، تاخیر کا موقع نہیں
جانے کب سرورؔ قفس مرغِ خوش الحال چھوڑ دے

پیا تڑپ جائے

(مثلث)

یا تڑپ جائے تمہار بجنی لئے جاتے ہیں چار کہار بجنی
وہ دیکھو آئی سُوئے مزار بجنی - پیا

لد میں لاش کو تنہا عزیز دھر آئے اکیلا چھوڑ کے سارے رفیق گھر آئے
کوئی رہ نہ گیا غمخوار بجنی - پیا

ہو بعدِ دفن کہا کہیئے کیا ادا آئی لحد سے کانپ کے یوں ماتمی صدا آئی
نہیں جور و جفا کا شمار بجنی - پیا

خدا کو یاد کیا اور خودی کو بھول گئے کہا کسی نے دنیا سے کیا رسولؐ گئے
گئی سارے چمن کی بہار بجنی - پیا

نوں کے عشق میں سرورؔ نہ خوف محشر میں گذر گیا ہے زمانہ فراقِ دلبر میں
میں چھوڑ چکا گھر بار بجنی - پیا

خمسہ

کوہ و صحرا میں نہ گُلشن میں نہ ویرانے میں قصرِ شاہی میں نہ اجڑے ہوئے کاشانے میں
جلوہ فرما نہ صنم میں نہ صنم خانے میں تقویٰ شیخ میں دیکھا نہ حرم خانے میں
دیکھنے والوں نے دیکھا تجھے میخانے میں

جائزہ دونوں مکانوں کا بھکاری نے لیا کعبہ و دیر میں سجدوں کے سوا کچھ نہ ملا
ہو کے مایوس گدا جب درِ ساقی پہ گیا آئی ساقی کی صدا چاہے جو کچھ لے جا
دولت ہر دو جہاں بٹتی ہے میخانے میں

خوش ادا سامنے جب کوئی نکل آتا ہے   خودبخود سینے میں دل یار مچل جاتا ہے
جذبۂ عشق بصد شوق اچھل جاتا ہے   شمع کے جلتے ہی خود شمع پہ جل جاتا ہے
کس قدر ہمت مردانہ ہے پروانے میں

وادیٔ نجد میں لیلیٰ سے کسی نے پوچھا   خوبیاں کون سی ہیں قیس میں سچ سچ بتلا
ہنس کے لیلےٰ نے کہا تجھ کو بتاؤں میں کیا   جس کے جلووں کو نہ کل دیکھ سکے تھے موسیٰ
آج وہ جلوہ نما ہے مرے دیوانے میں

اے حسینوں کے حسیں ماہ جبیں شمع یقیں   تیرا ہمسر کوئی واللہ زمانے میں نہیں
سامنے شوق سے آ پردہ نہ کر پردہ نشیں   نُور پیکر تری بے پردہ ادائیں دیکھیں
چشمِ سرورؔ نے چھلکتے ہوئے پیمانے میں

جس کا جیسا ظرف تھا ویسا ھی پیمانہ مِلا

تقسیمِ حق

مِل گیا بندوں کو حق لیکن جُداگانہ مِلا   دَیر کافر کو مسلماں کو حرم خانہ مِلا
عشق عاشق کو اَدائے خوش نما معشوق کو   چاندنی کو چاند ظلمت کو سیہ خانہ مِلا
وائے بر قسمت ملی تحریر سوزاں شمع کو   اَلاماں پروانے کو مرنے کا پروانہ مِلا
ناز شیریں کو ملا تیشہ سر فرہاد کو   لیلیٰ کو محمل ملی مجنوں کو ویرانہ مِلا
حُسن یوسفؑ کو ید بیضا کلیم اللہ کو   اور محمدؐ کو شفیعِ کُل کا پروانہ مِلا
نور چشم فاطمہؓ جان علیؓ کو ہائے ہائے   کربلا کا کیا قیامت خیز افسانہ مِلا
شکر کا موقع ہے یہ موقع شکایت نہیں   جس کا جیسا ظرف تھا ویسا ہی پیمانہ مِلا
بہرِ سَجدہ شکر ہے اس قادرِ قیوم کا
سرورؔ نم دیدہ کو سنگِ درِ جانا نہ مِلا

غزل

عجیب ناز سے گردن جھکائے جاتے ہیں   قدم قدم پہ وہ کانٹے بچھائے جاتے
قدم قدم پہ نصب کر دیا ہے کانٹوں کو   بہانہ یہ ہے کہ رستہ بنائے جاتے
لگائیے نہ مرے زخم ناز پر مَرہم   کہیں نشان محبت مٹائے جاتے
ہمارے مٹنے کی تدبیر کیجئے نہ جناب   ہم اپنی ہستی کو خود ہی مٹائے جاتے
سُنو سُنو نہ سُنو اس کا کچھ ملال نہیں   مگر جو گزری ہے ہم پر سُنائے جاتے
ذلیل و خوار بنا کر بُتوں کی مجلس سے   خدا کی شان ہے سرورؔ اُٹھائے جاتے

خاکِ مدینہ

نہ میں بغض و حسد دل میں نہ کینہ لے کے آیا ہوں
فقط حُبِّ شفیعُ المذنبینا لے کے آیا ہوں
گیا تھا ہند سے کعبے سراپا زنگ آلُودَہ
بہ فضلِ حق تعالیٰ صاف سینہ لے کے آیا ہوں
طلائی نُقرئی ہر قسم کے ساماں سبھی لائے
مگر تھوڑی سی میں خاکِ مدینہ لے کے آیا ہوں
مِلی انگشتری انعام میں اللہ کے گھر سے
رسولؐ اللہ کے گھر سے نگینہ لے کے آیا ہوں
اِدھر رکھا قدم پہنچا اُدھر گلزار جنت میں

شہنشاہِ رسالت کا میں زینہ لے کے آیا ہوں

نہ کم ہوگا قیامت تک لٹاؤں جس قدر چاہوں

خدا کے فضل سے میں وہ دفینہ لے کے آیا ہوں

نوید عام ہے پی جائے سروؔر جس کا جی چاہے

مدینے سے صراحی جام و مینا لے کے آیا ہوں

قطعہ

تختِ شاہی کا نہ دولت کا ذخیرہ دیکھوں

رہ کے دنیا میں نہ دنیا کا تماشہ دیکھوں

خواہش حُور نہ جنت کی طلب ہے سروؔر

یہ تمنا ہے کہ میں گنبدِ خضریٰ دیکھوں

بسمِ الله الرّحمنِ الرّحیم

اَلَّذِی عَلَّمَ بِلِ لُقَلَمِ عَلَّمَ الْانسانَ مَالَم یَعلَمُ

گاہ حقیقتِ وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسمَاءَ کُلّٰہاَ وَکَشّافِ رمُوزِ

عَلَّمَہ'

قبلہ الحاج حضرت سیّد محمد سروؔر شاہ، الحسنی وَالحسینی تاجی صحرائی

تاج آباد۔ روضہ شریف۔ ناگپور۔

کلامِ سروؔر

آپ کے دربار میں جو بندہ پرور آگیا — سچ تو یہ ہے اوج پر اس کا مقدر آگیا

آپ کا نامِ مُبارک جب زباں پر آگیا — مظہروں وجد میں مسرور ہوکر آگیا

تاج والے دیکھتے ہی آپ کا حسن ملیح — چودھویں کے چاند کو غیرت سے چکّر آگیا

آپ سے جس نے طلب پانی کیا صَلِّ علیٰ — زیرِ لب اس کے دہن پر جامِ کوثر آگیا

اے جبیں شوق کہدے باوضو سجدے کریں — تاج والے حق نُما کا سامنے در آگیا

اس کی بگڑی بن گئی اس کو سکوں حاصل ہوا — جس کے دل میں تاج والے کا تصور آگیا

اے کرم فرمائے عالم کیوں نہ ہوں مسرور جب — آپ کے بابِ مقدس پر مرا سَر آگیا

حشر میں جس وقت پہنچا سروؔر شوریدہ سَر

غُل ہُوا وہ تاج والے کا گُلِ تَر آگیا

دیوانہ محمدؐ کا

کوئی جب دیکھ لے آنکھوں سے کاشانہ محمدؐ کا

رہے تا حشر وہ وَاللہ دیوانہ محمدؐ کا

جلا سکتی نہیں نارِ سَقر اس کے تن و جاں کو

جو کوئی بن گیا اے شمع پروانہ محمدؐ کا

چلو اے طالبانِ حق پیو مئے مست ہوجاؤ

کھُلا ہے میکشو اس وقت میخانہ محمدؐ کا

حسینانِ جہاں ہرگز نہ ٹھکراؤ مرے سر کو
یہ سر اپنا نہیں ہے یہ ہے نذرانہ محمدؐ کا

نبی جتنے ہیں بڑھ بڑھ کر بھرائیں گے سبھی کاسہ
کھلے گا حشر میں جس وقت میخانہ محمدؐ کا

مزا دِل کا مِلا ایسا خدا شاہد ہے اے سرور
کروں گا حشر تک وَاللہ شکرانہ محمدؐ کا

نظر کا قصور

شوقِ پَری ہے سر میں نہ سودائے حُور ہے
سینہ مرا کسی کی محبت میں چُور ہے

بندہ قصور وار ہے یا بے قُصور ہے
نقشۂ تخیلات کا پیشِ حضور ہے

بس ایک ہی سوال یہ سُنتے ہیں آج تک
غش میں کلیم عالمِ حیرت میں طُور ہے

ہر ذرّہ ذرّہ دیکھ رہا تیری پائے ناز
دیکھیں نہ ہم تجھے یہ نظر کا قصور ہے

آنکھیں بتا رہی ہیں تری فِتنۂ مجاز
مچلا کسی ادا پہ دلِ ناصبُور ہے

یارب عذاب حشر کا میں مستحق نہیں
مُجرم شریر نفس مرا کیا قصور ہے

کل جس کو تک رہا تھا کھڑا ایک اژدہام
آنکھوں سے آج یارو وہ منظر ہی دُور ہے

اس قادرِ قدیر کا سرور ہزار شکر
شُہرہ ترے کلام کا نزدیک و دُور ہے

سُنہرے جلوے

جب مجھے یاد مدینے کا سفر آتا ہے
منظرِ غم بہ خدا پیش نظر آتا ہے

ایک تصویر سا ہو جاتا ہوں غم سے خاموش
بر زباں نام مدینے کا اگر ہوتا ہے

کملی والے ترے گیسوئے معتبر کی قسم
کچھ نہیں تیرے سوا مجھ کو نظر آتا ہے

گلشنِ خُلد سے بہتر ہے بیابانِ رسولؐ
صاف کہتا ہوا ہر اہلِ نظر آتا ہے

خود ہی جھک جاتا ہے سَر ہیبت سلطانی سے
سامنے جب شہِ کونینؐ کا در آتا ہے

دیکھ کر گنبدِ خضرا کے سنہرے جلوے

یاد ناموس نہ املاک نہ زر آتا ہے

چُومتا ہوں اسے سینے سے لگا لیتا ہوں

جو مدینے کے چمن سے گُلِ تر آتا ہے

پُوچھنے والے جو پوچھیں تو یہ کہہ دو سرور

نُور ہی نُور مدینے میں نظر آتا ہے

عطا کیجئے

ے بابا نہ بہر خدا کیجئے — دامِ غم میں پھنسا ہوں رہا کیجئے

ر مصیبت زدہ کا بھلا کر دیا — مجھ گنہگار کا بھی بھلا کیجئے

پ جب ہیں مرے حال پر مہربان — دُور مجھ سے مری ہر بلا کیجئے

پ ہی کا ہوں جو چاہیں کر دیجئے — زندگی دیجئے یا فنا کیجئے

بسی میں کسی کے جو کام آسکے — بھیک منگتا کو ایسی عطا کیجئے

قیامت نہ چھوٹے مرے ہاتھ سے — آپ کا پاک داماں دُعا کیجئے

پنے دربارِ عالی گُہر بار سے — میرے بابا نہ مجھ کو جُدا کیجئے

بہر جملہ شہیدان کرب و بَلا

معاف سرورؔ کی بابا خطا کیجئے

شمس الضّحیٰ

کیوں نہ چمکے نُور سا شمس الضحیٰ چہرا ترا

نُور کے سانچے میں جب ڈھالا گیا نقشہٗ ترا

مَحرمِ رازِ حقیقت تو سَراپا نُور ہے

دونوں عالم میں اُجالا آج ہے پھیلا ترا

یا اَمیر المومنین یا رَحمتٌ اللعالمین

کون سمجھا جُز خدا کے رتبہٗ اعلیٰ ترا

چھوڑ دیتے دامنِ دُنیا کو موسیٰؑ بالیقیں

دیکھتے آکر مدینے میں اگر جلوا ترا

اس کو وَیسا ہی درِ معبُود سے بَدلہ مِلا

جس نے جس انداز سے دیکھا رُخِ زیبا ترا

ایک یُوسف ہی بِکے تھے مصر کے بازار میں

راہِ حق میں خود ہی سارا بِک گیا کُنبہ ترا

مُتّقی و پارسا کو قصرِ جنت دے دیا

مَست سرورؔ کو دیا اللہ نے روضہ ترا

دو دریا اُبل آئے

کس کی عزت و توقیر پر یارب نہ بل آئے
جو بَل آئے تو بَل آنے سے پہلے ہی اَجل آئے

میں جب جانوں کشش کیا جذبۂ جوشِ وفا کیا ہے
میری آواز سُن کر کوئی بے پردہ نکل آئے

کبھی گر یاد آئی آپ کی خاموش دنیا میں
لئے سیلاب دو چشموں سے دو دریا اُبل آئے

سکونِ قلب بن کر آپ کیا آئے تصور میں
میری شاخِ تمنائیں ہزاروں پھول و پھل آئے

ہماری تیز گامی کا جزاک اللہ کیا کہنا!
کہاں تھے کل، کہاں سے ہم کہاں تک آج چل آئے

کرم فرمائے عالم! آپ کے بابِ مقدّس پر
کوئی آتا ہے پَیروں سے مگر ہم سر کے بَل آئے

پریشاں ہوگیا میں دیکھ کر ان کی پریشانی
مجھے ڈر ہے نہ میری عیش میں سرورؔ خلل آئے

شمعِ دِل

غم نہیں مجھ کو اگر بجھ جائے شمع دل مری
غم یہ ہے بن جائے گی ماتم کدہ محفل تری

کشتی اُمید ڈوبی جا رہی منجدھار میں
بہر حق امداد کیجئے مُرشدِ کامل مری

سخت مشکل میں پڑا ہوں وادئ پُر خار میں
یا علی مُشکل کُشا حل کیجئے مُشکل مری

راستہ ملتا نہیں گم کردۂ منزل ہوں میں
یا رسُول اللہ مِل جائے منزل مری

مُفلس و مظلوم ہوں میں بے کس و لاچار ہوں
رحم کر حالت ہے یارب رحم کے قابل مری

دونوں ہاتھوں سے کلیجہ تھام کر رہ جائے گا
جب کوئی سرورؔ پڑھے گا غور سے ناول مری

کہانی بے معانی

مجھے بہکی سی کچھ معلوم ہوتی ہے نظر تیری
نہ جانے تو کہاں واعظِ طبیعت ہے کدھر تیری

نہ اندازِ شریعت ہے نہ اعجازِ حقیقت ہے
کہانی نے معانی کیا سُنیں اہل ہُنر تیری

حقیقت آشنا کیوں تجھ سے برہم ہوتے جاتے ہیں
زباں کی ضوفشانی ہوگئی کیوں بے اثر تیری
اُدھر اللہ کی لا انتہا رحمت برستی تھی
لئے پیغامِ حق آواز جاتی تھی جدھر تیری
وہی تُو ہے کہ دنیا آج تجھ سے کر رہی نفرت
وہی تو ہے کہ کل تھی بزمِ عالم منتظر تیری
خدا جانے گلستانِ جہاں کے گوشے گوشے میں
کرے گی تجھ کو رسوا فتنہ سازی فتنہ گر تیری
درِ مقبول تک کس طرح پہنچے تو ہی بتلا دے
دُعا گو جب دُعا ہی ہوگئی بے بال و پَر تیری
قدم زن تو رہا سرورؔ اگر راہِ صداقت پر
مدد فرمائیں گے روز جزا خیرالبشر تیری

عَلی کَرّمَ اللہ وجھہ

بتائیں کیا تمھیں اہلِ وفا کہاں ہیں علیؓ
جھکا کے دیکھئے سر دل میں ضوفشاں ہیں علیؓ
علیؓ کی شانِ شہنشاہیت کا کیا کہنا
کبھی یہاں ہیں علیؓ اور کبھی وہاں ہیں علیؓ

پسند آئے نہ کیوں رنگِ گل زمانے کو
ہر ایک پھول کی آغوش میں نہاں ہیں علیؓ
سَعید وسَید و صابر سخی غریب نواز
مجسمہ حدِ خوبی کا بے گماں ہیں علیؓ
کسی نے پوچھا علیؓ کیا ہیں یا رسُولؐ اللہ!
کہا رسُولؐ نے ہنس کر کہ ہم زباں ہیں علیؓ
شکست دے نہیں سکتا کوئی زمانے میں
ازل سے دین الٰہی کے پاسباں ہیں علیؓ
منائیں کیوں نہ مسرّت سے آج یوم علیؓ
ہر ایک صاحب ایماں کے مہماں ہیں علیؓ
نہ دیکھ چشم فلک آتشی نگاہوں سے
ازل سے سرورؔ عاصی پہ مہرباں ہیں علیؓ

جہاد فی سبیل اللہ

جسے عشقِ محمدؐ ہو کٹائے اپنا سَر پہلے
جہاد فی سبیلِ اللہ میں باندھے وہ کمر پہلے
مدینے جانے والو تاجدار ہفت کشور تک
خُدا کے واسطے کر دیجیو میری خبر پہلے

شہنشاہِ مدینہ سے اگر ہے وصل کا خواہاں
کفن کو باندھ کر سر سے پھرے وہ دَر بدر پہلے
تمام ہی انبیاء محشر میں ہوئیں گے کھڑے لیکن
محمدؐ مصطفےٰ پر جائے گی میری نظر پہلے
نظر آتے ہی حُسن یار کا نقشہ کھنچے دل میں
بشر کو چاہیئے پیدا کرے ایسی نظر پہلے
تجھے گر عاشق صادق اگر اس سے ہی ملنا ہے
بچھا کر یُوں ہی تو دھونی رما دے خاک پر پہلے
کمر کو باندھ کر سرورؔ اکڑ کر یوں لگے کہنے
کروں گا حشر کا پیچھے مدینے کا سفر پہلے

ساقی

گر مرے شوق کا اقدام نہ ہوتا ساقی
خلق میں فیض ترا عام نہ ہوتا ساقی
میرے دم سے ترے میخانے کی شہرت پھیلی
میں نہ ہوتا تو ترا نام نہ ہوتا ساقی
مُبتلائے مرضِ عشق تھا تھوڑی پی لی
گر نہ پیتا مجھے آرام نہ ہوتا ساقی

بیخودی نے کیا رُسوائے زمانہ وَرنہ
پینے والا کبھی بدنام نہ ہوتا ساقی
ایک قطرہ بھی جو زاہد کو پلایا ہوتا
تو کبھی مُوردِ الزام نہ ہوتا ساقی
مَست سرورؔ کی جو پُر کیف نہ آنکھیں ہوتیں
تیرا گردش میں کبھی جام نہ ہوتا ساقی

پیمانہ تمہارا

تھا لطفِ زندگی آنا تمہارا قیامت ڈھا گیا جانا تمہارا
نہ جب تم سامنے آنکھوں کے ہوگے جئے گا خاک دیوانہ تمہارا
حواس و ہوش گم ہیں بیخودی سے پیا ہے جب سے پیمانہ تمہارا
شب تنہا میں اے جان تمنا پڑھا کرتا ہے ہوں افسانہ تمہارا
تمہاری جُستجو میں ہچو مجنوں پھرا کرتا ہے دیوانہ تمہارا
مثال شمعِ سُوزاں صحر تک جلا کرتا ہے پروانہ تمہارا
جہاں میں رہ کے اس نے خاک دیکھا نہ دیکھا جس نے کاشانہ تمہارا
خوشا قسمت کہ مجھ ایسے گدا کو مِلا دربار شاہانہ تمہارا
چھلکتا جام جب پیتا ہے سرورؔ
اَدا کرتا ہے شکرانہ تمہارا

کیف نما

وش میں آکے جب کبھی آپ نے لب ہلا دئے

پھول شکستہ شاخ میں کیف نُما کھلا دئے

تھی نہ اُمید زندگی موت کا انتظار تھا

آگئی دل میں تازگی آپ جو مُسکرا دئے

ساحبِ حُسن آپ کے رُخ سے نقاب کیا اُٹھی

یک دِیئے نے بزم میں کتنے دیئے جلا دیئے

بندہ نواز آپ کا حُسنِ ملیح دیکھ کر

کتنوں نے گھر لُٹا دئے کتنوں نے سَر کٹا دئے

کیوں نہ ہو دِل پہ بیخودی آپ نے اپنے مست کو

جام پہ جام اس قدر کیف نُما پلا دئے

فتح و ظفر کی منزلیں آگئیں اس کے زیرِ پا

جس نے ریاضِ زہد کی سمت قدم بڑھا دئے

نکر خدا کہ آپ نے دفترِ جرم دیکھ کر

سرور رُو سیاہ کے حرفِ خطا مٹا دئے

مہاراج عرب

سُن اے ری سکھی من لاگ گیو مہاراج عرب کے پالن ما

سرکار رکھن گُن سب اپنا سردار جگت کے گالن ما

چت تڑکت ہے سر کڑکت ہے دل دھڑکت ہے من پھڑکت ہے

دِن بھینٹ گئے کب دھیر موہے چاہے بند کرو سو تالن ما

پریتم کو لکھوں میں کیا پاتی ہر سانس یہی ہے سمجھاتی

خود آن ملیں گے چھاتی سے گر کچھ بھی اثر ہے نالن ما

مظلوم پہ لشکر جب دھاتا کہتے تھے حُسینؓ کے اے داتا

اُس کوئی بہادُر ہے جگ ما جو سیس دھرے لکھ بھالن ما

پگ ٹوٹ گئے سنگ چھوٹ گئے ان بانکے نینوا پھوٹ گئے

تب آن مِلا بطحٰی کا سجن جب خار چُبھا ہر چھالن ما

اس راز کو سمجھے کیا یاری کر پا جو کہن سب کے ہادی

اک پھول سا سرور جھوم رہا گلزارِ نبیؐ کی ڈالن ما

انعام آیا

کبھی جب لب پہ مئے کا نام آیا — لئے ساقی چھلکتا جام آیا

تھی بے تابی بڑھی دَرد دُروں سے — پیا دو گھونٹ جب آرام آیا

خدا کے واسطے آ پینے والے — مدینے سے ابھی پیغام آیا

خدا کے گھر سے مدہوشی و مستی — مرے حصے کا یہ انعام آیا

نہ طاعت کام آئی روزِ محشر — مرا پینا ہی میرے کام آیا

جو پہنچا میکدے میں لڑکھڑاتا

ہُوا غُل سرور بدنام آیا

شبیبہ نُور

کسی کی یاد تازہ مثلِ برقِ طور آ پہنچی
مرے تاریک گھر میں شمع کافور آ پہنچی

کوئی کیا جانے کتنی بڑھ گئی جذبِ محبت میں
کیا جب یاد میں نے دخترِ انگور آ پہنچی

طلب میں نے فقط جنت کیا تھا مالک کُل سے
مگر جنت میں جب پہنچا وہاں اک حُور آ پہنچی

نظام دار جب دیکھا تو میرا دل دھڑک اُٹھا
وہیں میری مدد کو ہمتِ منصور آ پہنچی

سنبھل کر بُوالبشر چل جلد اس دنیائے فانی سے
قیامت آنے والی ہے صدائے صُور آ پہنچی

خدا شاہد ہے اے زاہد مرے گنجینۂ دل میں
گُہر کیا نعمتِ ہر دو جہاں بھر پُور آ پہنچی

نہیں ممکن مُنہ دکھلائے تصویر سیہ کاری
میرے سینے میں جب سرور شبیہ نُور آ پہنچی

مُسلماں ہوجائے

گر تری چشمِ کرم اے شہِ خوباں ہو جائے   ذرہ خاک ابھی لعل بدخشاں ہوجائے
صاحبِ درد بنے درد کا درماں ہو جائے   تیرا بندہ جو ترا تابع فرماں ہو جائے
سچ تو یہ ہے کہ وہ کونین کا سلطان ہوجائے

آنکھ وہ آنکھ ہے جو کھینچ لے نقشہ تیرا   گوش وہ ہے جو سُنے ہوش سے نغمہ
دل ہی دِل ہے کہ جو بن گیا شیدا تیرا   سر وہی سر ہے کہ جس سر میں ہو سودا
جان وہ ہے جو تری شان پر قرباں ہوجائے

شان تو بندہ نوازی کی دکھا سکتا ہے   پل میں بگڑی ہوئی تقدیر بنا سکتا
رنج سے غم سے مصیبت سے چھڑا سکتا ہے   اس کا کیا کوئی زمانے میں بنا سکتا
جس کا تو مالک کونین نگہباں ہوجائے

تیری قدرت کے سوا غیر کی قدرت کیسی   تیری رحمت کے سوا غیر کی حرکت
تیری رفعت کے سوا غیر کی رفعت کیسی   دستِ تدبیر کے کہتے ہیں قسمت
تُو جو چاہے تو گدا حاکم دَوراں ہوجائے

یا خدا اَوج پہ اسلام کا تارا کر دے   بیڑا منجدھار سے تو پار ہمارا کر د
صاحبِ درد ہیں ہم درد کا چارہ کر دے   چشمِ رحمت سے اگر ایک اشارا کر د
بچہ بچہ ابھی دنیا کا مسلماں ہوجائے

شوق کہتا ہے کہ میں حدِ نظر تک پہنچوں   بلکہ مریخ ثریا سے قمر تک پہنچ
گشت کرتا ہوا افلاک کے سر تک پہنچوں   تیرے دَر تک ترے محبوب کے گھر تک پہن
یا خدا غیب سے ایسا کوئی ساماں ہوجائے

جب سے ایجاد ہوئی چال قبائی یارب   چھا گئی عالمِ امکاں پہ اُداسی یار
جلد دِلوا دے سگِ نفس کو پھانسی یارب   یہ دُعا مانگ رہا سرور عاصی یار
ہر بشر صاحبِ دل صاحبِ ایماں ہوجائے

سلام

تیری روحِ پاک پر بھیجتا ہوں سلام تاجُ الأوَلیاءؒ

ہو قبول بہر خدا سلام و پیام تاج الاولیاءؒ

ترے آستانۂ پاک پر ترا نان خوردہ ہے دیر سے

بخُدا ہے منتظرِ جواب سلام تاج الاولیاءؒ

وہ مثالِ برق چمک گیا وہ مثالِ مُشک مہک گیا

ترے دستِ ناز سے مِل گیا جسے جام تاج الاولیاءؒ

کوئی تاجِ فرق عقیل ہو یا کہ سراجِ بزمِ فہیم ہو

یہ مجالِ کس کی سمجھ سکے جو کلامِ تاج الاولیاءؒ

تو ہی بے کسوں کا نصیب ہے تو ہی غمزدوں کا حبیب ہے

تو ہی عاصیوں کی جماعت کا ہے امام تاج الاولیاءؒ

درِ دیر یا درِ کعبہ ہو مرے سر بُریدہ کو کیا غرض

وہیں جھک گیا جہاں آگیا ترا نام تاج الاولیاءؒ

یہ قلیل بزم کا تذکرہ کوئی خاک اہل نظر کرے

ہے زمیں سے تا بہ زماں درست نظام تاج الاولیاءؒ

سرِ عجز سرورؔ بے نوا نہ جھکائے کیوں ترے سامنے

کہ ہے تیرے پیشِ نظر نظر کا قیام تاج الاولیاءؒ

ستارے بابا

بطن پاک کی آنکھوں کے ستارے بابا   بیکسوں اور غریبوں کے سہارے بابا

قلب پر چلتے ہیں اس وقت پہ آرے بابا   یاد جب آپ کے آتے ہیں اشارے بابا

گاہ کعبہ میں ہو تم گاہ کلیسا میں ہو تم   کیا عجب کھیل تماشے ہیں تمہارے بابا

حور و غلماں چور لے کے جھلا کرتے ہیں   جب سواری پہ نکلتے تھے ہمارے بابا

چھوڑ کر دشت میں ہم ایسے بیہ کاروں کو   کس طرف اور کہاں آپ سدھارے بابا

ایک سرورؔ ہی نہیں سگِ ہے تمہارے دَر کا

سیکڑوں لاکھوں سگِ دَر ہیں تمہارے بابا

مُناجات

اے خدا مالِک زمین و زماں   چھوڑ کر تیرے دَر کو جاؤں کہاں

ہاتھ اُٹھاتا ہوں میں دُعا کے لئے   رحم کر رحم مصطفیٰؐ کے لئے

تیرے آگے میں ہاتھ اُٹھاتا ہوں   قصۂ دَرد و غم سُناتا ہوں

نقش پائے رسُولؐ کا صَدقہ   شانِ بی بی بتولؓ کا صدقہ

از پے حرمتِ حسینؓ و حسنؓ   دُور کردے مرا یہ رنج و محن

یا خدا آلِ مصطفیٰؐ کے لئے   چار یارانِ باصفا کے لئے

متقی اور پارسا کے لئے   جملہ حضرات انبیا کے لئے

دُور مجھ سے مری خطا کر دے   قیدِ غم سے مجھے رہا کر دے

ں پریشان تنگدستی سے دُور کر مجھ کو فاقہ مستی سے
اف مولا مری خطا ہوجائے اب کرم کبریا ترا ہوجائے
ع کے وقت میں نہ گھبراؤں ذِکر حق کرتے کرتے مرجاؤں
ر تک جب کہ ہوسے میرا گذر جلوہ تیرا ہی مجھ کو آئے نظر
ب رہِ پُل صراط پر جاؤں یا خدا غیب سے مدد پاؤں
ب کہ میزان پر تُلیں اعمال تیرا دستِ کرم ہو شاملِ حال
ر کا دن نہ مجھ پہ ہو بھاری مجمع عام میں نہ ہو خواری
م جُرمِ حسابِ محشر ہو ہاتھ میں میرے جامِ کوثر ہو
ہ رہا ہوں میں ہاتھ پھیلائے کاش یہ غیب سے صدا آئے

سرورِ غم زدہ نہ ہو غمگین
تجھ پہ رحمت خدا کی ہو آمین

قطعہ

آج آثار قیامت کے نظر آتے ہیں
کیوں کہ جبرؑیل سمیٹے ہوئے پر آتے ہیں
رَن میں زہرہؑ کے پسر تیغ بکف آتے ہیں
کوہ پھٹ جائے گا دریا میں اُبال آئے گا
ہاشمی شیر کو جس وقت جلال آئے گا

ساقی مدینہ

اے مجاہدِ حرم جب درِ مصطفٰیؐ پہ جانا سرِ عجز پہلے پیش بلغ العلےٰ جھکانا
بہ ادب سلام لاکھوں کشفِ الدجیٰ سے کہنا بہزار عجز و منت انہیں ہم نشیں بتانا
حسنت جمیع روضے کی پکڑ کے پاک جالی صلّوا علیہ کو یوں تو مری داستاں سُنانا
لبِ گور ہند میں ہے، ترا ایک تیر خوردہ کوئی اس کی زندگی کا بخدا نہیں ٹھکانا
نہ تلاش زندگی ہے نہ خیال بندگی ہے شب و روز پڑھ رہا ہے، ترے غم میں یہ فسانا
مری حسرتیں تڑپ کے مرے دل پہ لوٹتی ہیں مجھے یاد آگیا جب کبھی تیرا آستانا
میں چمن میں کیا رہوں گا میں گلوں سے کیا ملوں گا جو اُجڑ گیا چمن سے کہیں میرا آشیانا
وظیفہ ہے شبینہ مرے ساقی مدینہ درِ پاک پر بُلا کر مری تشنگی بُجھانا
اے کرم نواز داتا شہ کربلا کا صدقہ مری عمر بھر کی بگڑی سرِ حشر تم بنانا
میں تمہارے گھر میں میری رگِ جاں میں تم رہو گے مرے راز داں بتا دو کب آئے گا زمانہ

بخوشی تمام سرورؔ درِ سیّدالبشرؐ پر
کوئی جائے یا نہ جائے مجھے سر کے بل ہے جانا

رقصِ تسبیح

نظر آیا جو کوئی ماہِ نَو پُر کیف تیور میں
تڑپ کر رہ گئی تصویرِ ارماں قالبِ مضطر میں
عجب ان کی ادائیں ہیں عجب ان کے کرشمے میں
رُلاتے ہیں مجھے پہروں جب آتے ہیں تصوّر میں

اگر تو رقصِ تسبیح دیکھتا ہے با وضو زاہد
تو میں بھی دیکھتا ہوں پی کے حسنِ یار، ساغر میں

حجابِ صبح سے یوں ہر نشانِ اشک کہتا ہے
شبِ غم نے محبت کے چنے کیا پھول بستر میں

مری وحشت مری دیوانگی کا دیکھ کر منظر
نہ آجائے کہیں اُف وادیٔ پُر خار چکر میں

زمیں سے تا زماں شہرت ہے جن کے حُسنِ مطلق کی
سُنا ہے بن سنور کر آئیں گے میدانِ محشر میں

میری آواز پر سرورؔ اگر آئے تو کیا آئے
محبت کا مزہ جب تھا کہ خود آئے تصوّر میں

ٹھینگے سے

تمہارے سر پہ خودی ہے سوار ٹھینگے سے — تمہارے دل میں بھرا ہے غُبار ٹھینگے سے

بہت ہیں چاہنے والے مرے زمانے میں — جو تم نہیں بُرا کرتے پیار ٹھینگے سے

ہمارا حُسن بھی رکھتا ہے شانِ بے پایاں — تمہارے حسن کی گر ہے پکار ٹھینگے سے

ہم اپنے ٹوٹے ہوئے جھونپڑے میں رہتے ہیں — تمہارا گھر ہے اگر زر نگار ٹھینگے سے

غریب ہم ہیں ہمیں تم غریب رہنے دو — تمہارے پاس ہے زر بے شمار ٹھینگے سے

خزاں ہے میرے لئے میں بنا خزاں کے لئے — تمہارے آئے چمن میں بہار ٹھینگے سے

سمجھتے ہیں تمہیں ہم یارِ رازداں اپنا — تمہیں نہیں ہے مرا اعتبار ٹھینگے سے

مجھے سمجھتے ہو دیوانہ جہاں سرورؔ
یہ مانا تم ہو بڑے ہوشیار ٹھینگے سے

قُربِ خدا مِل جائے

آپ کہتے ہیں مجھے عمرِ بقا مل جائے میں میں کہتا ہوں مجھے جامِ فنا مل جائے
آپ کہتے ہیں مجھے تاجِ ہما مل جائے میں یہ کہتا ہوں مجھے خاکِ گدا مل جائے

آپ کہتے ہیں مجھے حُورو جناں مل جائے
میں یہ کہتا ہوں مجھے قربِ خدا مل جائے

آپ کہتے ہیں مجھے کوئی بغل گیر ملے میں یہ کہتا ہوں مجھے نالۂ شبگیر ملے
آپ کہتے ہیں مجھے خلق کی توقیر ملے میں یہ کہتا ہوں مجھے خلد کی جاگیر ملے

آپ کہتے ہیں کہ دُنیا کا میں سلطان ہوں گا
میں یہ کہتا ہوں کہ میں دین پہ قرباں ہوں گا

آپ کہتے ہیں سلامت رہے گلشن میرا میں یہ کہتا ہوں کہ مل جائے نشیمن میرا
آپ کہتے ہیں قضا پائے نہ دامن میرا میں یہ کہتا ہوں مجھے کھینچ لے مدفن میرا

آپ کہتے ہیں مجھے ہر لطف مل جائے
میں یہ کہتا ہوں مجھے میری قضا مل جائے

آپ کہتے ہیں کہ مجھ سا کوئی زردار نہیں میں یہ کہتا ہوں کہ مجھ سا کوئی نادار نہیں
آپ کہتے ہیں کوئی مجھ سا جفاکار نہیں میں یہ کہتا ہوں کوئی مجھ سا وفادار نہیں

آپ کہتے ہیں مرا بازوئے شجاعت دیکھو
میں یہ کہتا ہوں مرا دستِ سخاوت دیکھو

آپ کہتے ہیں غریبوں سے مجھے نفرت ہے   میں یہ کہتا ہوں غریبوں سے مجھے الفت ہے
آپ کہتے ہیں امیروں میں مری شہرت ہے   میں یہ کہتا ہوں فقیروں سے مری عزت ہے

آپ کہتے ہیں کہ میں صاحبِ زر سے ملتا
میں یہ کہتا ہوں کہ میں اہلِ نظر سے ملتا

آپ کہتے ہیں مرا جوش جوانی دیکھو   میں یہ کہتا ہوں مری طبع رسائی دیکھو
آپ کہتے ہیں مری کشمیر کا پانی دیکھو   میں یہ کہتا ہوں مری تشنہ دہانی دیکھو

آپ کہتے ہیں ابھی سر کو قلم کردوں گا
میں یہ کہتا ہوں بڑے شوق سے خم کردوں گا

آپ کہتے ہیں مرا ساقی و میخانہ ہے   میں یہ کہتا ہوں مرے ہاتھ میں پیمانہ ہے
آپ کہتے ہیں مری شمع و پروانہ ہے   میں یہ کہتا ہوں مرا سنگِ درِ جاناں ہے

آپ کہتے ہیں مرے پاس گہر اچھے ہیں
میں یہ کہتا ہوں مرے پاس ہنر اچھے ہیں

آپ کہتے ہیں کہ دولت مرے گھر آئی ہے   میں یہ کہتا ہوں اسے چھوڑ دے ہرجائی ہے
آپ کہتے ہیں کہ قاروں مرا زر بھائی ہے   میں یہ کہتا ہوں کہ حاتم مرا شیدائی ہے

آپ کہتے ہیں بلندی پہ مری شان رہے
میں یہ کہتا ہوں سلامت مرا ایمان رہے

آپ کہتے ہیں اُبھرتا مرا سینہ دیکھو   میں یہ کہتا مرا دشوار ہے جینا دیکھو
آپ کہتے ہیں مرا پُر کیف نگینہ دیکھو   میں یہ کہتا ہوں مرا شوقِ مدینہ دیکھو

آپ کہتے ہیں زنِ حُسن کا میں طالب ہوں
میں یہ کہتا ہوں سگِ نفس پہ میں غالب ہوں

آپ کہتے ہیں نہ سرور کوئی جانباز نہیں   میں یہ کہتا ہوں کہ سرور سے چھپا راز نہیں
آپ کہتے ہیں کہ سرور سا دغا باز نہیں   میں یہ کہتا ہوں کہ سرور سا کرم ساز نہیں

آپ کہتے ہیں کہ سرور میں جہاں سازی ہے
میں یہ کہتا ہوں کہ سرور سے خدا راضی ہے

دَورِ خرابات کے ممبر

خوش کبھی ہم سے مسلمان نہ کافر ہوتے   سچ کہے دیتے ہیں شیطان سے بڑھ کر ہوتے
ہم جو اس دَورِ خرابات کے ممبر ہوتے

بُت شکن ہوتے نہ بُت ہوتے نہ بُت گر ہوتے   مسجدیں ہوتیں نہ باقی کہیں مندر ہوتے
ہم جو اس دَورِ خرابات کے ممبر ہوتے

چار سَو بیس کی افواج کے افسر ہوتے   زرد رُو خلق میں رُسوا سرِ محشر ہوتے
ہم جو اس دَورِ خرابات کے ممبر ہوتے

دن میں ہوتے نہ کبھی رات کو گھر پر ہوتے   بچے ہوتے تو بڑی شان کے خچر ہوتے
ہم جو اس دَورِ خرابات کے ممبر ہوتے

محل پہ گاہ گہے کود کے چھت پر ہوتے   کھیس کاڑھے ہوئے ہم صورتِ بندر ہوتے
ہم جو اس دَورِ خرابات کے ممبر ہوتے

دَولتِ مفت سے کچھ ایسے تو نگر ہوتے   جا کھڑے حشر میں قاروں کے برابر ہوتے
ہم جو اس دَورِ خرابات کے ممبر ہوتے

خون غریبوں کا لگا کر چونگی ایسے بے درد جفاکار ستمگر ہوتے

ہم جو اس دَورِ خرابات کے ممبر ہوتے

فریاد یتیموں کی نہ بیواؤں کی خونؔں و شمر سے بیداد میں بڑھ کر ہوتے

ہم جو اس دَورِ خرابات کے ممبر ہوتے

کو ایک سے ہر وقت لڑایا کرتے فتنہ گر، چور، چغلخور سے بدتر ہوتے

ہم جو اس دَورِ خرابات کے ممبر ہوتے

ظلم و ستم گھومتے آزادی سے صاحب رحم و کرم جیل کے اندر ہوتے

ہم جو اس دَورِ خرابات کے ممبر ہوتے

ی دھوپ میں بھاؤں کی بھرن میں گھر گھر ایک پیسے کے لئے سیکڑوں چکّر ہوتے

ہم جو اس دَورِ خرابات کے ممبر ہوتے

آگے سگِ پاگل کی طرح ہم چلتے پیچھے پیچھے پے تقلید کئی خر ہوتے

ہم جو اس دَورِ خرابات کے ممبر ہوتے

ی گھر کی کسی کو نہ میسّر ہوتی سیکڑوں اپنے یہاں ٹوٹ کے چھپّر ہوتے

ہم جو اس دَورِ خرابات کے ممبر ہوتے

لیتے جو کہیں ایک پولس افسر کو سیکڑوں دستِ گزگاہ پہ ڈر کر ہوتے

ہم جو اس دَورِ خرابات کے ممبر ہوتے

پر بیٹھ کے ہم مونچھ تلورا کرتے گو گرفتار کسی جرم میں گھر بھر ہوتے

ہم جو اس دَورِ خرابات کے ممبر ہوتے

شان فرعون سے ہوتی نہ کبھی کم اپنی گرچہ کچھ دن کے لئے چیف منسٹر ہوتے

ہم جو اس دَورِ خرابات کے ممبر ہوتے

زندگی چھین سے دنیا میں گزرتی سرورؔ خوک کی خاک جہنم میں پہنچ کر ہوتے

ہم جو اس دَورِ خرابات کے ممبر ہوتے

دَر پہ ترے پڑا ہوں میں

مان لیا خطاؤں کا مُرتکبِ سَزا ہوں میں

جُرم کو میرے ناز ہے چشمِ کرم ترا ہوں میں

لُوٹ لیا مجھے کسی مَستِ خرام ناز نے

اس کی مجھے خبر نہیں کونسی جا لُٹا ہوں میں

بُت کا کروں طواف یا سجدۂ حق ادا کروں

دیر و حَرم کے درمیاں سوچ کے یہ کھڑا ہوں میں

کوہ میں کوہسار میں خار میں لالہ زار میں

خانہ بہ خانہ دَر بہ دَر یار کو ڈھونڈتا ہوں میں

ایک زمانہ ہوگیا بہرِ اَدائے فرضِ عشق

چشمِ حقیقت آشنا دَر پہ ترے پڑا ہوں میں

روزِ حساب ساقیا سرورؔ بادہ خوار کا!

کون ہے جُز ترے سوا یہ بھی تو جانتا ہوں میں

مناقبتِ ماہِ رمضان المبارک

مہِ نو جگمگاتا بر فلک باشن آیا ہے
مبارک ہو مسلمانو مہِ رمضان آیا ہے

گلستانِ جہاں کا ذرّہ ذرّہ محوِ حیرت ہے
کچھ ایسی شان سے ہر ماہ کا سلطان آیا ہے

کھلے جاتے ہیں گُل معصوم کلیاں مسکراتی ہیں
چمن میں کیا خوشی کا خوشنما طوفان آیا ہے

بہارِ بوستاں انگڑائیاں لینے لگی اُٹھ کر
جو دیکھا جوش پر اب قلزمِ عرفان آیا ہے

پیِس باشوق میکش کھول کر جی جس قدر چاہیں
مئے عرفاں لئے ساقی کھلے میدان آیا ہے

مسرّت خیز جلوے دیکھ کر ماہِ مبارک کے
سراپا وَجد میں ہر صاحبِ ایمان آیا ہے

تڑپتا لوٹتا سَر پیٹتا روتا پہاڑوں میں،
چھپے شیطاں نہ کیوں جب دشمنِ شیطان آیا ہے

یہ وہ ماہِ مبارک ہے کہ اس ماہِ مبارک میں
ہماری رہنمائی کے لئے قرآن آیا ہے

تمہارے واسطے پاکیزہ لاکھوں نعمتیں لے کر
مسلمانوں تمہارے گھر سخی مہمان آیا ہے

اُٹھے ہیں مرغ ماہی آپ بھی اُٹھ جائیں بستر سے
اُٹھانے آپ کو اب آپ کا دربان آیا ہے

مسلمانو اُٹھو سحری کرو ہُشیار ہوجاؤ
سِتارہ نُور کا بالائے سر باشان آیا ہے

قیامت تک نہ کم ہوگا دَرِ معبود سے سرور
برائے روزہ داراں اس قدر سامان آیا ہے

صَلِّ علیٰ جھُولنا

حق نے بھیجا پئے مصطفیٰ جُھولنا پڑھ کے صلٰوۃ صَلِّ علیٰ جُھولن
لائے جبرئیل حق باوفا جھُولنا

زیورِ نُور سے تھا سجا جُھولنا مثلِ دولھن بنا خوشنما جُھولن
دیکھتا خود تھا اپنی اَدا جھُولنا

اللہ اللہ رے شانِ شہِ دو جہاں قصرِ جنت سے افضل بنا وہ مکا
جس مکاں میں تھا جلوہ نُما جھولنا

جب گئے جھولنے پر حبیبؐ خدا کہہ رہی تھیں حلیمہؓ بہ صدق و صَف
جھولتا ہے مرا لاڈلا جھولنا

صف بہ صف دونوں جانب ملک کے پرے بہرِ تعظیم گردن جھکائے کھڑے
جا رہا ہے بیچ میں جھومتا جھولنا

پردۂ غیب سے آرہی تھی صدا جائے حیرت نہیں خاتم الانبیاءؐ

آمرے دل رُبا جھولتا جھولنا

جھولنے کا وہ حیرت نما کرّوفر دیکھ کر بول اُٹھا مالک بحروبر

میرے پیارے کا اچھا بنا جھولنا

جس کو ملنا تھا چشم زدن میں ملا جو تھا کرنا کہا جو تھا سُنتا سُنا

جو تھا لینا وہ لے کر پھرا جھولنا

تیری رفعت پہ ایماں نہ کیوں لاؤں میں تیری سرعت پہ قرباں نہ کیوں جاؤں میں

تو کہاں سے کہاں تک گیا جھولنا

پیش کش صاف مضمون کی یہ رہی سر پہ بارانِ رحمت برستی رہی

دستِ سرورؔ نے جب تک لکھا جھولنا

بقا نہیں

ہ کون ہے کہ سامنے جس کے قضا نہیں سب کے لئے فنا ہے کسی کو بقا نہیں

ک روز آئے دوسرے دن کوچ کر دیا کوئی سرائے دہر میں جم کر رہا نہیں

اندھوں پہ چڑھ کے چھوڑ کر گھر باندھ کر کفن دنیا سے جو گیا سوئے مرقد پھرا نہیں

شندگانِ شہر خموشاں پڑے ہوئے کیا کر رہے ہیں زیرِ زمیں کچھ پتہ نہیں

ک روز ایک ٹوٹے سے مرقد پر میں گیا سمجھا کہ اس لحد کا کوئی آشنا نہیں

کتہ سا ہو گیا مری حالت بدل گئی آنکھوں کی راہ بہہ گیا دریار کا نہیں

پوچھا میں جب یہ اہل لحد سے بہ چشم تر کیسی گزر رہی ہے خبر کچھ ہے یا نہیں

کیسا ہے باغ کیسے ہیں گل کیسے عندلیب کیسا ہے باغباں کا چلن کچھ سُنا نہیں

آواز آئی قبر سے اے یار گھر کو جا بے سود گفتگو مجھے کرنا رَوا نہیں

آواز عندلیب کجا بُستان کجا یاں بزم بے شباب ہے بزم سما نہیں

قابو میں اپنا دل ہی نہیں کیا بتاؤں میں چھائیں گھٹائیں ظلم کی کچھ سوجھتا نہیں

سرورؔ اسی گروہ پہ بارِ عذاب ہے ہمراہ جس کے حبِّ رسُولؐ خدا نہیں

کیا کریں

آپ کے دَر سے کہیں ہم اور جا کر کیا کریں

ہمچو مجنوں ٹھوکریں دَر دَر کی کھا کر کیا کریں

خاطرِ تسکینِ قلبِ مُضطرب جب آپ میں

غیر کو ہم داستاں اپنی سُنا کر کیا کریں

آپ ہی نے دَردِ بخشا آپ ہی دیں گے دوا

دُوسرے کا بارِ احساں ہم اُٹھا کر کیا کریں

وَاقفِ اِسْرارِ رَبّ العالمیں جب آپ ہیں

سامنے اب آپ کے ہم لب ہلا کر کیا کریں

جن کے پاکیزہ دلوں میں بُوئے طیبہ بَس گئی

گلشنِ جنت سے وہ خوشبو منگا کر کیا کریں

حُسنِ یوسفؑ سے فزوں تر آپ کا حسنِ ملیح

اب کسی کا اور ہم پردہ اُٹھا کر کیا کریں

آپ کے نقشِ قدم سے مل گئی راہِ بقا
خضر کو ہم راہبر اپنا بنا کر کیا کریں
آپ کی فُرقت میں اے شمع شبستانِ حیات
خون دل تو بہہ گیا آنسو بہا کر کیا کریں
سامنے آنکھوں کے دونوں آگئے دیر و حرم
اب کہیں دیوانے بہرِ دید جا کر کیا کریں
شوق دامن گیرِ لیکن تابِ نظارہ نہیں
طُور سے موسیٰؑ قدم آگے بڑھا کر کیا کریں
ایک دن اُٹھ جائے گی جب بزم عالمگیر سے
اس بساطِ زندگی کو ہم بچھا کر کیا کریں
خُفتگانِ خاک کو جب انتظار حشر ہے
ہم ابھی سجدے سے سَر سرور اُٹھا کر کیا کریں

نظر دیجئے

کرم نواز کرم کی نگاہ کردیجے — شکستہ شاخ کی آغوش میں ثمر دیجے
بھری ہیں آپ نے لاکھوں کی جھولیاں بابا — یہ عرض ہے مری جھولی بھی آج بھر دیجے
کھڑا ہے دیر سے مجبور ہاتھ پھیلائے — گدا کو بھیک شہنشاہ بحر و بر دیجے
یہ مال دین ہو یا ہو خزینہ دنیا — جو دیجئے مجھے لِلّٰلہ بے ضرر دیجے
زباں پہ شکوۂ بیچارگی نہ رہ جائے — طلب کو گنج معانی سے اس قدر دیجے

سوائے آپ کے یا آپ کی اداؤں کے — نہ آئے غیر نظر مجھ کو وہ نظر دیجے
علیؑ کے لال و زہراؑ کے نونہال ہیں آپ — محمدؐ آلِ محمدؐ کے نام پر دیجے
بچھائے سرورؔ شوریدہ بوریائے شکست
حضور قُرب میں تھوڑی سی جا اگر دیجے

قطعہ

ہزار شکر خداکا خدا کے گھر پہنچے — خدا کے گھر سے رسُولؐ خدا کے گھر پہنچے
درُود پڑھ کے ادب سے جھکائے سر سرورؔ — زہے نصیب کہ خیرالوریٰ کے گھر پہنچے

رسمِ ملاقات

شمع سوز ان پہ جو پروانے جلا کرتے ہیں — حق محبت کا سر بزم ادا کرتے ہیں
کیا سبق مِٹ کے پتنگوں نے دیا دُنیا کو — یعنی یوں عاشق جانباز مٹا کرتے ہیں
اشک دامن پر نہ آئیں کہ ہے توہین وفا — صاحب صبر کہیں آہ و بکا کرتے ہیں
آپ کے عہد جوانی کی فقط کب ہے دھوم — ہر نئے دَور میں طوفان اُٹھا کرتے ہیں
کیا یہی رسم ملاقات ہے سُبحان اللہ — ہم وفا کرتے ہیں اور آپ جفا کرتے ہیں
اہلِ دل اہلِ نظر راحت و غم میں یکسر — ایک تصویر سے خاموش رہا کرتے ہیں
کھینچ کر سامنے شمشیر ہمارے سرورؔ
جو بلا آتی ہے ہم شکر خدا کرتے ہیں

سلام

آگئے فخرِ رسالت آگئے تاجِ ولایت آگئے شمعِ ہدایت آگئے بحرِ سخاوت

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

آئے کیا شاہِ زمانہ لائے رحمت کا خزانہ اپنا ہو یا ہو بیگانہ لُوٹ لے سارا زمانہ

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

آمنہؓ بولیں پیارے عاصیوں کے تم سہارے کیوں نہ قربان ہوں تمہارے آپ ہیں رہبر ہمارے

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

مظہرِ ذاتِ خدا ہو تم خدا سے کب جُدا ہو دافعِ رنج و بلا ہو ہر مرض کی تم دَوا ہو

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

مبتلائے رنج و غم ہوں غرقِ دریائے الم ہوں کہہ رہا کھا کر قسم ہوں قابلِ رحم و کرم ہوں

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

نزع میں مرقد میں آنا شکل نورانی دکھانا ساغرِ کوثر پلانا عاصیوں کو بخشوانا

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

شکوۂ دُوری مِٹا دو پاس سرور کو بُلا لو روضۂ اقدس دکھا دو مژدۂ بخشش سُنا دو

یا نبی سلام علیک یا رسُول سلام علیک یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

وَلَهُ

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

فخرِ آدم ہو فخرِ نوحؑ و فخرِ یحییٰؑ فخرِ ابراہیمؑ و موسیٰؑ فخرِ اسمٰعیلؑ و عیسیٰؑ

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

رحمتوں کے تاج والے دو جہاں کے تاج والے عرش کے معراج والے عاصیوں کے لاج والے

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

ہے یہ حسرت در پہ آئیں اشک کے دریا بہائیں داغ سینے کے دکھائیں سامنے ہو کر سنائیں

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

پوری یارب یہ دُعا کر ہم درِ مولیٰ پہ جا کر پہلے کچھ تمہیں سُنا کر پڑھیں سرور سر جھکا کر

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

رُباعی

صفت کرتے ہیں سب بیٹھے بہشتی تاج والے کی

ہوئی مشہور عالم حق پرستی تاج والے کی

ہزاروں کشتیاں سرور رواں ہیں بحرِ وحدت میں

مگر اک شان دکھلاتی ہے کشتی تاج والے کی

بوئے جنت

شبِ اسریٰ برستی چرخ سے بارانِ رحمت تھی

ستارے جھلملاتے تھے تجلّی محوِ حیرت تھی

مؤدّب دست بستہ سامنے نُورِ محمدؐ کے

بہار بوستاں واللہ جھکا کر چشم غیرت تھی

قدم اندازِ تھیں کلیاں کھلے جاتے تھے گُل بوٹے

عیاں ہر ذرّہ ذرّے سے تجلّی مسرّت تھی

سراپا وجد میں بہرِ رُکوع شاخیں لچکتی تھی
اذاں دیتی تھیں بلبل قبلۂ رو پھولوں کی صورت تھی

رُخِ زیبا پہ صدقے ہو رہا تھا جلوۂ کعبہ
تصدّق گیسوئے عنبر فشاں پر بوئے جنت تھی

کسی کے دل میں تھا آٹھواں پہر شوقِ جبیں سائی
کسی کی جلوہ گاہِ ناز میں بے چین حسرت تھی

عجب انداز سے وہ ماہ وِش جاتا ہے خلوت میں
کہ جس کے حُسن کی دونوں جہاں میں ایک شہرت تھی

چہارم چرخ ہی پر حضرتِ عیسیٰؑ کو ٹھہرایا
بلایا عرشِ اعظم پر محمدؐ کی یہ عزّت تھی

خدا سے ناخدائے دو جہاں معراج میں جاکر
نہ کیوں کر بخشوا لیتے کہ دامن گیر اُمت تھی

زمیں سے تا فلک اک آنِ وحدت میں گئے آئے
خدا جانے جنابِ مصطفےٰؐ میں کتنی سرعت تھی

نشاں بتلائیں کیا کیا ہم قسیم حوضِ کوثر کے
مسیحائی لبوں پر پشت پر مُہر بنوت تھی

مقامِ شُکر ہے سرورؔ نہیں موقع شکایت کا
دیا اللہ نے ویسا ہی جس کی جیسی قسمت تھی

صادق العشق

ہم شبِ ہجر میں جب نام خدا لیتے ہیں
پردہ اِدر کا ملکوت اُٹھا لیتے

اشک جو گرتے ہیں غم میں ترے اے فخرِجہاں
پاسبانِ فلک ان کو اٹھا لیتے

ہم نے اس طرح اٹھایا صفحۂ ہستی سے قدم
نکتہ داں جیسے غلط حرف اُٹھا لیتے

مجھ کو کیا ڈر ہے نکیرین میں کیوں گھبراؤں
مرے مولا مرا ہر جُرم چھپا لیتے

ناقصِ دہر ہو یا عاملِ اقلیمِ جہاں
جس کو وہ چاہتے ہیں اپنا بنا لیتے

ساری دنیا وہ ملتے ہیں برائے تسکیں
مجھ سے کیوں آنکھ خدا جانے چُرا لیتے

خشک ہو جاتا ہے اغیار کا مُنہ مجلس میں
مجھ کو جب ہنس کے وہ پہلو میں بٹھا لیتے

صادق العشق جو ہیں وہ شبِ تنہائی میں
درد جب بڑھتا ہے سینے کو دبا لیتے

دیکھ لیتے ہیں جہاں نقشِ قدمِ یار کا ہم
بہرِ تسلیم سرِ عجز جھکا لیتے

شانِ معبُود ہے اِک چشم زدن میں سرورؔ
رنگ ہر قلبِ نمکداں پہ جما لیتے ہیں

سایہ محمدؐ کا

خدا جانے کچھ ایسا عجب ہے چھایا محمدؐ کا
کلیجہ تھر تھرا اُٹھا جو نام آیا محمدؐ

ہزاروں سیکڑوں لاکھوں بلائیں دہر میں آئیں
خدا کے فضل سے گلشن نہ مُرجھایا محمدؐ

ہجوم نزع کا مَرقد کا محشر کا جہنّم کا
اسے کیا خوف جس کو مل گیا پایہ محمدؐ

نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ و مذہب و ملت
ازل سے دیکھتے ہیں ہم یہ سرمایہ محمدؐ

کھڑے تھے با ادب با شان جملہ انبیا لیکن
جمالِ حق نما اللہ کو بھایا محمدؐ

جو پوچھا کیوں نہ آیا ساتھ سایہ حُسن بول اُٹھا   برائے دیدِ حق نے رکھ لیا سایہ محمدؐ کا
کفِ افسوس مَل کر حُسنِ یوسف رہ گیا سرورؔ
خدا نے کھینچ کر نقشہ جو دِکھلایا محمدؐ کا

فِدا ہو رہا ہے

زمانے میں شہرہ ترا ہو رہا ہے   ہر اک دل سے تجھ پہ فِدا ہو رہا ہے
زمیں میں زماں میں عیاں میں نہاں میں   ترا ذکر صبح و مَسا ہو رہا ہے
میں ہی ایک تنہا نہیں ہوں فِدائی   فِدا تجھ پہ شاہ گدا ہو رہا ہے
عجب دَر ہے اس دَر پہ دیکھا ہے اکثر   سگِ بے زباں پارسا ہو رہا ہے
قسم ہے خدا کی نمونائے جنت   ترا سا قیا میکدہ ہو رہا ہے
پُکارے ملائک ثنائے نبیؐ میں
قلم تیرا سرورؔ صبا ہو رہا ہے

فصلِ نَو بہاری

سَاقیا فصلِ نَو بہاری ہے   جام دے جلد بے قراری ہے
میکشو خوب دل لگا کے پیو   چشمۂ فیض آج جاری ہے
میکشی کا نہ حال زاہد پوچھ   ایک بوتل میری نہاری ہے
کہیَے کہیَے جناب خیر تو ہے؟   کس طرف جا رہی سَواری ہے
سیکڑوں دل کے ہوگئے ٹکڑے   آنکھ جب مجھ سے تم نے ماری ہے
آنکھ سرورؔ مری نہیں کھُلتی
بڑھ گئی اس قدر خُماری ہے

بگڑی بنا ڈالی

خدا نے روزِ اوّل جب محبت کی بنا ڈالی   جنوں نے دھجیاں جیبِ گریباں کی اُڑ ڈا
ملا کر آنکھ تصویرِ سیہ کاری مٹا ڈالی   اَنوکھی بات ساقی نے سرِ محفل دکھا ڈا
عوض دو ایک ساغر کے بھری بھٹی لُٹا ڈالی
کسی کا شوق آنکھوں میں کسی کی جُستجو دِل میں   قدم زن کوئی کانٹوں پر فروکش کوئی محمل می
کرم کر دے الٰہی راہ رو ہیں سخت مشکل میں   عجب طرفہ تماشہ دیکھیَے پُرخار منزل می
نئے سر سے اس مستی نے نئی بستی بنا ڈالی
قفس سے عندلیبِ فِکر جب پرواز کرتی ہے   نہ جانے کون سے گلزار کو ممتاز کرتی ـ
شکایت یوں گُلوں سے بُلبل جانباز کرتی ہے   نظر کو کیوں مری دُنیا نظر انداز کرتی ـ
ازل سے چشمِ آدم نے محبت کی بنا ڈالی
ملا کیا خوب صدقہ یہ کسی کے روئے روشن کا   کہ دشمن ہو رہا ہے آج اپنا رونگٹا تن
میں اک بے خانماں ہوں کیا ٹھکانا میرے مسکن کا   پئے تسکیں نہ چھوڑا ایک تنکا بھی نشیمن
مری دنیا کو یوں کس سُوختہ جاں نے جَلا ڈالی
نہ سرمایہ رہا باقی نہ باقی رہ گئی دولت   برستی ہے مرے کاشانۂ زندار پر حسر
مجھے آنکھوں پہر آنسو بہانے سے کہاں فرصت   قسم ہے آپ کے انداز کی اے صاحبِ شوک
بساطِ زندگی پہلے ہی سے ہم نے اُٹھا ڈالی
بصد تعظیم دُرستِ یار کی حمد و ثنا سُن کر   چلے مقتل کی جانب سیکڑوں جانباز اُٹھ اُٹھ
کفن بردوش کوئی پا برہنہ کوئی ننگے سر   تماشہ دیکھتے ہی رہ گئے اہلِ وفا س
مگر سرورؔ کے ہم نے داستاں بگڑی بنا ڈالی

سرکار سوتا ہے

کوئی آغوشِ جاناں میں پڑا سرشار سوتا ہے
بسِ دیوار کوئی طالبِ دیدار سوتا ہے

الٰہی کیسی بخشی نیند تو نے میرے حصے میں
نہ میں سوتا نہ بستر کا مرے اک تار سوتا ہے

زمیں سوتی فلک سوتا، کہیں سوتے مکاں سوتا
فقط شب میں نہیں اک صاحبِ آزار سوتا ہے

مریضِ عشق ہوں نسبت مجھے کیا اِستراحت سے
مرے پہلو میں چھوٹا سا کھٹکتا خار سوتا ہے

عجب پُر کیف منظر دیکھتا ہوں ناصحا شب بھر
جگا دیتی ہے حسرت جب خیالِ یار سوتا ہے

سیہ بختی سے عاجز ہوں پے تسکیں بتا دیجے
کہاں میرا مقدر چین سے سرکار سوتا ہے

تصور میں جھپک جاتی ہیں آنکھیں خود بخود ورنہ
کہیں سرور نگاہِ ناز کا بیمار سوتا ہے

صنم خانہ کردیا

کیوں بند سا قیا در میخانہ کر دیا — کیا ترک میکشوں سے بھی یارانہ کر دیا
کعبہ کو خیر باد تو کر ہی چکا تھا میں — پر آج سے حرام صنم خانہ کردیا

فرقت کی داستان مری مختصر سی تھی — لیکن رقیب نے اسے افسانہ کر
واللہ تیری چشمِ عنایت نے ساقیا — محفل کو شمع شمع کو پروانہ کر
برباد کر کے خانۂ عیش و نشاط کو — آباد جا کے قیس نے ویرانہ کر

فرقت فراق جوشِ جنوں تیس اور تپش
سرور نے پائے یار کا نذرانہ کر دیا

چادر شریف حضرت بابا تاج الدین تاج الاولیاؒ

نُوری ہی نُور نہ کیوں آئے نظر چادر میں — جلوہ فرما ہیں شہ جن و بشر چادر
دیکھتے ہیں شہ لَولَاکَ لَمَا کے جلوے — اہلِ دل اہلِ وفا اہلِ نظر چادر
اللہ اللہ یہ کرم دیکھیے بہر زینت — رکھ دئے حضرت جبریلؑ نے پَر چادر
مانگنے والے نہ کیوں پائیں مُرادیں دل کی — جب کہ موجود ہیں زہراؑ کے پَر چادر
ہر کلی جوشِ مسرت سے کِھلی جاتی ہے — مَست سا جھوم رہا ہر گُلِ تر چادر
اس قدر ہوتی بلندی پہ شانِ چادر — تاجؒ والا مرا ہوتا نہ اگر چادر
کیوں پسند آئے نہ بابا کو ہماری چادر — ہم نے ٹانکے ہیں محبت کے گہر چادر
ہاتھ میں ہوگا مرے دامنِ محبوبِ خدا — اور ہوگا سرِ محشر مرا سر چادر

جن کے جلووں سے مُنوّر ہوا عالم سرور
ان کے جلوے نظر آئے مجھے ہر چادر میں

نُور کا دریا

ہ جانے کون سا پردہ اُٹھایا تاجؐ والے نے　　نہ جانے کون سا منظر دِکھایا تاجؐ والے نے
ہ جانے کون سا نغمہ سُنایا تاجؐ والے نے　　نہ جانے کون سی خوشبو سنگھایا تاجؐ والے نے

کہ ذرّے ذرّے کو اپنا بنایا تاجؐ والے نے

وانی کا کوئی کہتا ہُوا افسانہ پھرتا ہے　　کوئی مےنوش ہاتھوں میں لئے پیمانہ پھرتا ہے
وئی صحرائے پُرآشوب میں دیوانہ پھرتا ہے　　کوئی بیخودئے وحدت پئے مستانہ پھرتا ہے

غرض دل کھول کر سب کو پلایا تاجؐ والے نے

مُشرک دامنِ اسلام پر دھبّہ لگاتے تھے　　جو منکر نامِ حق سُن کر اُچھل کر بھاگ جاتے تھے
ں کے سامنے جو دست بستہ سر جھکاتے تھے　　جو پتھر کو سراپا رہنما اپنا بناتے تھے

اُنہیں کو کلمۂ طیّب پڑھایا تاجؐ والے نے

ہاں پر بُت پرستی کا ہوا تھا جمع سرمایہ　　بحمدِ اللہ وہاں پر پرچم اسلام لہرایا
دیکھا تھا جو ان آنکھوں سے دنیا میں وہ دکھلایا　　نہیں تھا جس زمیں پر ایک برگِ سبز کا سایہ

اسی ویرانے کو گلشن بنایا تاجؐ والے نے

ہاں پر ایک قطرہ بھی پیاسے کو نہ ملتا تھا　　جہاں پر ایک انساں بھی نہ دہشت نکلتا تھا
ہاں پر سنگریزہ موم بَن بَن کر پگھلتا تھا　　جہاں پر رات دن اک آتشی چشمہ اُبلتا تھا

وہاں پر نُور کا دریا بہایا تاجؐ والے نے

ئے تسلیم سرور کیا تمہیں شوریدہ سر آئے　　شجر آئے حجر آئے ملک جن و بشر آئے
رت کے لئے افلاک سے شمس و قمر آئے　　یہ کہتے ہر طرف سے باادب اہلِ نظر آئے

زمیں سے تا فلک ڈنکا بجایا تاجؐ والے نے

ویران ہُوا جاتا ہے

لرپکاں دین کا سلطان ہوا جاتا ہے　　نیم جاں صاحب قرآن ہوا جاتا ہے
ساف غنچوں سے گلستان ہوا جاتا ہے　　باغ توحید کا ویران ہوا جاتا ہے

گُل چراغ شہِ ذیشان ہوا جاتا ہے

ہائی عباس کے افسوس ہوئے ہاتھ قلم　　چھوڑ کے مجھ کو گئے قاسم و اکبر باہم
رے آغوش میں نکلا مرے اصغر کا دم　　ترے فرمان پہ یارب تری رحمت کی قسم

بچّہ بچّہ مرا قربان ہوا جاتا ہے

ل تاریخ حدیثوں میں ہیں یُوں فرماتے　　ٹھوکریں جلتی ہوئی ریت پہ کھاتے کھاتے
رنگ فق ہوگیا شبیرؑ کا آتے جاتے　　لاش ہائے شہداء ہاتھوں پہ لاتے لاتے

لال زہراؑ کا پریشان ہوا جاتا ہے

وائے اپنے کو مسلمان بتاتے ہو تم　　میرے نانا کو نبیؐ اپنا بتاتے ہو تم
کس لئے ان کے نواسوں کو ستاتے ہو تم　　ایک قطرہ نہیں پانی کا پلاتے ہو تم

جاں بلب پیاس سے مہمان ہوا جاتا ہے

ظلم مظلوم پہ اچھا نہیں کرتا ظالم　　باز آ باز خدا کے لئے بازِ آ ظالم
باغِ فردوس میں جانا ہے تو ہٹ جا ظالم　　شمر سے کہتے تھے شہ خوفِ خدا کھا ظالم

ورنہ باطل ترا ایمان ہوا جاتا ہے

سینے پہ بیٹھ گیا شمر لعین مَعاذاللہ چل گئی حلق پہ شمشیر عیاذاً باللہ
واہ کیا شان تھی، کیا صبر تھا اللہ اللہ ذبح کے وقت کہا ابنِ علیؑ نے واللہ
آج پُورا امرا اَرمان ہوا جاتا ہے

حکم حاکم کا ہوا لُوٹنے خیمہ جاؤ باندھ کر اہلِ حرم کو بر میداں لاؤ
رو کے کہنے لگا بیمار نہ اب تڑپاؤ سبز گنبد کے مکیں میری مدد فرماؤ
ناتواں بے سروسامان ہوا جاتا ہے

بعد از قتل شہِ دیں یہ غضب اور ہوا شام کی سمت چلا بندھ کے نبیؐ کا کنبہ
دیکھ کے سوئے بخف عابدِ مضطر نے کہا لاڈلا آپ کا اے فاتحِ خیبر بخدا
بارِ زنجیر سے حیران ہوا جاتا ہے

پاؤں میں بیڑیاں ہاتھوں میں رَسَن ننگے سر ہوگئے اہلِ حرم داخلِ زنداں آخر
آ کے یوں کہنے لگیں آہ سکینہ رو کر اب نہ ذِکر اَسیرانِ جفا کا سرورؔ
چاکِ دِل چاکِ گریبان ہوا جاتا ہے

عِزّتِ بادہ خوار

کس کے حریمِ ناز پہ صد رشکِ بہار ہے
نغمہ کُناں ہیں بلبلیں وَجد میں لالہ زار ہے
غنچہ و گُل ہیں شادماں کوک رہی ہے قُمریاں
جھوم رہی ہیں ڈالیاں سَرو چمن نثار ہے

ہوتی ہے رسمِ میکشی مستوں پہ چھا گئی غشی
غرق ہے کوئی عرق میں کوئی لبِ خُمار ہے
زاہد جس نے پی نہیں ہوش میں وہ کیا آئے گا
پی کے شرابِ ناب کو دیکھ تو کیا بہار ہے
مسجد و خانقاہ میں شیخ کو گو مِلا شرف
بر سَرِ عرش اَوج پر عزّتِ بادہ خوار ہے
چشمِ حقیقت آشنا تجھ پہ بہت ہے مہرباں
سرورؔ غم رسیدہ کیوں کس لئے بے قرار ہے

تصدیق نبوّت

اللہ کے محبوب ہیں جس پاک زمیں پر
بگڑی ہوئی بنتی ہے زمانے کی وہیں پر
وَاللہ یہ وہ پاک مدینے کی زمیں ہے
پیغامِ خدا لاتے تھے جبریلؑ یہیں پر
تصدیقِ نبوّت کے لئے مہر نبوت
کندہ کیا اللہ نے پشتِ شہِ دیں پر
افلاک چہارم پہ رہے حضرت عیسیٰؑ
اور صاحب قوسین گئے عرش بریں پر
جن جلوؤں نے موسیٰؑ کو سَرِ طور گرایا
وہ جلوے نظر آئے محمدؐ کی جبیں پر
اللہ مرے جسم سے اے روح نکل کر
جانا نہ مدینے کے سوا اور کہیں پر
چُومیں ابھی شاہانِ جہاں اس کی کفِ پا
ہو لطف و کرم آپ کا جس خاک نشیں پر
بے خوف چلے جایئے فردوس میں سرورؔ
گر آپ کا ایمان ہے قرآنِ مُبیں پر

راز خفی و جلی

ره ہے تیرا محرم راز خفی جلی
خانہ بخانہ گوشہ بگوشہ گلی گلی

ب ہی تری نگاہِ کرم کے ہیں منتظر
غنچہ بہ غنچہ بوٹا بہ بوٹا کلی کلی

ے تاج دار ہفت ولایت تری قسم
مجھ کو تری گلی میں خدا کی گلی ملی

ں آہ کر کے رہ گیا اندازِ یوسفی
سانچے میں نور کی تری تصویر جب ڈھلی

کل کشائے خلق خدا نام ہے ترا
جب تیرا نام آگیا لب پر، بلا ٹلی

للہ تیرے گنج سے بھر بھر کے جھولیاں
لے کر چلے ہیں اہلِ طلب مقصدِ دلی

سرور مَیں اس شہیدِ وفا کا شہید ہوں
کہتی ہے جس کو خلق ، خدا تاجؒ ہر ولی

مست نظر چادر

اُٹھا کر چشم میں دیکھیں ذرا اہل نظر چادر
کئے دیتی ہے روشن نُور سے دیوار و دَر چادر

نہ کیوں گرویدہ ہو جائیں نگاہیں بزمِ عالم کی
حسیں اللہ اکبر دیکھئے ہے کس قدر چادر

بہارِ بوستاں شرما گئی چادر کے جلوؤں سے
چھپایا چاندنی نے منھ چمکتی دیکھ کر چادر

گھٹائیں چھا گئیں ساقی اُٹھا جام و سبُو لے کر
اِدھر گردش میں جام آیا ہوئی بیخود اُدھر چادر

شہیدانِ محبت با جماعت باوضو ہو کر
دُرودِ مصطفٰےؐ پڑھ کر رکھیں بلائے سَر چادر

گنہگارو نہ گھبراؤ عذاب حشر سے مطلق
قیامت میں یہی ہوجائے گی سینہ سپر چادر

ہزاروں کُفر کے فتوے لگائیں دھرے لیکن
مزاروں پر چڑھاتے ہم رہیں گے عمر بھر چادر

سُوئے دربارِ تاج اولیاءؒ اٹھکھیلیاں کرتی
جھکی جاتی ہے کس انداز سے مستِ نظر چادر

سلامِ شوق کہہ دینا شہنشاہؒ ولایت سے
اَدب سے جب پہنچ جانا مزارِ پاک پر چادر

غریبوں کا مسرت سے ابھی سینہ اُبھر آئے
غریبوں کی اگر ہوجائے منظورِ نظر چادر

صدا گنبد سے آئی بہرِ تسکیں تاجؒ والے کی
ہوئی مقبول تیری سرورؔ شوریدہ سر چادر

سلام

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک
آپ سلطانِ مدینہ جود و بخشش کے خزینہ نُور سے معمور سینہ مشک سے بہتر پسینہ
یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

حق نے دی معراج تم کو اور بخشا تاج تم کو دو جہاں کا راج تم کو دی سلامی باج تم کو

یا نبی سلام علیك یارسول سلام علیك یاحبیب سلام علیك صلوٰۃ اللہ علیك

کاش حاصل ہو حضوری دُور ہوجائے یہ دُوری دل کی یہ حسرت ہو پوری دیکھ لوں وہ شکل نُوری

یا نبی سلام علیك یارسول سلام علیك یاحبیب سلام علیك صلوٰۃ اللہ علیك

رنج و غم کھائے ہوئیں دُور سے آئے ہوئے ہیں تم پہ اترائے ہوئے ہیں ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں

یا نبی سلام علیك یارسول سلام علیك یاحبیب سلام علیك صلوٰۃ اللہ علیك

ہجر میں مشکل ہے جینا دل ہوا چاک اور سینہ تھام لو میرا سفینہ یا شفیع المذنبینا

یا نبی سلام علیك یارسول سلام علیك یاحبیب سلام علیك صلوٰۃ اللہ علیك

سیّد تاج الدین عالی دل میں ہو اُلفت تمہاری عُمر یوں گزری ہماری دل ہو صدقے جل ہو طاری

یا نبی سلام علیك یارسول سلام علیك یاحبیب سلام علیك صلوٰۃ اللہ علیك

جان کر کافی سہارا لے لیا ہے دَر تمہارا خلق کے وارث خدارا لو سلام اب تو ہمارا

یا نبی سلام علیك یارسول سلام علیك یاحبیب سلام علیك صلوٰۃ اللہ علیك

بگرداب بلا افتادِ کشتی ضعیفانِ شکستہ را تو پشتی بہ حقِ خواجہ عثمانِ ہارُون مَدد کُن یا معین الدین چشتیؒ

مدد کُن حضرت داؤد مکّی
مدد کُن بابا تاج الدین چشتی
مدد کُن سیّد سرور شاہ چشتی

خدا کے گھر پہنچے

خدا کا شکر ہے ہم بھی خدا کے گھر پہنچے خدا کے گھر سے رسول خدا کے گھر پہنچے

سکون قلب۔ ہوا اضطراب دُور ہوا خدا کے فضل سے جب ہم خدا کے گھر پہنچے

وہ خوش نصیب ہیں قسمت کا ان کی کیا کہنا جو اپنا چھوڑ کے گھر جا خدا کے گھر پہنچے

جنہیں تھا ناز جنہیں تھا غُرور طاقت پر نہ وہ خدا کے نہ وہ ناخدا کے گھر پہنچے

امیر دیکھتے ہی رہ گئے زر ناقص غریب بے سرو ساماں خدا کے گھر پہنچے

جو جانثار پریشاں تھے تنگدستی سے وہ ایک آن میں خیرالوریٰ کے گھر پہنچے

درِ رسُولؐ پہ جاکر گناہگار اپنی تمام عمر کی بگڑی بنا کے گھر پہنچے

دُرود پڑھتے ہوئے سَر جھکائے ہم سرور
ادب سے شافعِ روزِ جزا کے گھر پہنچے

نُور رسا چہرہ ترا

تاج والے کیوں نہ چمکے نُور سا چہرہ ترا نُور کے سانچے میں جب ڈھلا گیا نقشہ

محرم رازِ حقیقت تو سراپا نُور ہے دونوں عالم میں اُجالا آج ہے پھیلا

یا محمدؐ بابا تاج الدّین تاج الاولیاءؒ جُز خدا کے کون سمجھا رتبہ اعلیٰ

دامن دُنیائے دُوں کو چھوڑ دیتے بِایقیں دشتِ وا کی میں جو موسیٰ دیکھتے جلوہ

اس کو ویسا ہی ملا بدلہ دَرِ معبود سے جس نے جس انداز سے دیکھا رُخِ زیبا

دونوں ہاتھوں سے کلیجہ تھام کر روتا ہوں میں چھیڑ دیتا ہے کوئی جانباز جب نغمہ

مُتقی و پارسا کو قصرِ جنت دے دیا
مست سرور کو دیا اللہ نے رَوضہ ترا

جام کوثر

العالمیں بہرِ شہیداں
مرے ہر حال میں تو رہ نگہباں

العالمیں از بہرِ عرفاں
عطا کر دولت و اقبال و ایماں

کر عطا مالِ غنیمت
رہے دین اور دنیا میں بھی عزّت

ے سینے سے کینہ دُور کر دے
مرا دل نُور سے معمور کر دے

دے نہ مجھ کو ایسی دولت
ذلیل و خوار ہوں جس کی بدولت

وقتِ نزع یارب دیر کرنا
الٰہی خاتمہ بالخیر کرنا

دنیا سے جب میری سواری
زباں پر کلمۂ طیّب ہو جاری

ب قبر سے یارب بچانا
مرے عِصیاں کو دامن میں چھپانا

جب ہو صراطِ پُر خطر کا
پکڑنا ہاتھ مجھ بے پال و پَر کا

میزان پر اعمال جس دم
تری رحمت ہو شاملِ حال اس دم

از پئے آلِ پیمبر
عطا ہو اس گدا کو جامِ کوثر

ب جب حشر میں اہلِ خطا ہوں
مرے شافع محمدؐ مصطفٰے ہوں

ے بابا تاج الدّینؒ یارب
مجھے کر تو فِدائے دین یارب

الٰہی معاف سرورؔ کو خطا کر
بہ رحمت تمغۂ بخشش عطا کر

سُرخیاں دل کی

سُناؤں سُننے والوں کو سُنے گر داستاں دل کی
مجھے رُسوائے عالم کر چکی بے تابیاں دل کی

نہ جانے چھیڑ دی کس زخمِ دل نے داستاں دل کی
کہ سُن کر اور بھی کچھ بڑھ گئیں بے تابیاں دل کی

نظر سے دیکھ ہی لیتے ہیں اے دل دیکھنے والے
چھپائے چھپ نہیں سکتیں کرم فرمائیاں دل کی

بہارِ وادیٔ سینا مآلِ منظر کنعاں
کمالِ عشق بول اُٹھا یہ سب ہیں سُرخیاں دل کی

مری آہیں پلٹ آتی ہیں جا کر بابِ توبہ سے
سمجھ میں آگیا میری کہ کچھ ہیں خامیاں دل کی

پنہاں کر جامۂ شوقِ تمنّا میری ہستی کو
کہاں تک لے گئیں اللہ اکبر شوخیاں دل کی

گھٹائیں یہ نہیں اٹھی ہیں زاہد تجھ کو دھوکہ ہے
فلک پر جارہی ہیں بہرِ سجدہ مستیاں دل کی

اِرم میں ڈھونڈھ لیں گے ہم دلِ شوریدہ کا مسکن
بسی ہوں گی کہیں تو جاکے آخر بستیاں دل کی

ابھی دیکھا ہے کیا سرورؔ اب آگے دیکھنا بڑھ کر
اُڑیں گی مُرغ بن کر آسماں پر دھجیاں دل کی

سرکارِ تاج والے

دنیا سے ہیں نرالے سرکار تاج والے — بے عیب بھولے بھالے سرکار تاج والے
ہمسر تمہارا کوئی کیوں کر ملے کہ تم ہو — نورِ خدا کے ڈھالے سرکار تاج والے
رحمت پکارتی ہے ہیں آپ ہی کے دم سے — دونوں جہاں اُجالے سرکار تاج والے
ہوجائے مست پی کر بادہ کشوں کو ایسی — بھر بھر کے دے پیالے سرکار تاج والے
منجدھار میں ڈبو دے ساحل سے یا لگادے — کشتی ترے حوالے سرکار تاج والے
کھوٹے ہیں یا کھرے ہیں اچھے ہیں یا بُرے ہیں — سب آپ کے ہیں پالے سرکار تاج والے
پُر خار منزلوں میں پُر کیف ہوگئے ہیں — تلووں کے میرے چھالے سرکار تاج والے
کیا جانے دکھائیں کیا جانے کیا بتائیں — صبح و مسا کے نالے سرکار تاج والے
مجھ بے نصیب کو تو ہر جُرم ہر خطا سے — بہرِ خدا بچالے سرکار تاج والے
اس کے سوا تمنا کوئی نہیں ہے میری — اپنا مجھے بنا لے سرکار تاج والے

عاجز ہے زندگی سے للّٰہ پاس اپنے
سرورؔ کو تو بلا لے سرکار تاج والے

قطعہ

اپنے نہ کسی غیر کے دم سے نکلے — ارمان مرے تیرے کرم سے نکلے
یارب ترے گھر پہنچے تو سرورؔ خوش خوش — روتے ہوئے بیتاب حرم سے نکلے

زِندہ کردیا

اللہ اللہ کہہ رہا ہر خادم و مخدوم ہے — بابا تاج الدینؒ الاولیاء کی دھوم
کیوں نہ کرے شوق سے انسان قرباں جان و دل — دیکھ لے انسان میں انسان جب نشانِ
دیکھا آنکھوں سے ہزاروں صاحبِ ایمان نے — دشتِ دا کی میں مچا دی دھوم باباؒ جان
ایک عورت غیر مسلم جس کا گرجی نام تھا — باباؒ کو گانا سُناتی تھی یہی بس کام
اتفاقاً پڑ گئی بیمار پی کر سرد شیر — مر گئی وہ چار دن کے بعد وہ بہ
تھی پڑی بے رُوح جس جا پر وہ خود رفتہ کلام — آستانہ پاک سے کچھ دور پر تھا وہ
ایک خادم نے کہا باباؒ سے لے اشارہ انام — مرگئی گرجی کئی گھنٹے ہوئے شہرہ ہے
سُن کے باباؒ نے کہا خاموش رہ سوئی ہے وہ — جانے کیا کوئی تلاشِ یار میں کھوئی ہے
چائے دی باباؒ نے خادم کو یہ کہہ کر جلد جا — چائے منہ میں ڈال کر کہنا کہ چل گانا
لے کے خادم چائے کو اس اِک میں پہنچا وہاں — تھی پڑی بے رُوح گرجی صبح سے مُردہ
بیٹھ کر گرجی کی بالیں پر یہ پیش کائنات — حسبِ حکم تاج فرق اولیاءؒ بہر
چائے منہ میں ڈال کر گرجی سے خادم نے کہا — اُٹھ کے چل سرکار بابا جانؒ کو گانا
مرحبا گرجی اُٹھی کہتی ہوئی صَلِّ علیٰ — یا محمدؐ بابا تاج الدینؒ میں تم پر

دیکھ سرورؔ بابا تاج الدینؒ نے کیا کردیا
چائے دے کر چاہ سے مُردے کو زندہ کردیا

بچائے چلا جا

عرب کی طرف سر جھکائے چلا جا — مسافر کلیجہ دبائے چلا جا
حبیبِ خدا خاتم الانبیاءؑ سے — بہ صدقِ و صفا لَو لگائے چلا جا
بصد شوقِ سجدوں سے ہر ہر قدم پر — نئی ایک دُنیا بسائے چلا جا
نہ پھنس جائے ڈر ہے کہیں دامِ غم میں — گناہوں سے دامن بچائے چلا جا
جو ہے خواہش دین اے مردِ مومن — تو اَفلاک دُنیا لٹائے چلا جا
اگر چاہتا ہے دلوں پر حکومت — صداقت کا ڈنکا بجائے چلا جا

اگر جا رہا ہے مدینے کو سرورؔ
قدم جلدی جلدی بڑھائے چلا جا

پیامِ آپؐ کا

جلوہ ہر سُو ہے خیرالانام آپ کا — کندہ ہر شئے پہ سرکارؐ نام آپؐ کا
گرچہ یونہی رہا فیضِ عام آپ کا — ذرّہ ذرّہ بنے گا غلام آپ کا
یا حبیبِ خدا خاتم الانبیاء — موت سے پہلے آئے پیام آپؐ کا
کیا کرے کوئی حمد و ثنا آپؐ کی — شان عالی ہے اعلیٰ مقام آپؐ کا
شرک کو توڑ کر دین روشن کیا — حق کو آیا پسند انتظام آپؐ کا
مژدہ بخشش کا آقا سُنا دیجئے — مُنہ کھڑا تک رہا اژدھام آپؐ کا

آ کے رضواں سرِ بزم کہنے لگا
خوب ہوتا ہے سرورؔ کلام آپؐ کا

معبود شیدا ترا

اے مدینے باشی عرب کے کنور کوہِ فاراں پہ جب نُور چمکا ترا
ذکر جن و بشر حُور وغلماں کا کیا ہوگیا خود ہی معبود شیدا ترا
اے شہِ نامور اُمّ ہانی کے گھر بھیج کر مرکب و ایلچی تیز تر
پاس اپنے تجھے حق نے بُلوا لیا شان یہ ہے تری یہ ہے رُتبہ ترا
جھومتی تھیں چمن در چمن ڈالیاں بج رہی تھیں مسرّت کی شہنائیاں
بن کے دُلہا چلا سوئے افلاک جب جلوہ تیرا ہی مُنہ دیکھتا تھا ترا
دیکھ کر حُسن دل کش کی زیب وضیا ساکنانِ فلک کا عجب حال تھا
حوریں لیتی تھیں بڑھ کر بلائیں تری چومتا تھا قدم ہر فرشتہ ترا
درمیاں سے حجابوں کا پردہ اُٹھا دُور دُوری ہوئی قُرب حاصل ہوا
معصیت پوش اُمت تھی بخشا لیا مِل گیا حق سے جو مُدّعا تھا ترا
کیا ہے سُرعتِ تری لامکاں تک گیا لے کے مقصد ولی حق سے آ بھی گیا
بابِ زنجیر پہلو بدلتی رہی گرم بستر رہا اللہ اللہ ترا
اے حبیب خدا خاتم الانبیاء صاحبِ قابَ قوسین بعد از خُدا
عرش سے فرش تک شرق سے غرب تک کوئی ہمسر ہو ہے نہ ہوگا ترا

اے شہِ نیک خُو محرمِ رازِ اُو
سرورؔ ضعف نُو کی یہ ہے آرزو
نزع کے وقت تیرا سراپا لئے
سامنے میرے آجائے روضہ ترا

عام دربار

میں سُنتا ہوں جب عام دربار ہوگا برا بخت خوابیدہ بیدار ہوگا
اِدھر جلوہ گر جلوہ یار ہوگا اُدھر محو دیدار بیمار ہوگا
وہ دیکھیں گے مجھ کو میں دیکھوں گا اُن کو یہ منظر غضب کا نمکدار ہوگا
اُدھر سے اِشارے اِدھر سے نظارے اُدھر نار اِدھر ناز بردار ہوگا
اُدھر ایک حسرت سے سرورؔ تکیں گے
جدھر حشر میں روئے سردار ہوگا

یار کا گھر

ساقی نہ کھلے گا درِ میخانہ اگر آج مَر جاؤں گا ٹکرا کے میں دیوار سے سر آج
مخمور نگاہوں سے کھڑا دیکھ رہا ہوں کچھ بہکی سی ہے تیری قسم تیری نظر آج
للّٰہ چھلکتا ہوا اک جام پلادے تا مجھ کو نظر آئے مرے یار کا گھر آج
کیا پوچھ رہے آپ ہیں حالِ دلِ غمگیں کچھ حد سے سِوا بڑھ گیا ہے دردِ جگر آج
اس دورِ مکافات کے ہر شئے کے مقابل بہتر ہے وہی بن گیا جو صاحب زر آج
اُڑ کر ابھی پہنچوں درِ سلطان عربؐ پر
سرورؔ مرے بازو میں نکل آئے جو پَر آج

قطعہ

تذکرہ گُل کا نہ بلبل کا صبا کرتا ہوں میں ثنا خواں ہوں محمد کی ثنا کرتا ہوں
میں غلامِ شہ لَـــولاکَ لَـــمَـــا ہوں سرورؔ حق غلامی کا شب و روز ادا کرتا ہوں

لالہ زار میں

دیکھی وہ کب بہار کسی نے بہار میں دیکھا جو میں نے یار ترے انتظار میں
تیری نظر نظر نہیں پیغام موت ہے دیکھا جسے شہید کیا ایک وار میں
تیری نظر نے بخشی ہے جس کیف کی خلِش وہ لطفِ اضطراب کہاں نوکِ خار میں
ہر جُنبش نگاہ تری ایک معجزہ دِکھلا رہی ہے جلوہ کہہ انتظار میں
بے پردہ تیرے حسن سراپا کو دیکھ کر ہر پھول جھک گیا چمن لالہ زار میں
پیش نظر ہوں مار مجھے یا جلا مجھے میری حیات و موت ترے اختیار میں
مِلنا اگر ہے آپ کو محشر میں ڈھونڈنا
سرورؔ ملیں گے بادہ کشوں کی قطار میں

بے تابیاں

دیکھ کر پُر کیف تیری مستیاں دل مرا لینے لگا انگڑائی
تیرے آتے ہی جہاں میں ہر طرف فتح کی بجنے لگیں شہنائ
یہ تمنا ہے کہوں میں حالِ دل تھام کر روضے کی تیرے جالی
کھا رہا ہوں دَر بدر کی ٹھوکریں عشق کی یہ ہے کرم فرمائ
عشق کی منزل میں آتی ہیں نظر ہر قدم پر سیکڑوں دُشوار
کس طرح مقبول ہو میری دُعا کچھ مرے کردار میں ہیں خام
تجھ کو رُسوائے زمانہ کر چکیں
سرورؔ عاصی تری بے تابیاں

گھنگھور گھٹائیں

جب غم کی اندھیری راتوں میں گھنگھور گھٹائیں چھاتی ہیں
کانوں میں کسی کی رہ رہ کر پُر درد صدائیں آتی ہیں

جگنو کی چمک بجلی کی تڑپ' بادل کی کڑک' دل کی دھڑک
وہ مینھ کی ننھی سی بُوندیں کچھ حد سے سوا تڑپاتی ہیں

پیغامِ خوشی لہروں میں لئے اٹھکیلیاں کرتی سبزے سے
پُر لطف فضا کے جھونکوں میں پُر کیف صدائیں آتی ہیں

وہ نغمہ زنوں کی للکاریں' وہ ساز کی دل کش جھنکاریں
اک حشر بپا کر دیتی ہیں جب نالوں سے ٹکراتی ہیں

ان بانکی اداؤں کے صدقے جو کھینچ رہی ہیں سانسوں کو
ان مست نگاہوں کے قرباں جو تابہ سحر تڑپاتی ہے

اک رات کے تو مہمانوں پر اَے سروِ گلستاں ناز نہ کر
جو شام کو کلیاں کھِلتی ہیں وہ صبح کو مُرجھاتی ہیں

کچھ کھویا سا کھو جاتا ہوں بستر پہ نِڈھال ہو جاتا ہوں
تنہائی میں سرور یاد مجھے جب اپنی خطائیں آتی ہیں

قطعہ

روضہ قدس کی جانب جب کبھی جاتا ہوں میں | راستے میں بگولہ آب لہراتا ہوں میں
ایک لطفِ خاص طبعِ فکر میں پاتا ہوں میں | یہ سخن ہر گام پر سرور کہے جاتا ہوں میں

سزا پا رہا ہوں میں

کچھ آج لطف حد سے سوا پا رہا ہوں میں | بحر تخیلات میں لہرا رہا ہوں میں
کعبے کی سمت یا کہ کوئے خانہ صنم | مجھ کو خبر نہیں کہ کہاں جا رہا ہوں میں
دستِ کرم ابھی در توبہ نہ بند کر | کچھ طبع رو سیاہ کو سمجھا رہا ہوں میں
بیٹھا ہوا خوش در مستجاب پر | اُلجھے ہوئے نصیب کو سلجھا رہا ہوں میں

سرور خدا گواہ کسی کی خطا نہیں
اپنے کیے کی آپ سزا پا رہا ہوں میں

محمد ؐ کا در چاہیئے

گُل کو بُلبل شجر کو ثمر چاہیئے | حُسن کو عشق، عاشق کو سر چاہیئے
سر کو محبوب کا سنگِ دَر چاہیئے | مجھ کو دنیا نہ دنیا کا زر چاہیئے
تُجھ کو دیکھا کروں وہ نظر چاہیئے

آگیا میرا ایماں ترے جام پر | جان قربان مولیٰ ترے نام پ
یہ تو روشن ہے ہر خاص اور عام پر | کس طرح یار پہنچوں ترے بام پ
بہر پرواز بازو میں پر چاہیئے

اَلوداع اَلوداع اَلوداع بُوالبشر | کر دیا یک بیک تو نے عزم سفر
منزلِ عشق میں جا رہا ہے اگر | جا رہا ہے تو جا یاد رکھنا مگر
راہِ رَو کے لئے رَاہبر چاہیئے

حُور جنت کی مجھ کو نہ زر چاہیئے | حکمرانی نہ تیغ و تبر چاہیئے
گنج دُنیا نہ واللہ گھر چاہیئے | سرورِ بے نوا کو اگر چاہیئے
وقتِ آخر محمد کا اَدر چاہیئے

مُبارک قدم آرہے ھیں

گلستانِ عالم میں جانِ دو عالم ہُوا غُل بجاہِ چشم آرہے ہیں
کریں گے کرم جو کہ اہلِ جہاں پر جہاں میں وہ اہلِ کرم آرہے ہیں
دُرودں کی کثرت سلاموں کا جھرمٹ مَلک آگے پیچھے نبی ہیں داٸیں و باٸیں
عجب شان سے تاجدارِ مدینہؐ سراپا خدا کی قسم آرہے ہیں
کریں کیوں نہ ہم ناز قسمت پہ اپنی ہماری اس اُجڑی ہوئی انجمن میں
ضیائے حرم زینتِ عرشِ اعظم سراج عرب و عجم آرہے ہیں
یہ کس گل کی آمد کا ہے جشن گھر گھر اگر کوئی پوچھے تو کہدو یہ بڑھ کر
سرِ عرش جن کو خدا نے بُلایا اُنھیں کے مبارک قدم آرہے ہیں
توان ناتواں کو ضعیف و جواں کو بے صبر ہر ایک خُرد و کلاں کا
جو تھے دونوں عالم کی دولت کے والی وہ خالی دکھانے شکم آرہے ہیں
قیامت میں جب جانچ ہوگی خطا کی صدا آئے گی خاتم الانبیاءؐ کی
نہ گھبراؤ اے عاصیو قہرِ حق سے تمہاری شفاعت کو ہم آرہے ہیں
بہ صدق و صفا باوضو ہوکے جب میں کبھی نعت لکھنے کو بیٹھا سکوں میں
ندا آئی ہاتف کی سرورؔ تمہارا مَلک چومنے کو قدم آرہے ہیں

قطعہ

کبھی میں یہ نہیں کہتا خدا محمدؐ ہیں — خدا نہیں بخدا ناخدا محمدؐ ہیں
تلاش کیوں میں کروں ملے جہاں اٹھ کر — ہر ایک درد کی سرورؔ دوا محمدؐ ہیں

ھائے رُوپیّا

ماں باپ نہ جورُو نہ بہن، بیٹا نہ بھیا — سب ہوتے ہیں جب ٹیٹ میں ہوتا ہے ر[illegible]
سُن لیجئے کانوں کو لگا کر مورے بھیا — ہر سمت سے آتی ہے صدا ہائے ر[illegible]
پیسے کے لئے گھیرے تھے سب اپنے پرائے — پیسہ گیا سب بھاگ گئے ہائے رے ر[illegible]
زر والے کی فریاد سُنا کرتے ہیں حاکم — بے زر کا ہے کوئی نہیں فریاد [illegible]
چرنوں پہ جھکا کرتے ہیں سب صاحب زر کے — مفلس سے نہیں کرتا کوئی رام [illegible]
پانی میں چلا کرتی ہے اٹھکیلیاں کرتی — بن پانی چلتی نہیں ملاح سے [illegible]
اِس دارِ مکافات میں کہہ دیجئے سرورؔ
سب زر کے ہیں بے زر کا نہیں کوئی پوچھیا

سَلام کرے

سکوں ملے نہ جہاں کیا وہاں قیام کرے — اگر قیام کرے زندگی حرام کرے
گدائے خلق ہو یا خسرو زمانہ ہو — جو ہم کلام نہ ہو اس سے کیا کلام کرے
ہوائے دامنِ ایمان جہاں نہ جائے پائے — وہاں پہ صاحب اکرام کیا نظام کرے
اماں نہ خُلد میں ہے اور نہ چین دوزخ میں — گناہگار محبت کہاں قیام کرے
زر و زمین تو کیا شئے ہے جائے جان مگر — خلاف مرضی مولا نہ کوئی کام کرے
مصائبات ہوں بر فرق یا مسرت ہو — بشر کو چاہیئے شکر خدا مدام کرے
خدا کے واسطے اے بندہ خدا اُٹھ کر — وہ کام کر جو زمانہ تجھے سلام کرے
خدا گواہ ہے سرورؔ وہ مرد میداں ہے
خدا کی راہ میں جو سر کٹا کے نام کرے

مُستزاد

مرتے ہیں ترے غم میں ترے چاہنے والے — اے گیسوؤں والے
کھلا کے پھبن بھر خدا جان بچا لے — اے گیسوؤں والے
کھاتے نہیں پیتے نہیں بیمار محبت — پھر دیکھ تو ہمّت
پیتے ہیں شب و روز ترے نام کے مالے — اے گیسوؤں والے
آ آ تجھے آغوشِ تمنا میں بٹھا لوں — چھاتی سے لگا لوں
کھلاؤں تجھے سینۂ صد چاک کے چھالے — اے گیسوؤں والے
بنا ہوا انگڑائیاں آغوش میں آجا — آنکھوں میں سما جا
آنے سے جو انکار ہے پاس اپنے بُلالے — اے گیسوؤں والے
اچھا ہوں تو اچھا ہوں بُرا ہوں تو بُرا ہوں — جیسا ہوں ترا ہوں
عیبوں کو مرے دامنِ رحمت میں چھپالے — اے گیسوؤں والے
دنیا کی کسی چیز کا اصلا نہیں ڈر ہے — ڈر ہے تو ڈر ہے
سروؔر کو نہ ڈس لیں کہیں اس ہند کے نالے — اے گیسوؤں والے

رحمت والے

جان قربان تری شان پہ شوکت والے — چشمِ رحمت ہو ادھر بھی تری رحمت والے
پردۂ راز سے باہر نکل اے مست خرام — منتظر دید کے بیٹھے ہیں محبت والے
اے مددگار جہاں فرماں ردائے عالم — تیری سیرت پہ فدا ہو گئے صورت والے
تو ہی بتلا دے مجھے چھوڑ کے دامن تیرا — کس طرف جائیں کہاں جائیں مصیبت والے

دھجیاں جیب و گریباں اُڑا دے لیکن — اُف زباں سے نہ کریں گے کبھی ہمت والے
ترے دربار میں مسکین و گدا جا پہنچے — رہ گئے منزل پُر خار میں دولت والے

وقت بیزار ہے ہم خاک رہیں گے سرور
کوئے جاناں میں رہا کرتے ہیں قسمت والے

نمکداں اشارے

مجھے تم نہ دیکھو تمہاری نظر میں خدا جانے پُر کیف جادو بھرا ہے
جسے دیکھتے ہو اُسے مارتے ہو تمہاری نظر میں پیامِ قضا ہے
تمہاری ستم خیز آنکھوں کے صدقے تمہارے نمکداں اشاروں کے قرباں
تمہاری سلامت روی کے تصدُّق تمہاری اداؤں پہ دنیا فدا ہے
جو اہلِ خبر یا کہ اہلِ نظر ہیں پئے امتحاں مجمع عاشقاں میں
پرکھتے ہیں آنکھوں سے آنکھیں ملاکر کہ اس بزم میں کون کھوٹا کھرا ہے
نہ دیر و حرم کُفر و ایماں سے نسبت نہ دوزخ نہ جنت نہ غلماں سے مطلب
کوئی جا کے اہل شریعت سے کہہ دے محبت کے بندوں کا مذہب جدا ہے
نہ دوزخ کے شعلوں کی مجھ کو خبر ہے نہ جنت کے کوچوں پہ میری نظر ہے
خدا نے مدّت سے آنکھوں میں میری کسی اور منزل کا نقشہ کھینچا ہے
مرا رہبرِ راہ خود عشق ہی ہے مجھے خضر کی رہبری سے غرض کیا
میں اک راہ رو ہوں حقیقت میں میرا زمانے سے کچھ رنگ ہی دوسرا ہے

بصد شان بے پردہ آنکھوں سے اپنی
اگر یار کو دیکھنا چاہتے ہو
چلو چل کے سروؔر وہاں سر کٹا دو
جہاں مست منصور کا سر کٹا ہے

حرفِ میم

جہاں میں شکلِ احمدؐ بن کے وہ نورِ قدیم آیا مجت کا احد کے درمیاں جب حرفِ میم آیا
ہوا ہم پر کرم اللہ کا جب وہ کریم آیا خدا کا رحم لایا ساتھ جس دن وہ رحیم آیا
مسیحا آگیا مُردہ دلوں کے زندہ کرنے کو کلام حق کو سمجھانے کی خاطر وہ حکیم آیا
ہوا زندہ جو پہنچا مُردہ دل دربارِ احمدؐ پر شفا پا کر گیا جو در پہ بیمار و سقیم آیا
گیا خالی نہیں شاہِ عرب کے دارِ دولت سے گدا بن کر کوئی آیا مسافر یا مقیم آیا

نہ پھیرا جائے گا محروم گر اخلاصِ باطن سے
شفیع المذنبیںؐ کے در پر یہ سروؔر اثیم آیا

دستِ ناز کا کام ہے

ترا گھر وہ ہے شہِ نامور ترے گھر کا خلق میں نام ہے
جسے خلق کہہ رہی شاہ وہ ترے گھر کا ادنیٰ غلام ہے
کوئی اور تجھ سا سخی نہیں کوئی اور تجھ سا غنی نہیں
کوئی اور تجھ سا نبیؐ نہیں یہ خبر قرآن میں عام ہے
کوئی اور تجھ سا بشر کہاں جو کسی غریب کو دے اماں
بخدا گِروں کو سنبھالنا ترے دستِ ناز کا کام ہے
تری گوڈری میں جو لعل ہے وہ تمام اہلِ کرام ہے
کوئی متّقی کوئی پارسا کوئی غوث کوئی اِمام ہے
اے حبیب خالقِ دو جہاں اے ضیائے مجلسِ عاشقاں
تری ذُرّیات وہاں بھی ہیں جو بلند سب سے مقام ہے

مجھے خود پسند نہ آئے کیوں مرے دوستوں مرے محسنو
مرے رہنمائے عظیم کو جو پسند میرا کلام ہے
مجھے خوف سرور بے نوا نہیں دشمنوں کے عتاب کا
میرے بھولے بھالے رسولؐ کا مرے سر پہ ہاتھ مدام ہے

مئے عرفاں

کھول آکر مئے عرفاں کا دہانا ساقی منتظر ہے تری آمد کا زمانہ
اُٹھ رہی سرخ گھٹا تو بھی اُٹھا جام و سبو میکشی کا ہے یہی وقت سہانا
تشنگی کی کسی میکش کو شکایت نہ رہے اس قدر کھول کے دل آج پلانا
جا کے اجمیر میں یا جا کے میں کلیر میں پیؤں بن گیا ہے مرے ساقی کا گھرانا
میکشی کے مجھے آداب بتادے للّٰہ بادہ کش میں ہوں نیا تو ہے پرانا
نزع میں قبر میں محشر کی کڑی منزل میں میں پکاروں گا جہاں پر وہیں آنا

تیرے میخانہ دلکش کے سوا سروؔر نے
آج تک غیر کے در کو نہیں جانا ساقی

بے پئے سرشار ہوں

بادہ کش ہوں میں حقیقت میں نہ بادہ خوار ہوں
میں کسی مستی بھری ہستی کا تابعدار ہوں
میکشوں کو بے خودی کا جام دے مجھ کو نہ دے

ساقیا تیری قسم میں بے پئے سر شار ہوں
جس چمن میں تا قیامت مُنہ نہ دِکھلائے خزاں
اس چمن کا ایک میں بھی پھول خوشبودار ہوں
میرے ان کے یا الٰہی کس طرح کیوں کر بنے
جلوہ فرما بام پر وہ، میں پسِ دیوار ہوں
اے کرم فرمائے عالم سبز گنبد کے مکینؐ
یہ دُعا فرمایئے میں حاضر دربار ہوں
اے شہنشا ہوں کے سُلطاں تیرے پائے ناز پر
مال و زر کیا جان دینے کے لئے تیار ہوں
غیر کی سرورؔ غلامی کیوں کروں کیسے کروں
جب ازل سے میں غلامِ احمدؐ مختار ہوں

پھول کھلتے رہے

مست کلیاں بہ دل مسکراتی رہی چاندنی رات میں پھول کھلتے رہے
وائے قسمت ہماری تمہارے لئے صبح تک کروٹیں ہم بدلتے رہے
رُوح بے خود رہی ہوش گم شُد رہے شوق گھبرا گیا آنکھ پتھرا گئی
وعدۂ وصل پر تم نہ آئے کبھی دل کے اَرمان دل میں مچلتے رہے
ہم نہ ان سے ملے وہ نہ ہم سے ملے ہم اُنہیں دیکھتے وہ ہمیں دیکھتے
وہ ہمیں دیکھ کر مسکراتے رہے ہم اُنہیں دیکھ کر ہاتھ ملتے رہے

غیر کیا کوئی جانے خدا کے سوا کس کی آغوش میں رات ان کی کٹی
اپنے اُجڑے ہوئے آشیانے میں ہم شمع سوزاں کی مانند جلتے رہے
اللہ اللہ وہ شانِ رُخ بے مثال لا سکے تابِ نظارہ کس کی مجال
دیکھ کر گر گئے حسن بے قیل و قال طُور پر لاکھ موسیٰؑ سنبھلتے رہے
پا برہنہ پھرے خاکِ صحرا ملی، کعبہ و دیر میں جا کے سجدے کئے
منزلِ عشق تک وہ نہ پہنچے کبھی نفس کے جو اشاروں پہ چلتے رہے
کیوں نہ سرورؔ کروں ان کی مدح و ثنا ان کی چشمِ کرم کا عجب رعب تھا
میری بالیں پہ جب تک وہ بیٹھے رہے موت کے وقت آ آ کے ٹلتے رہے

لاکھوں سلام

اے شہنشاہِ رسالت آپؐ پر لاکھوں سلام
شافعِ روزِ قیامت آپؐ پر لاکھوں سلام
کیوں نہ روشن آپؐ سے ہوجائے بزمِ کائنات
آپؐ ہیں شمعِ ہدایت آپؐ پر لاکھوں سلام
مَحرمِ رازِ حقیقت بندہ پَرور بے نیاز
موجِ دریائے سخاوت آپؐ پر لاکھوں سلام
چارہ سازِ بے کساں، مُشکل کُشائے دو جہاں
اے شریکِ رنج و راحت آپؐ پر لاکھوں سلام
ناتوانوں کی توانی بے نصیبوں کے نصیب
بے بسوں کی تاب و طاقت آپؐ پر لاکھوں سلام

یا اَمیر المومنین یا رحمۃٌ لِلعٰلَمِین
کیجئے مجھ پر عنایت آپؐ پر لاکھوں سلام

بھیجتا ہے سرورؔ شوریدہ سر پڑھ کر دُرود
والیِ ملکِ ولایت آپؐ پر لاکھوں سلام

وَلَہٗ

آپ کی پاک صورت پہ لاکھوں سلام
آپ کی نیک سیرت پہ لاکھوں سلام

آب کے دستِ شفقت پہ لاکھوں سلام
آپ کی چشمِ رحمت پہ لاکھوں سلام

اے مدینے کے داتا عرب کے کنور
آپؐ کی شان و شوکت پہ لاکھوں سلام

تیری اُلفت میں یارب ہوا جو شہید
اس شہیدِ محبت پہ لاکھوں سلام

آپ کی آل و اَصحاب و اَنصار کے
بچے بچے کی تُربت پہ لاکھوں سلام

جس قدر ہیں شہیدانِ کرب و بلا
ان کی پُر کیف قسمت پہ لاکھوں سلام

اولیاء کیا قطب غوث و اَبدال کیا
آپ کی جملہ اُمت پہ لاکھوں سلام

دار پر چڑھ کے جس نے اَناالحق کہا
اس بہادُر کی ہمت پہ لاکھوں سلام

جس نے کھنچوا دیا پوستیں شوق سے
اس کے دل اس کی جرات پہ لاکھوں سلام

سر پہ سرورؔ کے ہے جس کا دستِ کرم
اس نبیؐ کی نبوت پہ لاکھوں سلام

تہنیت نامہ

ازبزمِ الحاج حضرت سیّد محمد سرور شاہ تاجی الحَسنی وَالحُسَینی صحرائی

برائے جناب حاجی صوفی عبدالعزیز شاہ تاجی الحَسنی وَالحُسَینی صحرائی دامت برکاتھم

با ادب آہستہ آہستہ چو نقشِ کہکشاں
سُوئے کعبہ جا رہا ہے بلبلِ ہندوستاں

غنچہ غنچہ بوٹا بوٹا پتہ پتہ شاخ شاخ
تیری پڑھی کے سب اہل چمن ہیں مدح خواں

الوِداع اے جاں نثار رحمۃٌ للعالمیں
الوِداع اے تاجِ فرمان ربِّ دو جہاں

الوِداع اے خاطر تسکین قلب مضطرب
الوِداع اے بیکس و مظلوم کی تاب و تواں

مُبارک حج کعبہ تجھ کو اے عبدالعزیز | کہہ رہا ہے بزمِ سرورؔ کا ہر اک پیر و جواں
[...]یا خوشی ہوگی تجھے اے زائر کعبہ بتا | تو خدائے پاک کا جس روز ہوگا میہماں
[...]ب پہنچنا کعبۂ اللہ میں تو اے عبدالعزیز | بابِ رحمت سے لپٹ کر حالِ دل کرنا بیاں
[...]ن کعبہ میں کھڑے ہوکر یہ کرنا التجا | یا الٰہی ہر مسلماں بہرِ حج آئے یہاں
[...]ی ہوں یا دُنیوی ہوں یاد رکھ اللہ سے | جو دُعائیں مانگنا ہر وقت با آہ و فغاں
[...]کراتِ مصطفےٰ ہی ہوں زبانِ پاک پر | جب مدینے کی طرف ہو قافلہ تیرا رواں
[...]ب تجھے آئے نظر روضہ رسولؐ اللہ کا | یاد رکھنا الصلوٰۃ والسلام ہو بر زباں
[...]منے آجائے تیرے جب درِ خیر الورا | سجدہ تعظیم کرنا اے عزیز ناتواں
[...] سے جالی پکڑ کے رو کے اے عبدالعزیز | التجائیں پیش کرنا پیش سرکارِ جہاں
[...] سرورؔ کا بصد تعظیم پہنچانا سلام | تیرے صدقے تیرے قرباں اے عزیزِ مہرباں
[...]بھی کہنا یا رسُولؐ اللہ دُعا فرمایئے | بزمِ سرورؔ کا قیامت تک رہے نام و نشاں
[...]بھی کہنا پاس اپنے جلد بلوا لیجئے | آپ کی فرقت میں سرورؔ ہوگیا ہے نیم جاں

شان سے اُنیس سو اَرسٹھ میں سرورؔ یاد رکھ
چھپاتا تھا عرب میں بُلبلِ ہندوستاں

[...]مبر ۱۹۶۸ء

سیّد محمد سرورؔ شاہ

موت کا کھٹکا

[...]دھار میں بیڑا کبھی اس کا نہیں اٹکا | رہتا ہے شب و روز جسے موت کا کھٹکا
[...] راستے میں اس کو بھٹکنا ہی پڑے گا | جو پیر کی بتلائی ہوئی راہ سے بھٹکا
[...]ں طرح سفر فرسٹ میں باشان کروگے | جب پاس نہیں پاس ٹکٹ بھی نہیں تھرڈ کا

ناراض خدا ہوگا خفا ہوں گے محمدؐ | کرنا نہ کبھی بھول کے تم ٹوٹا و ٹٹکا
تنہائی میں یار رہگذرِ عام پہ مجھ سے | جب نفس لڑا میں نے اٹھا کر اسے لپکا
دیکھی جو مری چشم عتاب بزمِ شمع میں | نفس بُت کافر وہیں دم بھاڑو کے سٹکا
دیکھا جو تمناؤں نے میدانِ عمل میں | ہر خواہشِ ناکام پہ ڈنڈا مرا چٹکا

کیا کرتے بتائے کوئی سرورؔ دمِ آخر
موقع نہ دیا موت نے جب ایک منٹ کا

قطعہ

قیس صحرا میں رہا کوہ میں فرہاد رہے | ہم کہیں کے نہ رہے مُفت میں برباد رہے
کس طرح عید مسرت ہمیں ہوتی سرورؔ | عمر بھر ہم مرضِ عشق میں ناشاد رہے

خمسہ

کوہ و صحرا میں نہ گلشن میں نہ ویرانے میں | قصرِ شاہی میں نہ اُجڑے ہوئے کاشانے میں
جلوہ فرما نہ صنم میں نہ صنم خانے میں | تقویٰ شیخ میں دیکھا نہ حرم خانہ میں

دیکھنے والوں نے دیکھا ہے تجھے میخانے میں

جائزہ دونوں مکانوں کا بھکاری نے لیا | کعبہ و دیر میں سجدوں کے سوا کچھ نہ ملا
ہو کے مایوس گدا جب درِ ساقی پہ گیا | آئی ساقی کی صدا چاہیئے جو کچھ لے جا

دولت ہر دو جہاں بٹتی ہے میخانے میں

خوش اُدا سامنے جب کوئی نکل جاتا ہے | خود بخود سینے میں دل یار مچل جاتا ہے
جذبہ عشق بصد شوق اُچھل جاتا ہے | شمع کے جلتے ہی خود شمع پہ جل جاتا ہے

کس قدر ہمت مردانہ ہے پروانے میں

وادیٔ نجد میں لیلیٰ سے کسی نے پوچھا   خوبیاں کون سی ہیں قیس میں سچ سچ بتلا
حسن کے لیلیٰ نے کہا تجھ کو بتاؤں میں کیا   جس کے جلوؤں کو نہ خود دیکھ سکے تھے موسیٰ
آج وہ جلوہ نما ہے مرے دیوانے میں

اے حسینوں کے حسیں ماہ جبیں شمع یقیں   ترا ہمسر کوئی واللہ زمانے میں نہیں
سامنے شوق سے آ پردہ نہ کر پردہ نشیں   نور پیکر تری بے پردہ ادائیں دیکھیں
چشمِ سرورؔ نے چھلکتے ہوئے پیمانے میں

قطعہ

کسی کی عزّت و توقیر پر یارب نہ بل آئے
جو بل آئے تو بل آنے سے پہلے ہی اجل آئے
غضب سے قہر سے خود رفتہ ہوکر سرورؔ عاصی
ہمیں جو آج کل پائے تو وہ بھی کل نہ کل پائے

بابُل

الامــــان الامــــان روکے بولی دُولھن   چھوٹتا ہے مرا آج مجھ سے وطن
کانپتا ہے بدن کیا کروں میں جتن   میری قسمت میں تھا یہ جدائی کا دن
چھوڑ کر دیس پردیس میں جاؤں گی   جب نہ دیکھوں گی ماں باپ گھبراؤں گی
ہائے بن باپ ماں جینا ہوگا کٹھن
میری قسمت میں تھا یہ جدائی کا دن

بیٹی کہہ کہہ کے کس کو پکاروگی تم   کس کو چھاتی سے امّاں لگاؤ گی تم
میں ہوئی بے وطن روؤ تم رات دن
میری قسمت میں تھا یہ جدائی کا دن

بے گُنی ہوں میں امّاں نہیں مجھ میں گُن   کھیلنے کے تھے دن تھے نہ شادی کے دن
تم نے دیکھا سن اور چڑھا دی لگن
میری قسمت میں تھا یہ جدائی کا دن

ہاتھ رکھ کر کلیجے پہ آئی بہن   دیکھتے ہی بہن کو یہ بولی دُولھن
آؤ مِل لو بہن آخری ہے مِلن
میری قسمت میں تھا یہ جدائی کا دن

ایک پُر کیف شادی کا ساماں کیے   ساتھ باشان اپنے پرائے لیے
مجھ کو لینے سجن آئے ہوکر مگن
میری قسمت میں تھا یہ جدائی کا دن

کوئی خاموش گردن جھکائے کھڑا   کوئی بے ہوش غم سے زمیں پہ پڑا
روتے ہیں مرد و زن کہتی ہے جب دُولھن
میری قسمت میں تھا یہ جدائی کا دن

آخری کرکے اہلِ وطن کو سلام   کہہ کے دُولھن یہ رُخصت ہوئی والسلام
بھائی پائیں گے دھن باپ کا ہے وزن
میری قسمت میں تھا یہ جدائی کا دن

ہوگئی جب گلستاں سے رُخصت بہار   رو کے کہنے لگی بُلبُلِ لال زار
لُٹ گئی انجمن سرورؔ خستہ تن
میری قسمت میں تھا یہ جدائی کا دن

چمکت جائے رے چادریا

مورے بابا کے گھر وا چمکت جائے رے چادریا

لَا اِلٰہَ کا حاشیہ ہے اِلَّا اللہ کی جھالریا
نام محمدؐ کے گل بوٹے مہکت جائے رے چادریا
مورے بابا کے گھر وا چمکت جائے رے چادریا

چار یار کے چوبن پہنے پنجتن کی بیچ لہریا
بارہ امامی سہرا باندھے لچکت جائے رے چادریا
مورے بابا کے گھر وا چمکت جائے رے چادریا

صَلِّ علیٰ کیا حمد و ثنا کی اوپر جھائی باوریا
راہ چلت ما بھلے بُرے کو پرکھت جائے رے چادریا
مورے بابا کے گھر وا چمکت جائے رے چادریا

پھول پات سے نگر سجا ہے عطر سے ہے ڈاگریا
روضے اُوپر نُور برستا لپکت جائے رے چادریا
مورے بابا کے گھر وا چمکت جائے رے چادریا

سرورؔ تم نے برائے بابا خوب بنائی چادریا
سوئے بابا مثل دامن دمکت جائے رے چادریا
مورے بابا کے گھر وا چمکت جائے رے چادریا

تصویر اور گنڈا

لیا جب ہاتھ میں بیوی نے با قہر و غضب ڈنڈا
میاں نے ڈر کے مارے بن کے مرغی دے دیا انڈا

کہا بیوی نے جاؤں گی سینما جلد لا ہنڈی
میاں جلدی سے لے آئے پکانے کے لئے ہنڈا

پکڑ کر کان بیوی نے کہا چھوٹی سی لا ہنڈی
میاں گھبرا کے ہنڈی کے عوض لائے بڑا ہنڈا

نظر پڑتے ہی ہنڈے پر بگولہ بن گئی بیوی
میاں کے مُنہ پہ مارا ایک بھاری اینٹ کا کھنڈا

مسلّط ہی رہا بیوی کا چپّل فرقِ عالی پر
میاں نے لاکھ باندھا ڈنڈ پر تصویر اور گنڈا

میاں نے جب کبھی خیرات مانگی حُسنِ خوباں کی
تو بیوی نے میاں کا کر دیا سینڈل سے سر منڈا

غضب ہے قہر ہے اللہ یہ کیسی قیامت ہے
میاں کے سر پہ لہراتا ہے بیوی جان کا جھنڈا

سمجھدار و سمجھ کر سوچ کر کرنا نئی بیوی
سمجھ لیجئے بُری بیوی کا ہوتا ہے بُرا پھندا

میاں کے سر پہ جب دیکھا نشان چپّل و سینڈل
حواس و ہوش سرورؔ ہوگئے میرے پرا گندہ

بابا مرا کام آیا

با تری چوکھٹ پر کہنے یہ غلام آیا   ہے شور زمانے میں ولیوں کا امام آیا

نیا کے گلستاں میں رنگ رُخِ گل بن کر   بابا مرے کیا آئے دنیا کا نظام آیا

ے تاج نُما بابا یاں دیکھتے ہی تجھ کو   سجدے میں گرا ساقی اور وجد میں جام آیا

کیا نام مبارک ہے اس نام کے میں قرباں   دل منھ پہ نکل بیٹھا بابا کا جب نام آیا

ہے تجربہ مدّت سے وَاللہ مجھے سرور

جب وقت پڑا مجھ پر بابا مرا کام آیا

تماشائی بنا دوں گا

نہارے غم میں رو کر بزم عالم کو رُلا دوں گا   تمہاری جستجو میں دھجیاں دل کی اُڑا دوں گا

نہارے واسطے شہر خموشاں میں بسا دوں گا   تمہارے نام پر نام و نشاں اپنا مٹا دوں گا

تماشا بن کے دُنیا کو تماشائی بنا دوں گا

۔ تم آئے نہ میرے پاس میری موت ہی آئی   رفیقِ جاں رہی اپنی سب فرقت میں تنہائی

ر یوں ہی رہا سر میں مرے شوقِ جبیں سائی   پہن کر جامہ صد چاک پی کر جام رسوائی

قدم میں وادیٔ پُر خار کی جانب بڑھا دوں گا

نہارے چاہنے والے کی حالت ہوگئی ابتر   تمنا ہے کہ اگر دیکھ لیجئے آخری منظر

بوں پر آگیا دم سینۂ مجروح سے کھنچ کر   نہ تم آئے اگر بالیں پہ میری داستاں سُن کر

بساطِ زندگی دنیا سے میں فوراً اُٹھا دوں گا

صَبا جا کر کہہ دینا چمن کے نونہالوں سے   ملو پہلے قضا سے پھر ملو تم حُسن والوں سے

برائے وصل سرگرداں ہوں میں واللہ سالوں سے   کہے دیتا ہوں میں دل کی تڑپ اِک شب کے نالوں سے

کسی دن دیکھ لینا عرش کا پایہ ہلا دوں گا

درِ سُلطانی نظر سے نہ دستِ ویس قرنی سے   مجھے جو کچھ ملا گنجینۂ سرکار مدنیؐ سے

مری ہے شمع دل روشن حسینی اور حسنی سے   کسی نے ایک مُردے کو جلایا قم باذنی سے

تمہارا نام لے کر سیکڑوں مُردے جلا دوں گا

تمہیں نے طُور پر موسیٰؑ کے ارمانوں کو تڑپایا   تمہیں نے چاہ میں یوسفؑ کو بے تقصیر پہنچا

تمہیں نے شرع بن کر پوستیں شمسِ کھنچوایا   تمہیں نے دار پر منصور کی ہمت کو چڑھا

اگر تم چاہتے ہو ایک دن میں سر کٹا دوں گا

ازل ہی سے فدائے احمدؐ مختار ہوں زاہد   علیؓ کے لاڈلوں کا خاص خدمتگار ہوں زاہ

شرابِ معرفت سے دیکھ میں سرشار ہوں زاہد   اگر ہے شوق پینے کا تو میں تیار ہوں زاہ

میرا ساقی سخی ہے تجھ کو تھوڑی سی دِلا دوں گا

نہ مجنوں کی نظر ہوں میں نہ لیلےٰ کی ادا ہوں میں   بہارِ بوستاں ہوں میں نہ بُلبل کی صدا ہوں میں

نہ حوروں کا ثناخواں ہوں نہ مداحِ جناں ہوں میں   سگِ بابِ حریمِ شافعِ روزِ جزا ہوں میں

خدا پوچھے گا جب مجھ سے تو یہ سرور بتا دوں گا

کھٹمل

ہیں حد سے سِوا آپ کے دربار میں کھٹمل

اس گاؤں کے ہیں کوچہ و بازار میں کھٹمل

اس گاؤں میں کیا ہوگئے سنسار میں کھٹمل

گرسی میں پلنگ میں درو دیوار میں کھٹمل
بندوق کی تلوار کی ہیں دھار میں کھٹمل
اللہ رے تلوار کی ہیں دھار میں کھٹمل
ہر سمت نظر آتے ہیں گلزار میں کھٹمل
ہر برگ میں ہر پھول میں ہر خار میں کھٹمل
رفتار میں گفتار میں رُخسار میں کھٹمل
آتے ہیں نظر حُسنِ طرح دار میں کھٹمل
کس طرح سے نیند آئے کوئی جا نہیں خالی
ہیں جلوہ نُما دیکھیے گھر بار میں کھٹمل
تکیے میں ہزاروں ہیں تو بستر میں ہیں لاکھوں
ہیں حد سے فزوں چادرِ دِلدار میں کھٹمل
پتلوں میں بکر میں قمیصوں کے شکن میں
انگیاں میں گھسے ساڑی و شلوار میں کھٹمل
مجھ کو ہے یقیں جسم کے ہر حصّے میں ہوں گے
جب یار کے ہیں گیسوئے خمدار میں کھٹمل
دھوتی میں لنگوٹی میں دوپٹے میں بھرے ہیں
برقعہ میں ہیں خرقہ میں ہیں دستار میں کھٹمل
بے پَر میں ہوں یا ہوں تن پروار میں کھٹمل

جانا نہ کبھی بھول کے پچھتاؤ گے ورنہ
ہیں تیغ بکفِ حُسن کے بازار میں کھٹمل
میں وہ ہوں بہادر شب تاریک میں مجھ سے
مارا نہ گیا ایک بھی سَو وار میں کھٹمل
غش کھا کے گرے زیرِ پلنگ ہائے شب وصل
سرؔور نے جو دیکھا نظر یار میں کھٹمل

سُنّی اور وہابی

ایک سُنّی اور وہابی میں مقالہ ہو گیا — ہر کے سُنّی سے وہابی مرنے والا ہوگیا
یوں کہا سُنّی نے کیوں بلّی کی خالہ ہوگیا — تیری قسمت سے کا وہابی بند تالا ہوگیا
دل تو کالا تھا ترا اب منہ بھی کالا ہوگیا

جوڑ کر ہاتھوں کو سُنّی سے وہابی نے کہا — توبہ کرتا ہوں وہابیت سے با صدق و صفا
دل سے کہتا ہوں محمدؐ سب کے ہیں حاجت روا — سُن کے سُنّی نے لیا اس کو کلیجے سے لگا
اور کہا رتبہ ترا او اللہ بالا ہوگیا

اے مسلماں تو وہابیت سے دامن کو بچا — کیوں کہ یہ ناپاک ناقص ہے وہابی سلسلہ
دیکھتے آئے ہیں مدّت سے یہی ہم جا بجا — مکر کی زنبیل لے کر جو وہابی جب اُٹھا
سُنّی جانباز کے مُنہ کا نوالہ ہوگیا

اے وہابی اس سے بہتر کوئی ہوسکتا نہیں — اے وہابی اس سے بڑھ کر کوئی ہوسکتا نہیں
اے وہابی اس کا ہمسر کوئی ہوسکتا نہیں — اے وہابی کا کوئی کچھ بھی کر سکتا نہیں
جس کی ہر شئے کا نگہباں حق تعالیٰ ہوگیا

اے وہابی کر نہ دنیا میں وہابیت کا شور — خواہش جنت اگر ہے دے بدل کفرانہ طور
سرؔور شوریدہ کہہ دو یہ وہابی سے بہ زور — ہے یہی قول خدا قرآن میں آ سُن بہ غور
خُلد اس کی جس کی جانب کملیؐ والا ہوگیا

مُسکراتے نہ جاؤ

خدا کے لئے رُخ سے آنچل اُٹھا کر گلی سے مری مسکراتے نہ جاؤ

نگاہیں ملا کر دلِ مضطرب کی پریشانیوں کو بڑھاتے نہ جاؤ

کسی غم زدہ کو نہ طعنیں سناؤ کسی اہلِ غم کو نہ ہنس کر رُلاؤ

اگر جا رہے ہو یہ صَد شوق جاؤ مگر جھومتے گنگناتے نہ جاؤ

تلاطم نُما زُلفِ پیچاں بنا کر ستم خیز آنکھوں میں سُرمہ لگا کر

شرر بار جلوؤں کا منظر دکھا کر مرا نقشِ ہستی مٹاتے نہ جاؤ

لبوں پہ مریضِ محبت کا دَم ہے کسی کی صَدا آرہی دَم بہ دَم ہے

تمہیں اپنی زُلفِ دوتا کی قسم ہے ترانہ محبت کا گاتے نہ جاؤ

جو پیش نظر یہ پریشانیاں ہیں یہ سب عشق کی کارفرمائیاں ہیں

مری دُشمنِ جان خود بجلیاں ہیں نشمین مرا تم جلاتے نہ جاؤ

اگر سامنے ہو کوئی ماہِ پیکر نکل جاؤ خاموش گردن جھُکا کر

شہیدِ محبت کی آنکھوں سے سرورؔ کبھی آنکھ اپنی لڑاتے نہ جاؤ

معین الدینؒ قطب الدینؒ فریدالدینؒ علاء الدینؒ

کرم فرمایئے وقتِ مدد ہے باباتاج الدینؒ

شہید کربلا

تری راہ میں شہِ کربلا نے تمام گھر کو لُٹا دیا

جو نہ ہو سکا کسی اور سے اسے کر کے تجھ کو دکھا دیا

ہوئے دشت و خار میں جلوہ گر چمنِ رسُول کو چھوڑ کر

یہ حُسینؓ ہی میں کمال تھا جو سوادِ عیش بھُلا دیا

یہ حُسینؓ کہتے تھے بار بار اے کرم نواز ترے نثار

جو رضا ہو تیری کریم کر، سرِ عجز میں نے جھُکا دیا

گری بَرق چرخ سے ٹوٹ کر ابھی سجدے سے نہ اُٹھا تھا سر

کہ لعیں نے خنجرِ تیز رَو کو شہ گلے پہ چلا دیا

جگر جنابِ رسُولؐ نے پسر جنابِ بتولؓ نے

جو پلے تھے گود میں ناز سے انہیں جنگلوں میں سُلا دیا

کوئی کہہ رہا ہے بصد اَدا کہ خموش سرورؔ بے نوا

ترا داغِ جُرم حُسینؓ نے تری نظم سُن کے مٹا دیا

نوحہ

حُسینؓ صبر و شکوں کا سبق پڑھا کے گئے گئے مگر ہمیں راہِ بقا دکھا کے گئے

حُسینؓ زلف نہ دلکش ادا بنا کے گئے خدا کے سامنے شبّیر سر کٹا کے گئے

لٹا کے گھر سرِ میداں کٹا کے سر اپنا حُسینؓ ہوتی ہوئی خلق کو جگا کے گئے

ہم ایک کا بھی نہیں بارِ غم اُٹھا سکتے حُسینؓ ایک بہتّر کا غم اُٹھا کے گئے

پلے تھے جو کبھی آغوشِ ناز میں ان کو حسینؓ جلتی ہوئی ریت میں سُلا کے گئے
حسینؓ کہتے تھے افسوس ہائے صد افسوس گلے پہ اصغرِ بے شیر تیر کھا کے گئے
سکینہ کہتی تھی رو رو کے سوئے خلد بریں چچا گئے نہ مری تشنگی بُجھا کے گئے
گئے نہ یوں حرمِ محترم بہ پیشِ یزید عوض نقاب کے بالوں سے مُنہ چھپا کے گئے

نہ بُت تراش کو سرورؔ نہ بُت شکن کو ملا
خدا اُنہیں کو مِلا جو خودی مٹا کے گئے

منقبت باباتاج الدینؒ

ہست دیدارِ خدا دیدارِ تاج الاولیاءؒ
ہست دربارِ خدا دربارِ تاج الاولیاءؒ

صاحبِ لُطف و کرم سرکارؒ تاج الاولیاءؒ
درسگاہِ اولیاء سرکارِ تاج الاولیاءؒ

جانشینِ احمدؐ مختار تاج الاولیاءؒ
ہم شبیہِ حیدرِ کرّار تاج الاولیاءؒ

گوہرِ درجِ حسنؓ شمع شبستان حسینؓ
نُورِ چشمِ فاطمہؓ سرکارِ تاج الاولیاءؒ

تاج الدیں نُور مبیں گلدستۂ عرشِ بریں
مغزِ قرآں مطلعِ انوار تاج الاولیاءؒ

جو خراباتِ جہاں تھے آپ کی سرکار سے
بن کے وہ نکلے دُرِ شہوار تاج الاولیاءؒ

مشعلِ راہ حقیقت آفتابِ معرفت
راز دارِ پردۂ اَسرار تاج الاولیاءؒ

ہر بلائے ناگہانی سر سے سرورؔ ٹل گئی
جب کہا میں نے کہ یا سرکار تاج الاولیاءؒ

کیا جانیں

معصوم صفت ہیں آپ ابھی اندازِ زمانہ کیا جانیں
نادان کسی دل والے کو ہمراز بنانا کیا جانیں

مخمور نگاہوں سے پہلے کچھ درسِ حقیقت لے لیجئے
جو واقفِ رسمِ مذاق نہیں وہ آنکھ لڑانا کیا جانیں

تلوار کے چرکے کھائے نہیں تیروں کے جلو میں آئے نہیں
اک طفلِ صغیر ہیں آپ ابھی شمشیر چلانا کیا جانیں

جو شمع بزمِ صداقت ہیں جو گوہر دُرجِ شجاعت ہیں
لڑتے ہیں اکیلے لاکھوں میں وہ پیٹھ دکھانا کیا جانیں

سوتے بھی نہیں روتے بھی نہیں پژمُردہ ہوتے بھی نہیں
جو مست نظر کے گھائل ہوں وہ شور مچانا کیا جانیں

کھاتے ہیں سخی کھلواتے بھی ہیں دیتے ہیں سخی دِلواتے بھی ہیں
جو حرص کے بندے ہیں سرورؔ وہ دینا دِلانا کیا جانیں

خمار آنکھوں کا

ام موت ہے در پردہ وار آنکھوں کا　خدا کرے نہ کسی کو شکار آنکھوں کا

ائے لاکھ کوئی دل کو دام سے لیکن　پھنسا ہی لیتا ہے دل کو سنگار آنکھوں کا

ا ہی خیر کرے آج بزم رنداں میں　کسی کو ڈھونڈ رہا ہے خمار آنکھوں کا

ائیں لاکھ حلف منتیں ہزار کریں　نہ کیجئے گا کبھی اعتبار آنکھوں کا

مت آگئی دُنیا بدل گئی میری　مقابلہ جو ہوا ہائے چار آنکھوں کا

میں رقیب کسی کا نہ میں کسی کا حبیب　میں اک شہید ہوں پروردگار آنکھوں کا

نہ حُسن کا نہ لبوں کا نہ زلف کا سرور
کروں گا حق سے گِلہ بار بار آنکھوں کا

عجب سُہانا تھا

ر کو نالہ شب گیر کھینچ لانا تھا　نہ انتظار میں یوں شام سے بٹھانا تھا

ر میں ٹھیس تھی دل میں خیالِ جاناں تھا　شب فراق کا منظر عجب سُہانا تھا

ہم نشین تھے کوئی نہ کوئی آب و دانہ تھا　لئے نصیب تھے اُجڑا سا آب و دانہ تھا

تھا چراغ نہ تھی روشنی ستاروں کی　اندھیری قبر سے بدتر غریب خانہ تھا

غنچہ ہائے چمن تھے نہ بُلبلوں کے پرے　خزاں کی دھوم تھی اور یاس کا زمانہ تھا

اشک چشم سے گرتے کبھی گُہر بن کر　مجھے تو شان گھٹا کی فقط گھٹانا تھا

وہاں تلک مری پہنچی صدائے نوحہ گری
خدنگِ ناز کا سرور جہاں ٹھکانہ تھا

ہِلال عید

ہلالِ عید عالم میں عیاں ہے　ہمارا چاند کیا جانے کہاں ہے

منور نُور سے بزمِ جہاں ہے　مگر بے نُور میرا آشیاں ہے

کسی کا گلستاں پھولا پھلا ہے　مری باغ تمنا میں خزاں ہے

مسلّط پنجے پنجے پر مسرّت　مری انگشتِ حیرت درد ہاں ہے

نکلتی ہیں تمنائیں کسی کی　ہمارا شوق معروفِ فغاں ہے

مسرّت خیز ہیں آنکھیں کسی کی　مری آنکھوں میں اِک دریا رواں ہے

تمہاری عید ہو تم کو مبارک　ہماری عید ہم پر نوحہ خواں ہے

وہاں ہوگی ہماری عید سرور
ہمارے درد کا درماں جہاں ہے

کربلا میں

بُلا کر مدینے سے اُف کربلا میں لعیں کھیل کیا دین داروں سے کھیلے

اماں لاَاماں خونِ ناحق سے ہولی حبیبِ خدا کے پیاروں سے کھیلے

گُلستانِ عالم میں خود رفتہ ہوکر بہت سے ہوئے بانی ظلم لیکن

نہ دنیا میں ایسے کوئی کھیل کھیلے جو شامی مصیبت کے ماروں سے کھیلے

کمل جس گھڑی ہُر مُلانے چڑھایا خجالت سے خورشید نے مُنہ چھپایا

اندھیرا گلستانِ عالم میں چھایا جو اصغرلہو کے پھوہاروں سے کھیلے

عزیز و اقارب نہ اپنے پرائے نہ بھائی بھتیجے نہ بیٹے نہ بھانجے

یہ طرفہ تماشہ کہ بھوکے پیاسے حُسینؑ ایک تنہا ہزاروں سے کھیلے

غضب ہے غضب ہے لہو میں نہائے عجب بے کسی سے سروں کو کٹائے
وہی بے کفن کربلا میں پڑے ہیں مدینے میں جو گاہواروں سے کھیلے
ہوئی بے ردا شیرِ یزداں کے جائی تجھے اے فلک اس پہ غیرت نہ آئی
امامِ زماں پا بہ زنجیر ہو کر ستم ہے ستم خیز خاروں سے کھیلے
سُنتا ہوں مدّت سے واللہ سرورؔ سن میں بندھے پا برہنہ کھُلا سر
حرم شاہ کے قید خانے میں جا کر بہت کچھ غموں کے نظاروں سے کھیلے

مُقدّر بنا دیجئے

حُسن خوبی کا جلوہ دکھا دیجئے
ترانی کا جھگڑا مٹا دیجئے

حوصلہ عاشقوں کا بڑھا دیجئے
ہلا کر ذرا مُسکرا دیجئے

مَست بادہ کشوں کو بنا دیجئے
جی بھر کے جی سے پلا دیجئے

آگ سینے میں ایسی لگا دیجئے
قیامت نہ میرے بُجھائے بُجھے

میرا بگڑا مُقدّر بنا دیجئے
رحمت سے اے دستگیر جہاں

راستہ خضر بن کر بتا دیجئے
خلق گم کردۂ راہ ہوں

سرکشوں کے سروں کو جھکا دیجئے
کر نصرٌ مِنَ اللہ وَفتحٌ قریب

اُف زباں سے نہ سرورؔ کریں گے کبھی
دھجیاں دل کی چاہے اُڑا دیجئے

زندہ ہوجائے

جلوہ گر بزم میں گر جلوۂ جاناں ہوجائے
بے خبر ہستی موہوم سے دنیا ہوجا

بے حجابی سے اٹھا دیں جو کہیں رخ نقاب سے
بحر حیرت میں ابھی غرق تمنا ہوجا

جذبۂ عشق وہ اعجاز نُما ہیں تیرے لب
مُردہ دل بھی تری آواز پہ زندہ ہوجا

درد جب بڑھتا ہے ہر تارِ نفس کہتا ہے
یا خدا درد کا درماں کوئی پیدا ہوجا

دستِ تدبیر کسے کہتے ہیں قسمت کیسی
تو جو چاہے تو یہ قطرہ ابھی دریا ہوجا

باندھ لیجئے کمر شوقِ مدینہ سرور
کیا عجب ہے سفرِ خانہ کعبہ ہوجائے

ذرا دیکھتا جا

ذرا جانے والے اِدھر دیکھتا جا
بصد ناز مت نظر دیکھتا

کسی مرنے والے کو اے جانے والے
اُٹھا کر نظر اک نظر دیکھتا

تجھے اپنی اُٹھتی جوانی کا صدقہ
جنازہ مرا فتنہ گر دیکھتا

جوابِ عریضہ اگر چاہتا ہے
نشانِ لحد نامہ بَر دیکھتا

ترا تیر خوردہ تری جستجو میں
تڑپتا ہے شام و سحر دیکھتا

یہ سرورؔ عجب بے کسی سے قفس میں
پھڑکتا ہے بے بال و پَر دیکھتا جا

نہیں کرتے

اہلِ ایماں خطا نہیں کرتے ‏ روح کو بد نُما نہیں کرتے
جو بُرے ہیں بھلا نہیں کرتے ‏ جو بھلے ہیں بُرا نہیں کرتے
مُجرم تو مُجرم ناروا باتیں ‏ بخُدا با خدا نہیں کرتے
عاشقانِ خدا خدا کے سوا ‏ غیر سے التجا نہیں کرتے
رنج و غم میں بہ شوق دِل والے ‏ شُکر کرتے گِلہ نہیں کرتے
ملتے ہیں گنج گوہر معنی ‏ ہر کسی کو مِلا نہیں کرتے
ہیں زمانے میں بے وفا ایسے ‏ وعدہ کرتے وفا نہیں کرتے
یاد رکھنا کہ پھول مُرجھائے ‏ اے جوانو! کِھلا نہیں کرتے
لاکھ ہم پر جفا کرے کوئی ‏ ہم کسی پر جفا نہیں کرتے

لاکھ کوئی کرے کسی کی بدی
سرورؔ بے نوا نہیں کرتے

سفر بیتُ اللہ

ادب سے سُوئے حرم جب قدم اُٹھاتے ہیں
قدم قدم پہ عجب لُطف ہم اُٹھاتے ہیں
صدائے صَلِّ علیٰ ہر قدم پہ آتی ہے
خدا کی راہ میں جتنے قدم اُٹھاتے ہیں

ہمیں خوشی ہے کہ بگڑی چلے بنانے ہم
نہ جانے کیوں رُفقاء بارِ غم اُٹھاتے ہیں
ہر اک نگاہ سلامت رَوی کو تکتی ہے
قدم جو زائرِ کعبہ بہم اُٹھاتے ہیں
نماز پڑھتے ہیں گاہے طواف کرتے ہیں
عجیب لُطف خدا کوئی قسم اُٹھاتے ہیں
گرا طواف میں گر کوئی ناتواں اس کو
مَلک پہنچ کے بہ جاہ و حشم اُٹھاتے ہیں
وہ خوش نصیب ہیں قسمت کا ان کی کیا کہنا
جو اپنی پلکوں سے خاک حرم اُٹھاتے ہیں
اُدھر غریبوں کے بگڑے نصیب بنتے ہیں
جدھر حضور نگاہِ کرم اُٹھاتے ہیں
مجھے یہ ناز ہے مجھ ایسے بے نصیب کا ناز
سراج بزم عرب وَ العجم اُٹھاتے ہیں
فلک سے رحمتِ حق کا نزول ہوتا ہے
جو نعمت لکھنے کو سرورؔ قلم اُٹھاتے ہیں

اچھا ہوا نہیں

ساقی کی بزمِ پاک سے میکش اُٹھا نہیں
جب تک شراب ناب سے کاسہ بھرا نہیں

زاہد خدا گواہ کسی کی خطا نہیں
بوتل ہٹی نہ مُنہ سے تو مُنہ بھی ہٹا نہیں

پیتا ہوں ساتھ یار کے خلوت میں بیٹھ کر
ساغر سے پوچھئے کبھی تنہا پیا نہیں

بھولوں گا حشر تک نہ دل آویزیاں تری
تجھ سا کمالِ عشق کوئی دوسرا نہیں

وہ کون سا ہے دل جو نہیں مُبتلائے درد
وہ کون سی ہے آنکھ جو گریہ کُنا نہیں

نُسخے لکھے مسیح نے لاکھوں پئے شِفا
لیکن مریضِ غم کبھی اچھا ہُوا نہیں

آنکھیں کھُلی ہیں بعدِ فنا بھی مزار بھی
دعویٰ یہ ہے چراغِ تمنا بُجھا نہیں

لاکھوں ہزاروں سینکڑوں جانباز ہیں مگر
سرورؔ کے درد کا کوئی درد آشنا نہیں

کس پہ دعویٰ کروں

ہوش اتنا نہیں کس نے مارا مجھے نام لُوں کس کا میں کس کو رُسوا کروں
میں نے قاتل کی صورت بھی دیکھی نہیں خون کا کس طرح کس پہ دعویٰ کروں

کس نے بے زر کیا کس نے بے گھر کیا درد کس نے دیا کس نے رُسوا کیا
میری قسمت ہی جب مجھ سے بیزار ہے میں کسی سے کسی کا گِلہ کیا کروں

جائے انصاف ہے اے مرے ہمنشیں گر اُٹھاؤں نہ بارِ الم کیا کروں
ٹوٹ جائے ابھی تقویٰ دل مرا گر تمہاری جفاؤں کا شکوہ کروں

اپنے مرنے کا مجھ کو نہیں کوئی غم غم اگر ہے تمہاری جُدائی کا غم
تم سے ہم چھٹ گئے ہم سے تم چھٹ گئے آہ اس کے سوا کیا کہوں کیا کروں

اس قدر ہو کشش دل کے آئینے میں مَیں تمہیں کھینچ لوں تم مجھے کھینچ لو
میں تمہارا ہوں تم ہو مرے سامنے تم مجھے اور میں تم کو دیکھا کروں

زاہد بے خبر کعبہ و دَیر میں تو یہ کہتا ہے معبُود موجود ہے
تو ہی بتلا کروں میں طوافِ حرم یا صنم خانے میں جاکے پُوجا کروں

خواہشِ زندگی ہے نہ خوفِ فنا
حسرتِ حُور و غلماں نہ شوقِ جناں
مُدعا ہے یہ سرورؔ کا یارب ترا
آخری دار پہ چڑھ کے سجدہ کروں

یا محمدؐ سلہا شداز تو میخواہم تُرا
یا محمدؐ حاجتم راچوں نمی سازی روا

پھلتا نہیں ہے

نہیں جس میں تاب و توانی وہ دریا کبھی بندہ پرور اُبلتا نہیں ہے

گلستانِ عالم میں مجبور ہو کر شکستہ شجر جیسے پھلتا نہیں ہے

نہ برباد کرنا جوا نوجوانی کسی صاحبِ محسن کی زد میں آ کر

خدا کے لئے یہ مثل یاد رکھنا جو مُرجھا گیا گل وہ کِھلتا نہیں ہے

عجب کچھ محبت سے اہلِ محبت کتابِ محبت میں یوں لکھ رہے ہیں

نکالے کوئی لاکھ زنبور لے کر محبت کا کانٹا نکلتا نہیں ہے

کسی کارِ منصب میں تاخیر کرنا مناسب نہیں وقت بہتر جو آئے

جو کرنا ہے کر شوق سے کرنے والے گیا وقت ڈھونڈے سے ملتا نہیں ہے

رہے تیرا آباد میخانہ ساقی پلا دے چھلکتا ہوا ایک ساغر

بڑھی اس قدر تشنگی ہے کہ میرے سنبھالے مرا دِل سنبھلتا نہیں ہے

گھٹائے گھٹے گا بڑھائے بڑھے گا

دبائے دبے گا نہ روکے رُکے گا

جو ہونا ہے سرور وہ ہو کر رہے گا

لکھا دستِ قدرت کا ٹلتا نہیں ہے

بادۂ خوار دیکھ

ترچھی نظر سے اے قضا مجھ کو نہ بار بار دیکھ

اہلِ جہاں کے حق ابھی مجھ پہ ہیں بے شمار دیکھ

جن کے لئے ازل ہی سے تھی میری وقف زندگی

ان کے چمن سے جا رہی پھیر کے مُنہ بہار دیکھ

سُن کے مرا کلامِ غم موت نے ڈانٹ کر کہا

حُجتِ ناروا نہ کر مرضی کروگار دیکھ

تیری مجال کیا رہے عالمِ فتنہ ساز میں

جب نہ رہے جہاں میں دین کے تاجدار دیکھ

خُرد ہو یا کہ ہو کلاں اس کی حیات ہے کہاں

تیرِ قضا کا ہو گیا جس کے جگر کے پار دیکھ

رہ گئی بزم دیکھتی بُجھ گئی شمع زندگی

کوئی کفیل ہو سکا یار نہ غم گُسار دیکھ

آئے تھے جس طرح سے کل آج اسی طرح سے ہم

سُوئے مزار جا رہے سرور بادہ خوار دیکھ

خاکِ آستاں ہوتی

[ ]ہوتی نہ گھر میں مرے خزاں ہوتی — تم ہوتے اور حقیقت کی داستاں ہوتی

[ ]رے دم سے مری زندگی ہے وابستہ — تمہیں نہ ہوتے تو یہ زندگی کہاں ہوتی

[ ]ں نہیں تو مکاں جائے قید سے بدتر — مکیں کی ذات ہی اک زینتِ مکاں ہوتی

[ ]وقت اور یہ صحبت بہت غنیمت ہے — خدا یہ جانے مُلاقات پھر کہاں ہوتی

[ ] گردشِ ایّام گر نہ میں ہوتا — جُدا نہ مجھ سے مری شاخِ آشیاں ہوتی

[ ]ات کی دنیا بھی کوئی دنیا ہے — کبھی ضعیف سراپا کبھی جواں ہوتی

یہ آرزو دلِ سرورؔ کی ہے کہ بعد فنا
میں ہوتا اور تری خاکِ آستاں ہوتی

نگاہیں ہماری

اگر زندگی آپ چاہیں ہماری — گلے سے نکالیں نہ باہیں ہماری

کھڑے لاکھ خوبانِ عالم ہے لیکن — تمہیں پر جمی ہیں نگاہیں ہماری

کبھی ہم اُٹھے جب تلاش جنوں میں — تمہیں روک لیتے ہو راہیں ہماری

تماشائے بے چارگی دیکھ لینا — کبھی رنگ لائے گی آہیں ہماری

نظر بند یا پا بہ زنجیر کر دو
شکایات سرورؔ بجا ہیں ہماری

کاش سجدے مرے وہاں ہوتے

آپ کے نقشِ پا جہاں ہوتے — کاش سجدے میرے وہاں ہو[ ]

دیکھتے جب ہیں اضطراب جبیں — سجدے آپس میں نوحہ خواں ہو[ ]

ہم بھی ہوتے کسی چمن کی بہار — آپ گر ہم پہ مہرباں ہو[ ]

پھوٹتے گر نہ آبلے دل میں — اشک آنکھوں سے کیوں رواں ہو[ ]

سر میں آنکھوں میں مضمر دل میں — تم نہ ہوتے تو ہم کہاں ہو[ ]

گر سمجھتے شباب ناقص ہے — ہم نہ ہرگز کبھی جواں ہو[ ]

عاشقِ حُسن، حُسن کے سَودے — یاد رکھنا بڑے گراں ہو[ ]

عاشقوں کا ہجوم رہتا ہے
سرورؔ بے نوا جہاں ہوتے

دُعا کے سہارے

نہ پیتا ہوں دلکش ہوا کے سہارے نہ پیتا ہوں رنگیں گھٹا کے سہارے

میں پیتا ہوں ساقی ترا نام لے کر ترا جام تیری رضا کے سہارے

نہ کھانے سے رغبت نہ پینے سے مطلب نہ سونے سے نسبت نہ رونے سے فرصت

مری زندگی کٹ رہی بندۂ پرور خدا جانے کس دُعا کے سہارے

مجھے زاہد مُردہ دل تم نہ سمجھو میں وہ زندہ دل دوستو بادہ کش ہوں

گِرا جب کبھی پی کے میں بیخودی سے اُٹھا جذبۂ پارسا کے سہارے

سِتم خیز موجیں شرر بار طوفاں مخالف ہوا میں مگر سُوئے ساحل

خراماں خراماں چلی جا رہی ہے مری کشتی، دل خدا کے سہارے

خدا کے لئے زاہدانِ جہاں تم ہماری سلامت روی کو نہ دیکھو
پہنچ جائیں گے منزل معرفت تک کبھی ہم کسی رہنما کے سہارے

قدم زن رہا زاہدِ خشک لیکن نہ پہنچا کبھی منزل معرفت تک
بہ فضلِ خدا جا کے پہنچا خدا تک گنہ گار جُرم و خطا کے سہارے

اگر صاحبِ عقل ہے مَردِ دانا مری بات بہرِ خدا یاد رکھنا
ترا غرق ہو جائے گا دم میں بیڑا رہا گر کسی بے وفا کے سہارے

نبی دونوں برحق تھے بالا و برتر
مگر فرق اتنا تھا سُنتا ہوں سرور
کلیم خدا تھے عَصا کے سہارے
حبیبؐ خدا تھے خدا کے سہارے

چاند تاروں سے کھیلے

بہ جوشِ مسرّت بہاروں سے کھیلے بہاروں میں دلکش نظاروں سے کھیلے
گلوں میں گھِرے، گاہ خاروں سے کھیلے جُنوں میں کبھی سنگ پاروں سے کھیلے
کبھی ہم گریباں کے تاروں سے کھیلے

بہک کر کبھی کوہساروں سے کھیلے کبھی جا کے دریا کے دھاروں سے کھیلے
کبھی چشم نرگس کے واروں سے کھیلے کبھی بجلیوں کے شراروں سے کھیلے
غرض ایک ہم اور ہزاروں سے کھیلے

کوئی صاحبِ زہد منبر سے کھیلا کوئی صاحبِ دل تصوّر سے کھیلا
کوئی بادہ کش پی کے ساغر سے کھیلا کوئی ماہ وش ماہ پیکر سے کھیلا
مگر ہم تمہارے اِشاروں سے کھیلے

زباں بند خاموش دامن بچھائے تمنّائیں روتی رہیں سَر جھکائے
تڑپتا رہا شوق سینہ دبائے شبِ وصل وعدے پہ جب تم نہ آئے
تو ہم صبح تک چاند ستاروں سے کھیلے

کماں اپنی اپنی سبھی تانتے ہیں مگر ہم کسی کی نہیں مانتے ہیں
پریشاں پریشاں کو پہچانتے ہیں محبت کے کھیلوں کو ہم جانتے ہیں
کہ ہم عمر بھر سنگ پاروں سے کھیلے

نہ سرورؔ کبھی اہلِ شوکت سے کھیلے نہ سرورؔ کبھی اہلِ حشمت سے کھیلے
نہ سرورؔ کبھی اہلِ صورت سے کھیلے نہ سرورؔ کبھی اہلِ دولت سے کھیلے
جو کھیلے کبھی خاکساروں سے کھیلے

ڈھونڈنے تجھ کو جائے کیوں

کوئی جنابِ عشق سے جان کے دل لگائے کیوں
دل کو پھنسا کے دام میں دام سے پھر چھڑائے کیوں

میری نِگاہِ ناز سے آنکھ کوئی لڑائے کیوں
جس کو عزیز جان ہو میری گلی میں آئے کیوں

میں وہ اَلَستِ مست ہوں اپنی مجھے خبر نہیں
واعظِ فتنہ سَاز تو مسئلہ مئے سُنائے کیوں

دَورِ خزاں قریب سے غنچوں کا اعتبار کیا
تِنکوں کو چُن کے آشیاں طوطیِٔ دل بنائے کیوں

میں نہ ترا رقیب ہوں میں نہ ترا حبیب ہوں
خاک مرے مزار کی بادِ صبا اُڑائے کیوں
دیدۂ چشم میں نہاں مُضمر دل ترا مکاں
سرور بے نوا کہیں ڈھونڈنے تجھ کو جائے کیوں

آیا جایا کرو

لے کے جام وصُراحی مرے ہمنشیں جب کبھی سامنے میرے آیا کرو
اپنی اٹھتی جوانی کی تم کو قسم جس قدر پی سکوں میں پلایا کرو
تم بنو ساقیا میں بنوں بادہ کش تم صُراحی بنوں جام بن جاؤں میں
میں پلاؤں تمہیں، تم پلاؤ مجھے لطف یُوں زندگی کا اُٹھایا کرو
درمیاں سے حجابوں کے پردے اُٹھیں تم ہمارے بنو ہم تمہارے بنیں
تم جو خاموش ہو ہم ہنسایا کریں ہم جو رُوٹھیں ہمیں تم منایا کرو
مُقتضائے محبت یہی دوست ہے محفل یار یا بزمِ اغیار ہو
سینہ سینے سے ملنا جو دشوار ہو آنکھ سے آنکھ ہی تم مِلایا کرو
ہوں خبردار ذرّے نہ شبنم اُٹھے رہگذر کی ہوا بھی نہ پائے ہوا
بننے پائے نہ نقش قدم بر زمیں کوئے جاناں میں یوں آیا جایا کرو

ایک جا آج ہم اور تم ہوگئے
دُور سرور جدائی کے غم ہوگئے
اب مسرّت کے ہم گیت گایا کریں
عیش کی بانسری تم بجایا کرو

رنگِ فقیرانہ

قیامت تک رہے ساقی ترا آباد میخانہ
پلائے جا مجھے بھر بھر کے پیمانے پہ پیمانہ
جو دیتا ہے تو دے ایسی مئے وحدت کے پیاسوں کو
کہ پیتے ہی نظر بے پَردہ آئے روئے جانانہ
اگر ساقی نہیں باقی کوئی قطرۂ صُراحی میں
تو تلچھٹ ہی عطا کر دے بہ اندازِ کریمانہ
سراپا خاک آلودہ پریشاں تیری گلیوں میں
سُنا ہے تیرا دیوانہ پھرا کرتا ہے روزانہ
نہ دن کو چین ملتا ہے نہ شب کو نیند آتی ہے
الٰہی ایسے جینے سے مرا بہتر ہے مَر جانا
نہ میرے پاس زر باقی نہ میرے پاس گھر باقی
خرابات جہاں ہوں میں کروں کیا پیش نذرانہ
بٹھا سکتا ہے مجھ کو کون انساں تخت شاہی پر
مری تقدیر میں جب لکھ چُکا معبُود دیوانہ
ابھی پھرتا ہوں میں صحرا بہ صحرا کُو بہ کُو سرور
کسی دن رنگ لائے گا مرا رنگِ فقیرانہ

بام پر ماہتاب آیا ہے

آپ کا کیا شباب آیا ہے بام پر ماہتاب آیا ہے
چشم بددور کیا شباب کے ساتھ حُسن بھی لاجواب آیا ہے
آپ کی بارگاہ علی سے شوق دل کامیاب آیا ہے
خیر یارب ہو بزم مُطرب لے کے چنگ و رُباب آیا ہے
آپ اس طرح آئے ہیں جیسے کوئی پی کر شراب آیا ہے
میرے خط کا جواب کیا آیا اک نیا انقلاب آیا ہے

کوئی سرورؔ کسی کا یار نہیں
وقت ایسا خراب آیا ہے

غم کی داستاں ہے

نہ کوئی قریب ہمدم نہ کوئی رفیقِ جاں ہے
مرے چارہ ساز آ جالبِ گور ناتواں ہے

نہ زمیں پہ گامزن ہے نہ فلک پہ جلوہ فرما
میں تلاش کررہا ہوں مرا رازداں کہاں ہے

مرے ہمنشیں نہ پوچھو میں وہ بے نشاں ہوں انساں
مرا دائرہ جہاں میں و چمن نہ آشیاں ہے

سرِ دار جب کٹے سر نہ زباں سے آہ نکلے
نہ پھڑکنے پائے لاشہ کہ مقامِ امتحاں ہے

نظر آرہا فلک پر جو تمہیں سیاہ بادل
نہیں دوستو یہ بادل مری آہ کا دھواں ہے

کوئی نکتہ واں سے کہدے نہ اُٹھائے حرفِ ناقص
یہ غزل غزل نہیں ہے مرے غم کی داستاں ہے

کبھی خانہ حرم میں کبھی خانۂ صنم میں
جسے ڈھونڈتا ہے سرورؔ ترے دل میں وہ نہاں ہے

جلوہ تیرا

جب سے سر میں مرے پیدا ہوا سودا تیرا
مجھ کو ہر شئے میں نظر آتا ہے جلوہ تیرا

چھوڑ دیتے چمنستانِ جہاں کو موسیٰؑ
دیکھ لیتے جو کہیں حُسنِ سراپا تیرا

شان تو دید ہے صورت ہے تری نادیدہ
کس طرح کھینچے مصوّر کوئی نقشہ تیرا

کوچۂ احمدؐ مختار میں جو ڈھونڈے گا
اس کو مل جائے گا اک آن میں رستہ تیرا

یا الٰہی یہ تمنّا مری پوری کردے
قبل از موت کے میں دیکھ لوں کعبہ تیرا

کیوں نہ سیراب ہو سرورؔ سا پیاسا پی کر
ہر گھڑی جب ہے رَواں فیض کا دَریا تیرا

محمدؐ کی حسیں زُلف کے دیوانے

مئے نہ مئے نوش نہ ساقی ہے نہ میخانے میں
بزمِ رنداں نہ چھلکتے ہوئے پیمانے میں
مُطرب و ساز نہ ہنگامہ نُما گانے ہیں
آج ہمراہ نہ اپنے ہیں نہ بیگانے ہیں
ہم ہیں اور قبر ہے گزرے ہوئے افسانے ہیں

قبر میں آکے فرشتوں نے اُٹھا کر پوچھا
رَب ترا کون ہے کیا دین ہے جلدی بتلا
ہم نے جھنجلا کے کہا تم نے ہمیں کیا سمجھا
جس کی پھیلی ہے ضیا فرش سے تا عرش علیٰ
ہم اسی شمع پُر کیف کے پروانے ہیں

سُن کے یُوں کہنے لگا صَلِّ علی صَلِّ علیٰ
واہ رے تیری ادا واہ رے تیرا تقویٰ
حشر تک چین سے سوتا رہے تجھ کو غم کیا
ان کی جنت ہے انہیں کا ہے خدا بھی بخدا
جو محمدؐ کی حَسیں زُلف کے دیوانے ہیں

نیک کر کام نہ کر کوئی تو رُسوائی کا
کیا بھروسہ ہے بھلا دولت ہرجائی کا

یاد رکھ صاحب زر قبر کی تنہائی کا
فرق پر رکھتے تھے کل تاج جو یکتائی کا
آج وہ اور نہ ان کے کہیں کاشانے ہیں

دیکھیۓ! جائیں گے ہمراہ نہ چھوٹے نہ بڑے
ہم چلے جائیں گے رہ جائیں گے سب کام پڑے
جسم پر جنگ کے نو ساختہ ہتھیار جڑے
سامنے دیکھ رہ سرور ملک الموت کھڑے
جان لینے کے لئے تیرو کماں تانے ہیں

تاج والے

تاج والے کا جلوہ نرالا ہے تاج والے کا ہر سُو اُجالا ہے
عرش سے فرش تک بول بالا ہے تاج آغوشِ رحمت کا پالا ہے
تاج والا بڑی شان والا ہے

با ادب بابِ مقبول پر آؤ تم بیٹھ کر اپنی قسمت کو آزماؤ تم
مانگنے والو مانگو نہ شرماؤ تم جھولیاں اپنی بھر بھر کے لے جاؤ تم
تاج والا بڑا دینے والا ہے

دیکھا دنیا نے واتّی کے میدان میں مُردہ زندہ کیا آنؐ کی آن میں
فرق آنے نہ پایا کبھی شان میں یاد جس نے کیا روکے طوفان میں
ڈوبتے کو پہنچ کر نکالا ہے

کوئی پیتا ہے لے لے کے انگڑائیاں کوئی پی کر ہُوائے سُوئے صحرا رواں
کوئی مستی میں کہتا ہے شیریں زباں پی کے لاکھوں ولی بن گئے مہرباں
تاج والے کا ایسا پیالہ ہے

رحم فرما کیوں یا کہ مشکل کشا تاج والے کو جو کچھ کہوں ہے بجا
ایک مدّت سے واللہ ہوں دیکھتا جب کٹھن سے کٹھن وقت مجھ پر پڑا
تاج والے نے سروؔر سنبھالا ہے

خیال رُخِ زیبا نہ گیا

کون عاشق ہے زباں سے جو یہ کہتا نہ گیا
میں گیا سر سے مگر یار کا سَودا نہ گیا

کہنے والے اسے تقلید وفا کہتے ہیں
بعدِ مُردن بھی خیالِ رُخِ زیبا نہ گیا

اپنی ہستی کا نشاں آپ مٹانے کے لئے
قطرہ دریا میں گیا قطرے میں دریا نہ گیا

کملیؐ والے ترے محتاج ہیں سب شاہ و گدا
کون سا گھر ہے کہ جس میں ترا صدقہ نہ گیا

ہوکے سیراب گئے تشنہ لبانِ عالم
میکدے سے ترے ساقی کوئی پیاسا نہ گیا

چشمِ رحمت نے سرِ بزم بُلا کر بخشا
کون سا جُرم تھا سروؔر کا جو بخشا نہ گیا

اشک بہ داماں تیرے لئے

اِک تو ہے تجھے پرواہ ہی نہیں اک میں ہوں پریشاں تیرے لئے
اَملاک لُٹا، گھر بار چھٹا اے سروؔر گلستاں تیرے لئے

افسوس رہے تو لیلیٰ سا باخطر تسکیں محمل میں
میں صورتِ مجنوں چھان رہا ہوں خاکِ بیاباں تیرے لئے

لِلّٰہ کرم کر مست نظر آغوش میں آجا دیر نہ کر
مُدت سے تمنا ہائے مری ہے اَشک بہ داماں تیرے لئے

اے دافعِ غم داروئے اَلم شاید کہ ترا ہو لطف و کرم
اُمیدوں کی راتیں کرتی ہیں تا صبح چراغاں تیرے لئے

دنیا ہی بدل جاتی ہے مری اک نقشۂ بُت بن جاتا ہوں
نالوں سے لپٹ کر روتے ہیں جب رات کو اَرماں تیرے لئے

صحرا میں پھرے تنکے بھی چنے کانٹوں پہ چلے تلوے بھی چھدے
دُکھ درد سہے برباد رہے تا عُمر مری جاں تیرے لئے

دنیا کو مٹایا ہاتھوں سے ایماں کو لُٹایا آنکھوں سے
تیرے ہی سُنہرے جلووں پہ سب ہوگیا قرباں تیرے لئے

پھولوں سے لدے خوشبو میں بسے
دولھا سا بنے کاندھوں پہ چڑھے
آ دیکھ کہ سروؔر جاتے ہیں
یُوں شہر خموشاں تیرے لئے

ساقی

نے کیسی پالا گیا ساقی — مجھ کو بے خود بنا گیا ساقی

ر کے پہلو سے کیا گیا ساقی — آگ دل میں لگا گیا ساقی

م پر جام دے کے معاذ اللہ — میری ہستی مٹا گیا ساقی

میں سینے میں سر میں آنکھوں میں — بن کے سُرمہ سما گیا ساقی

ت بھر کی پیار کی باتیں — وقت رُخصت رُلا گیا ساقی

ل سکتا کبھی نہیں واللہ — بات ایسی بتا گیا ساقی

نوشی کی چاشنی بن کر — میکشوں کو چکھا گیا ساقی

کھول کر بابِ میکدہ سرورؔ
ایک محشر مچا گیا ساقی

خمسہ

زخمِ دل زخمِ جگر میرا دکھانا کام ہے
آپ کا ہر زخم پر مرہم لگانا کام ہے
آپ کی گلیوں میں میرا آنا جانا کام ہے
آپ کا چلمن اُٹھا کر مسکرانا کام ہے
اور میرا دیکھ کر آنسو بہانا کام ہے

آپ کی زُلفِ قیامت خیز کا میں شانہ ہوں
آپ کی چشمِ ستم انداز کا دیوانہ ہوں
آپ کے حُسنِ سراپا ناز کا پروانہ ہوں
آپ ساقی میں فدائے ساغر و میخانہ ہوں
آپ کی دیوڑھی پہ میرا سر جھکانا کام ہے

سیکڑوں کیا یوں تو میں لاکھوں حُسیں زہرہ جبیں
آپ سا معجز نُما کونین میں دیکھا نہیں
یا امام المرسلینؐ یا رحمۃ للعالمیں
اُمتِ عاصی کے ہر جُرم و خطا کو بالیقیں
روزِ محشر آپ ہی کا بخشوانا کام ہے

ہے زمیں بدخواہ میری دشمنِ جاں آسماں
گلشنِ آرام میرا ہوگیا نذرِ خزاں
اے کرم فرمائے عالم دستگیر بیکساں
آپ کا بابِ مُقدّس چھوڑ کر جاؤں کہاں
بندہ پرور آپ کا بگڑی بنانا کام ہے

خُلد کی جاگیر نے مجھ کو نہ شوقِ حُور نے
کردیا مجبور مجھ کو عشق کے ناسُور نے
عشق میں صدمے سہے کیا کیا دلِ رنجور نے
دار پر چڑھ کر صَدا دی حضرتِ منصور نے
عاشقی آساں ہے لیکن سر کٹانا کام ہے

اہلِ دولت کو کوئی دولت جو دِلوائے تو کیا
گر کوئی پھولے چمن میں پھول برسائے تو کیا
جو کہ آسُودہ ہیں سرورؔ اُن کو کھِلوائے تو کیا
صاحبِ تاب و تواں پر رحم فرمائے تو کیا
بے کسوں کی بے کسی میں کام آنا کام ہے

مناجات

بصد عجز دستِ تمنا اُٹھا کر خدا سے دُعائے بقا مانگتا ہوں
خدا کا ہوں بندہ جو کچھ مانگتا ہوں خدا ہی سے صُبح و مسا مانگتا ہوں
جو کچھ دے رہا ہے مجھے بے ضرر دے زیادہ نہ کم مالکِ بحر و بر دے
ہے جتنا مرا ظرف اتنا ہی بھر دے نہیں اور اس سے سِوا مانگتا ہوں
نہ دنیا کی عزّت نہ دنیا کی رفعت نہ دنیا کی شوکت نہ دنیا کی دولت
نہ دنیا نہ دنیا کا تاج حکومت فقط ایک قصرِ جناں مانگتا ہوں
ترانہ قضا کا تلاطم نے چھیڑا لگانے لگا موجِ دریا تھپیڑا
کرے ایک ٹھوکر میں جو پار بیڑا الٰہی میں وہ ناخدا مانگتا ہوں
الٰہی مری دُور کردے شکایت
مجھے نعمتیں خلد کی ہوں عنایت
رہے حشر تک میرا ایماں سلامت
خدا سے یہ سرورؔ دُعا مانگتا ہوں

جام جم

کھول کر بندِ قبا دیکھئے سینہ میرا
آپ نے صبر و سکوں مجھ سے مرا چھین لیا
گرچہ یونہی رہا طوفان مصائب ہر دم
آئیے بہر مدد بہر خدا بہر حُسینؓ
کیوں ڈراتا ہے مجھے نارِ سقر سے واعظ
میں پہنچ جاؤں گا اک آن میں پیش داور
با ادب جھوم رہا بادہ کشوں کا جھرمٹ
جب میں پیتا ہوں گھٹا اُٹھتی ہے میخانے سے
جب جسے چاہتا ہوں دیکھ لیا کرتا ہوں

کس قدر زخم میں دشوار ہے جینا
درد دل دردِ جگر کیوں نہیں چھینا
ڈوب جائے گا کسی روز سفینہ
بیڑا منجدھار میں ہے شاہِ مدینہ
یا محمدؐ کا وظیفہ ہے شبینہ
جذبۂ عشق نبیؐ بن گیا زینہ
دیکھ کر بزم میں پُرکیف قرینہ
چشمِ ساقی کو پسند آگیا پینا
جام جم بن گیا میرے لئے سینہ

اہلِ دل اہلِ نظر دیکھ رہے ہیں سرورؔ
خاک دیکھے گا کوئی کورِ دفینہ میرا

غریب ہوں میں

ستم رسیدہ ہوں مجبور ہوں غریب ہوں میں
شریکِ غم نہیں قسمت وہ بے نصیب ہوں میں
کسی کے پاس گیا گرچہ دردِ دل لے کر
یہ کہہ کے ٹال دیا مجھ کو کیا طبیب ہوں میں
نثار کرتا تھا کل تک جو نقدِ جاں مجھ پر
وہ آج کہتا ہے مجھ سے ترا رقیب ہوں میں

حیاتِ قید کا ذکر بعدِ مُردن بھی
نکل سکوں نہ قفس لیں وہ عندلیب ہوں میں

یہ کیا غریب نوازی ہے اے غریب نواز
گنا ہگار ہوں لیکن ترے قریب ہوں میں

درِ حضور پہ جب میں پہنچ گیا سرؔور
سمجھ میں آگیا میری کہ خوش نصیب ہوں میں

کلیم طُور سے آگے قدم بڑھا دے

خدنگِ ناز کا بارِ اَلم اُٹھا نہ سکے
تھا شوق دید مگر تاب دید لا نہ سکے

کلیم دیکھتے ہی حُسنِ یار کا جلوہ
کچھ ایسے ہوگئے خاموش لب ہلا نہ سکے

یہ شوق جلوہ گہہ ناز تک پہنچے کیا
کلیم طُور سے آگے قدم بڑھا نہ سکے

بتا دیا نظرِ مست نے اِشاروں سے
چھپایا لاکھ مگر رازِ دل چھپا نہ سکے

قضا نے کر دیا افسوس اس قدر عجلت
مجھے بُلا نہ سکے اور آپ آ نہ سکے

خوشی ہے آپ کو اس کی کہ کر دیا رُسوا
ہمیں یہ غم ہے ہمیں آپ آزما نہ سکے

مِٹایا عاشقِ جاں باز کو بہ جور و جفا
حریف عشق مگر عشق کو مٹا نہ سکے

مٹائیں گے خط ہستی کو کیا مرے غم میں
مرے مزار پہ دو پھول جب چڑھا نہ سکے

وہاں پہنچ گئے سَر دے کے سرؔور بے پر
جہاں پہ صاحبِ پرواز اُڑ کے جا نہ سکے

یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

تمہارے طرح دار ظلم و ستم کی کروں بندہ پرور ثنا میں کہاں تک
سلامت رہے آپ کا جذبۂ دل نہ کرنے دیا زیرِ خنجر فغاں تک

گذر گاہِ عالم پہ تیغ جفا سے خدا کے لئے ذبح کیجئے نہ مجھ کو
میں اک جاں نثار محبت ہوں ایسا مرے غم میں روئیں گے پیر و جواں تک

مرے حسرتوں کے مہکتے چمن کو جلا کر کیا خاکِ جس طرح تم نے
چمن تو چمن دیکھ لینا کسی دن تمہارا بھی جل جائے گا آشیاں تک

محبت کے بندے محبت سے دیکھیں شہید محبت کے صبر و سکوں کو
کٹا سَر بھی کھینچی گئی پوستیں بھی مگر حرف شکوہ نہ آیا زباں تک

یہ دنیا نہیں دل لگانے کی جا ہے یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے
جو رکھتے تھے کل تاجِ شاہی سروں پر نہیں آج باقی ہے ان کا نشاں تک

دَبائے دبے گی نہ روکے رُکے گی نہ یہ برق پیکر بجھائے بجھے گی
جلاتی چلی جائے گی سنسناتی مری آہ پہنچے گی سرؔور جہاں تک

اژدھام آئے تو کیا

لاکھ نامے لے کے قاصد صبح و شام آئے تو کیا

جب تلک آئیں نہ ہو ان کا سلام آئے تو کیا

ان کی گلیوں سے نکل کر ٹھوکریں کھاتے ہوئے

ہم چلے آئیں تو پھر وہ زیرِ بام آئے تو کیا

ساقی و میخانہ ہو اور بادہ و پیمانہ ہو

جب تلک میکش نہ ہو گردش میں جام

وصل کی شب انتظارِ یار میں کٹ ہی گئی

اب صبا ہنستی ہوئی لے کر پیام آئے تو کیا

پارسائی میرا شیوہ میں ہوں پابندِ حیا

میرے پہلو میں کوئی نازک خرام آئے تو کیا

میں نوائے عشق خود ہوں میری شیدا شاخ شاخ

سامنے میرے کوئی شیریں کلام آئے تو کیا

زندگی میں پوچھنے والا کوئی سرور نہ تھا

بعدِ مُردن قبر پر اک اِژدہام آئے کیا

جلوۂ جانانہ

جب یاد کبھی آیا ساقی ترا میخانہ — بُلبل سا تڑپ اُٹھا میرا دل دیوانہ

ہر زخم پکار اُٹھا آوازِ جَرس بن کر — عاشق وہی صادق ہے بن جائے جو دیوانہ

کیا فرق رہا باقی انصاف ذرا کر دے — وہ شمع بنے اے دل میں بن گیا پروانہ

اے دل مجھے بتلا دے کیا حال ترا ہوگا — جب آنکھ سے دیکھے گا تو یار کا نشانہ

تو لاکھ چھپا لیکن عاشق نے ترے آخر — ہر شئے میں تجھے دیکھا اے جلوۂ جانانہ

اے چرخِ کہن تو نے کیوں سر پہ بلا ڈالی — یہ سَر نہیں اپنا ہے، ہے یار کا نذرانہ

یوں اہلِ سخن بولے کیا خاک نظر ڈالے

اک بحرِ تجلّی ہے سرور ترا افسانہ

باوضو صبح و شام پیتا ہوں

جب مئے لالہ فام پیتا ہوں — لے کے ساقی کا نام پیتا ہوں

یوں تو پیتا نہیں کبھی زاہد — باوضو صبح و شام پیتا ہوں

قبلہ رُو بیٹھ کر بہ صدق و صفا — پڑھ کے کلمہ کلام پیتا ہوں

گھر میں گہہ گاہ سُوئے میخانہ — چل کے دو چار گام پیتا ہوں

ہاتھ میں لے کے جام ساقی کو — کر کے لاکھوں سلام پیتا ہوں

گِن کے پیتا نہیں ہوں جام کبھی — بے گِنے میں مدام پیتا ہوں

توبہ توبہ نہ کر ارے سرور

کیا شراب حرام پیتا ہوں

جنت کے دربانوں سے کہہ دو

گھبرائیں پریشانوں سے کہہ دو
وہ خود آئیں گے اَرمانوں سے کہہ دو

دب سے شمع محفل جل رہی ہے
جلیں آ آ کے پروانوں سے کہہ دو

ور کر آج وہ نکلیں گے گھر سے
رہیں ہشیار دیوانوں سے کہہ دو

قیقت آشنا بیٹھے ہیں پیاسے
مئے وحدت کے پیمانوں سے کہہ دو

ھٹائیں اُٹھ رہی ہیں اَرغوانی
بہکیں با شوق مستانوں سے کہہ دو

ہیدانِ محبت کو نہ روکیں
دَرِ جنت کے دربانوں سے کہہ دو

رہو گے تم نہ تخت و تاج زرّیں
یہ سرورؔ جا کے سُلطانوں سے کہہ دو

پردہ حریم ناز کا

گر اُٹھا دیجیے کہیں پَردہ حریم کا
پھر تماشہ دیکھ لیجئے عاشقِ جانباز کا

پَر نہیں پر دیکھیے وہ صاحبِ پروانہ ہوں
پَر نہ پائے مُرغ شہ پَر پر مری پرواز کا

کفش برادری کا سہرا باندھ لُوں بالائے سر
کھینچ لے نقشہ مُصَوّر گر مرے انداز کا

جانے والوں سے یہ کہہ دو دیکھ کر رکھیں قدم
راستہ پُر خار ہے ان کی حریم ناز کا

عالمِ حیرت میں رہ جائے گی طبعِ کائنات
تار جب بجتا ہوا ٹوٹے گا مُطرب ساز کا

بُجھ گئی شمعِ تمنّا شوق نے اُف تک نہ کی
یاد تھا انجام کو گویا سبق آغاز کا

دار پر سَر ہے زباں پر ہے اَنَا الحق کی صدا
حوصلہ تو دیکھ لیجیے عاشقِ جانباز کا

شام ہی سے آج سرورؔ جلوہ گاہِ ناز میں
منتظر ہوں میں کسی حسرت بھری آواز کا

دولتِ بے ضرر مل گئی

جس کو محبوب کی خاکِ دَر مل گئی
اس کو اک دولتِ بے ضرر مل گئی

روح کو چین دل کو سکوں مل گیا
جب تمہاری نظر سے نظر مل گئی

تم ملے گیا سر راہ گویا مجھے
اک نئی زندگی سر بسر مل گئی

اس طرح مل گئے دونوں بچھڑے بہم
شیر شیریں میں جیسے شکر مل گئی

پوچھیے کیا ہمارا ٹھکانہ نہیں
پڑ گئے ہم اُدھر جا جدھر مل گئی

بال بکھرائے روتے ہیں شاید کہیں مرنے والے کی ان کو خبر مل گئی

یُوں تو پیتا نہیں مے کبھی شوق سے چھوڑتا بھی نہیں ہوں اگر مل گئی

سرؔور مست کو مست منصور کی

ڈھونڈتے ڈھونڈتے رہ گذر مل گئی

خوف نارِ سَقر نہیں

بہ اُمید وصل نہ جایئے کہ یہ عام راہ گذر نہیں

وہی جائے راہِ مجاز میں جسے اپنی موت کا ڈر نہیں

جو کرے قیام کہاں کرے جو سکوں ملے تو کہاں ملے

یہ وہ راہ راہِ دراز ہے کہیں اس میں حدِ نظر نہیں

جو گیا یہاں سے کہاں گیا جو رُکا تو جا کے کہاں رُکا

جو مِلا تو کس سے کہاں مِلا کسی دوسرے کو خبر نہیں

اسی راہِ عشق میں کھینچ گئیں کسی مست الست کی پوستیں

اسی رہ گذر میں تڑپ رہی کوئی لاش جس پہ کہ سر نہیں

نہ پڑھوں اگر درِ یار پر تو نمازِ عشق کہاں پڑھوں

بہ خدا زمیں پہ مرے لئے درِ یار سا کوئی دَر نہیں

سرِ بزم سرؔور بے نوا کوئی دل جلوں سے یہ کہہ گیا

جو جلے ہیں آتشِ عشق میں اُنہیں خوفِ نارِ سقر نہیں

کرم بے حساب دیکھ چکے

شبِ شباب میں رنگِ شباب دیکھ چکے

سحر سے پہلے ہی تعبیر خواب دیکھ چکے

محاذِ حُسن کی جانب نہ جا خدا کے لئے

تری تڑپ دلِ خانہ خراب دیکھ چکے

ہزار حیف کہ ہم سے کرے وہی پردہ

ہزار بار جسے بے نقاب دیکھ چکے

اسیرِ دامِ مصائب نہ کر ہمیں زاہد

تری نماز ترا پیچ و تاب دیکھ چکے

نمازِ عشق سے بڑھ کر کوئی نماز نہیں

ازل سے اہلِ نظر انتخاب دیکھ چکے

جسے انعام دیا بے طلب دیا تُو نے

سخی ترا کرم بے حساب دیکھ چکے

ترے کرم کے سِوا حرفِ معصیت نہ ملا

گُناہگار کتابِ حساب دیکھ چکے

نگاہِ ناز سے واللہ بارہا سرؔور

یہ کائنات کے ہم انقلاب دیکھ چکے

نئی بہار آئے

پی کے گر یار مست دار آئے — زندگی میں نئی بہار آئے
رات جانے کہاں کٹی اُن کی — صبح آئے تو شرمسار آئے
آپ آجائیں میرے پہلو میں — تا مرے دل کو کچھ قرار آئے
وعدہ وصل پر نہ آئے کبھی — آئے بھی بعدِ انتظار آئے
یا خدا یہ دُعا ہو جلد قبول — لے کے قاصد پیام یار آئے
مجھ کو نفرت ہے جس کی آمد سے — کیوں مرے پاس بار بار آئے

دیکھ سکتے نہیں کبھی سرور
لاکھ کر کے کوئی سنگار آئے

طُور کا خود ہی نظارہ ہوں

نئے چودھویں شب کا چاند ہوں میں نے وقتِ سحر کا تارا ہوں
جس سمت میں چاہوں بہہ جاؤں دریائے جُنوں کا دھارا
اے جذبۂ عشق حقیقت میں جا کر یہ کلیم سے کہہ دے تو
میں طُور کی جانب کیا دیکھوں جب طُور کا خود ہی نظارہ ہوں
جب برقِ فلک جھنجھلا کے کبھی جس گھر پہ گری وہ گھر ہی جلا
جب چاہوں جلا دوں دنیا کو وہ آگ کا میں انگارا ہوں
ناداں طبیب خدا کے لئے تُو نبض پہ میری ہاتھ نہ رکھ
میں تیری قسم بیمار نہیں اک مست نظر کا مارا ہوں

لیلائے دو عالم کو بیٹھا میں ڈھونڈ رہا ہوں تصور میں
کیوں خاک میں چھانوں در در کی مجنوں سا نہیں آوارہ ہوں
میدان میں خلوت خانے میں جب مجھ سے لڑا تو ہار گیا
اے نفسِ سگِ مُردار بتا کیا تجھ سے کبھی میں ہارا ہوں

محشر میں خطائیں سر پہ لئے
میں کانپتا جاتا تھا لیکن
رحمت نے پکارا آ سرور
میں تیرے لئے گہوارہ ہوں

سلام

بہر تعظیم پیمبرؐ باادب ہو جاؤ اُٹھ کر — گردنیں اپنی جھکا کر یوں کہو سب لوگ مل کر

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

بزم میں جب آئے سرورؐ ہوگیا عالم منوّر — ذکر کیا انساں کا یاں پر تھا فرشتوں کی زباں پر

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

بے کسوں کو یاد کیجئے غمزدوں کو شاد کیجئے — قید سے آزاد کیجئے اُجڑوں کو آباد کیجئے

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

نزع کا جب ہو عالم یا نبی آپ آئیں اس دم دیکھ کر شانِ معظم کہہ کے یہ نکلے مرادم

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

قبر میں جس وقت جاؤں آپ کو بالیں پہ پاؤں اُٹھ کے میں قربان جاؤں دست بستہ یہ سناؤں

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

اے شہنشاہوں کے سلطان گو ہیں بارِ عصیاں کیا کریگی میرا میزاں آپ تو ہوں گے نگہباں

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

راستہ اُف پُر خطر ہے راہرو بے بال و پر ہے پر نہیں خوف و خطر ہے دامنِ شقِّ القمر ہے

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

حشر میں جب جائے سنور کر آپ کا دیوانہ سرور آپ بخشائیں پہونچ کر یا قسیمِ حوضِ کوثر

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

رحم کے قابل ہے بیکسی میری

مصائبات میں ضم ہوگئی خوشی میری
رُلا رہی ہے مجھے آج بیکسی میری

کہوں نہ آپ سے کس سے کہوں غریب نواز
حضورؐ رحم کے قابل ہے بیکسی میری

بگڑ بگڑ کے ہزاروں کی روز بنتی ہے
مگر بگڑ کے نہ تقدیر پھر بنی میری

مرا رقیب بھی نم دیدہ ہوگیا غم سے
کبھی کسی سے اگر داستاں سُنی میری

نہ ہوشیار مجھے کر برائے حق زاہد
مجھے خدا سے ملائے گی بے خودی میری

بہارِ خُلد بریں یا مصائب دوزخ
نہ جانے کیا مجھے دکھلائے مئے کشی میری

وہ تشنہ لب ہوں مسافر کہ بعدِ مُردن بھی
بُجھا سکا نہ کوئی آہ تشنگی میری

خوشا نصیب کہ میدانِ حشر میں سرور
پسند آگئی رحمت کو سادگی میری

تم مُکر جاؤ گے

چھوڑ کر مجھ کو تنہا اگر جاؤ گے — زندگی میری برباد کر جاؤ گے
مجھ سے پہلے نہ رشکِ قمر جاؤ گے — تم جنازہ مرا دیکھ کر جاؤ گے
یوں نہ جاؤ گے پہلو سے اُٹھ کر مرے — دے کے پُرکیف دردِ جگر جاؤ گے
شام ہی سے میں عزمِ سفر کر چکا — تم کہیں یار وقتِ سحر جاؤ گے
وعدہ وصل سے میرے ہمراز دل — کیا خبر تھی مجھے تم مکر جاؤ گے
جانب دَیر یا سُوئے بیت الحرم — میں اُدھر جاؤں گا تم جدھر جاؤ گے
چھوڑ کر ناؤ تم میری منجدھار میں — کس طرح سرورؔ نامور جاؤ گے

عاشقانِ حُسینؓ

لُٹ گیا کربلا میں بہ جور و جفا ہائے پھولا پھلا بوستانِ حُسینؓ
رو رہے سُن کے اہلِ زمیں وزماں کتنی پُر درد ہے داستانِ حُسینؓ
پی کے جام شہادت بڑے شوق سے بھائی بیٹے بھتیجے مُحب بھانجے
کربلا کی دہکتی ہوئی ریت پر بے کفن ہیں پڑے گل فشانِ حُسینؓ
مئے پرستی اُدھر حق پرستی اِدھر، گندگی اُس طرف بندگی اِس طرف
اُس طرف فوجِ اَعدا تھی لاانتہا اِس طرف ایک تنہا تھی جانِ حسینؓ
اَلاماں اَلاماں اَلاماں اَلاماں اَلحَذر اَلحَذر اَلحَذر اَلحَذر
تین دن کے پیاسے پر اُف یک بیک وار کرنے لگے دشمنانِ حسینؓ
آئے گھوڑے سے جب شاہِ دیں خاک پر شُمر نے بیٹھ کر سینۂ پاک پُر
کردیا سَر جُدا تن سے المختصر شُمر بے دین سمجھا نہ شانِ حُسینؓ

دیکھتی تھی یہ منظر قیامت نما چشمِ نم دیدہ سے زینب غم زدہ
جب سرِ شاہؓ تیرے پہ کٹ کر چڑھا مُنہ سے باہر تھی نکلی زبانِ حُسینؓ
جس نے قربان اسلام پہ گھر کیا جس نے اسلام کے نام پر سَر دیا
ان کی مردانہ ہمت پہ سَو جان سے کیوں نہ قربان ہوں عاشقانِ حُسینؓ
لاکھ قہر وغضب سے ڈرائے کوئی لاکھ بے بس بنا کر رُلائے کوئی
لاکھ دستِ ستم سے مٹائے کوئی مٹنے والا نہیں خاندانِ حُسینؓ
کل ترے ظُلم کا شور تھا بر زمیں ہے کہاں دیکھ کر آ کر یزیدِ لَعیں
عرش سے فرش تک شرق سے غرب تک آج لہرا رہا ہے نشانِ حُسینؓ
ھتکڑی ہاتھ میں پاؤں میں بیڑیاں مُنہ سیاہ اور گردن میں طوق گراں
سرورِ دل حزیں دیکھنا حشر میں اس طرح آئیں گے قاتلانِ حُسینؓ

سخی کے لئے

مجاہدین نہ زاہد نہ متقی کے لئے — گھٹا اٹھی ہے کسی مست کو خوشی کے لئے
شوق جھوم رہے رند پی کے جام طہور — جنابِ شیخ ترستے ہیں مئے کشی کے لئے
خدا بچائے تری شیخ دولت ایماں — کھڑا ہے نفس سَر راہ رَہزنی کے لئے
تری نماز ہے زاہد برائے حور وقصور — نمازِ رند ہے ساقی کی دوستی کے لئے
ملے گی خلدِ بریں بعدِ مرگ زاہد کو — ازل سے دونوں جہاں وقف ہے سخی کے لئے
جلیں جلیں نہ جلیں قبر پر چراغ تو کیا — ہمارے داغ ہی کافی ہیں روشنی کے لئے
گدائے خلق ہو یا خسرو زمانہ ہو — غرض کو ذائقۃُ الموت ہے سبھی کے لئے

برنگِ ماہی بے آپ سرورؔ غمگیں
تمامِ عُمر تڑپتے رہے کسی کے لئے

دربان ہوجاؤں

اگر اللہ کا میں تابعِ فرمان ہوجاؤں
ضیائے ماہِ تاباں لُولُو و مرجان ہوجاؤں
یہ پستی فاقہ مستی دُور ہو ذی شان ہوجاؤں
تمنّا یہ نہیں دُنیا کا میں سُلطان ہوجاؤں
تمنّا یہ ہے میری صاحبِ ایمان ہوجاؤں

کفِ پائے شہید کربلا کے واسطے ساقی
علیؓ شیر خدا مشکل کُشا کے واسطے ساقی
شہنشاہِ مدینہ کی ادا کے واسطے ساقی
جو دیتا ہے تو دے ایسی خدا کے واسطے ساقی
کہ جس کے پیتے ہی میں عامل قُرآن ہوجاؤں

کرم فرمائے عالم آپ ہیں جب اے شہِ بطحٰا
مرے حالِ زبوں پر رحم فرما دیجئے لِلّٰہ
مَصائب دُور ہوجائیں مرا ایمان ہے وَاللہ
قدم چُو میں مرے دنیا کے سُلطاں یا رسُول اللہ
اگر میں آپؐ کے دربار کا دربان ہوجاؤں

تمہارا حُسن کیا حُسن ہے اے صاحبِ قرآں
تمہارے حُسن کامل پر خدا خود ہوگیا رحماں
تمہارے حُسن پر صلِّ علٰی اے مرکزِ ایماں
پَری حُور و مَلک جن وبشر سب ہوگئے قرباں
نہ کیوں کر میں تمہارے نام پر قرباں ہوجاؤں

بہت تڑپا نہ اب تڑپا مجھے حد سے سِوا یارب
بُلا کر اپنی چوکھٹ پر مری بگڑی بنا یارب
یہ تجھ سے کر رہا ہوں مدّتوں سے اِلتجا یارب
مجھ ایسے ناتواں مجبور کو وہ دن دکھا یارب
میں تیرا اور ترے محبوب کا مہمان ہوجاؤں

جو کچھ چاہے کرے لاریب تو مختارِ عالم ہے
ترے آگے سرِ سرورؐ اِلٰہ العالمیں خم ہے
نکلتی قلب سرورؐ سے یہی آواز ہر دم ہے
مجھے ڈر ہے تو یہ ڈر ہے غم ہے تو یہ غم ہے
نہ پھنس کر دامِ دنیا میں کہیں حیران ہوجاؤں

ہم شبیہ حیدری

تاج الدینؒ شانِ محمدؐ ہم شبیہ حیدری
کرسکے تیری کوئی کب ہے مجال ھمسری
تاجِ دیں نورِ مُبیں تیری ضیا کے سامنے
خاک ہے شمس و قمر مریخ و زہرا مُشتری
تیری شانِ نُور افشا کی بلندی دیکھ کر
جھک گیا غیرت سے خود ہی آپ چراغِ چنبری
کہہ رہے ہیں اہلِ دل اہلِ نظر اہلِ یقیں
ختم تیری ذات پر وَاللہ بندہ پروری
اے شہنشاہِ ولایت تاجِ فرقِ اولیاءؒ
ذرّے ذرّے سے نمایاں تیری شانِ برتری

تاج والے تیرے جلوؤں پر فدا سب ہوگئے
قادری چشتی نظامی شہر وردی صابری
کوئی رہرو گر کبھی گم کردۂ منزل ہوا
خضر بن جاتے ہیں تاج الدینؒ بہرِ رہبری
بزمِ عالم سُن کے اک تصویرِ حیرت بن گئی
تاجؒ والے نے عجب مُرلی بجائی دُھن بھری
بابا تاج الدینؒ کو میں صاف کہہ دیتا نبی
ختم سرورؔ گر نہ ہوتا درجۂ پیغمبری

ایمان کا پکّا کردیجئے

اے رحمتِ عالم بہرِ خدا پوری یہ تمنّا کر دیجئے
شیرازۂ مسلم بکھرا ہے اک جا اے آقا کر دیجئے
شمشیر نکالے چیں بجبیں آمادۂ جنگ ہیں دشمنِ دیں
ہوجائیں منظّم اہلِ یقیں اتنا شہِ بطحیٰ کر دیجئے
برگشتہ ہوا برہم طوفاں منجدھار میں بیڑا سر پہ قضا
اسلام کی پونجی ڈوب رہی بیڑا لبِ دریا کر دیجئے
تکبیر کے نعروں سے پیہم ایوانِ کلیسا گونج اُٹھیں
ہر مشک و لُحد میں پیدا توحید کا جذبہ کردیجئے

جب آپ کے دستِ قدرت میں سرکارؐ نظامِ عالم ہے
اسلام کا پرچم رفعت میں افلاک سے اُونچا کردیجئے
اے مظہرِ ذاتِ ربِّ عُلا اے زینتِ بزمِ جُود و سخا
تاریک جہاں میں پھر روشن فانوسِ تجلّی کر دیجئے
مظلوم نواسوں کا صدقہ ہر ایک مسلماں کو آقاؐ
قرآن کا عامل دل کا سخی ایمان کا پکّا کر دیجئے
اے ہادیٔ دیں اے حامیٔ دیں اے رہبرِ دیں اے سرورِ دیں
اک بار گنہ گاروں کی طرف اپنا رخِ زیبا کر دیجئے
اک جام میں یا دو جاموں میں اے ساقیٔ کوثر کیا ہوتا
دیدار کے پیاسے پی جائیں گرسا سامنے کر دیجئے
درِ بزم پیشِ اہلِ وفا کہتا ہے کھڑا باصدق وصفا
اسلام پہ قرباں سرورؔ کو اے سیّد والا کر دیجئے

تلاشِ درِ جانانہ ہے

حال اپنا نہ کوئی قصہ بیگانہ ہے
صاحبِ درد ہوں میں درد کا فسانہ ہے
غم سے لبریز مری عمر کا پیمانہ ہے
میری تقدیر میں نے آب ہے نے دانہ ہے
خونِ دل پینا ہے اور لختِ جگر کھانا ہے

شرحِ غم میں جو کروں بیٹھ کر دُنیا رو دے
کوہ دیوانہ بنے دامنِ صحرا رو دے
بر فلک کوکب و مریخ و ثُریا رو دے
جھر تو جھر ہیں بے ساختہ دریا رو دے
اس قدر درد میں ڈوبا ہوا افسانہ ہے

دیکھ کر چشمِ فلک روئے وہ ناول ہوں میں
جو ہلائے نہ پَر و بال وہ بسمل ہوں میں
راہ ملتی نہیں گم کردۂ منزل ہوں میں
تھک کے خاموش سا بیٹھا لبِ ساحل ہوں میں
دائرِ فکر میں گم ہمّتِ مردانہ ہے

گاہ بہتے ہوئے دریاؤں میں بہتا ہوں میں
گاہ کہساروں کی آغوش میں رہتا ہوں میں
دُکھ پہ دُکھ دار مکافات کے سہتا ہوں میں
رُوح بے چین جو ہوتی ہے تو کہتا ہوں میں
بہتر اس دَر بدری سے مرا مرجانا ہے

جس پہ قربان کیا عہدِ جوانی میں نے
واسطے جس کے لہُو کر دیا پانی میں نے
منّتیں سیکڑوں جس کے لئے مانی میں نے
خاک دَر دَر کی ہے جس کے لئے چھانی میں نے
اپنی ہستی کو مٹا کر اُسے دِکھلانا ہے

زن نہ دولت کا ذخیرہ نہ کہیں جائے پناہ
خواہش عیش نہ املاک جہاں کی پرواہ
غیض سے دُور زباں نرم حقیقت آگاہ
جبہ و شانہ و مسواک نہ دستار و کُلاہ
ہر ادا دیکھئے سرورؔ کی فقیرانہ ہے

درماں نہیں ہے

حقیت میں انساں وہ انسان نہیں ہے
جس انساں میں احساسِ احساں نہیں ہے
وہ مشرک پرستارِ ایماں نہیں ہے
محمدؐ پہ جو دِل سے قرباں نہیں ہے
خدا کی قسم وہ مسلمان نہیں ہے

نہ رنگِ شریعت چڑھانے کے قابل
نہ جامِ حقیقت پلانے کے قابل
نہ بزمِ طریقت میں آنے کے قابل
نہ وہ قصرِ جنت میں جانے کے قابل
مُسلماں جو پابندِ قرآں نہیں ہے

سراجاً مُنیرا نگارِ مدینہ
تجلّیِ مکّہ بہارِ مدینہ
خبر لیجئے شہرِ یارِ مدینہ
ہوا آپ کے تاجدارِ مدینہ
مرے درد کا کوئی درماں نہیں ہے

خیال رُخِ رُوئے روشن نہ چھوٹے
دمِ نزع طیبہؔ کا گلشن نہ چھوٹے
دیارِ نبیؐ بعدِ مُردَن نہ چھوٹے
الٰہی محمدؐ کا دامن نہ چھوٹے
سِوا اس کے کچھ اور اُرماں نہیں ہے

مُعین جہاں مظہر ذاتِ باری
گِری جا رہی ہائے اُمت تمہاری
کہاں کون سے دَر پہ جائیں بھکاری
کریں سامنے کس کے فریاد و زاری
کہ اس دَور کا کوئی سلطاں نہیں ہے

ہمیں کوئی سرور نہ آنکھیں دکھائے
ہمیں کوئی طاقت نہ اپنی بتائے
مٹائے یہ دنیا ہمیں گر مٹائے
مدد کو کوئی آئے آئے نہ آئے
خدا کا کیا ہمارا نگہباں نہیں ہے

شادی مُبارک

کیوں نہ پُر کیف ہو نغمہ جوانِ چمن
غُنچہ و گل نے بدلے نئے پیرہن
نسرین و نسترن مست زاغ وزغن
ہو مُبارک یہ شادی کا پُر کیف دن

ہر کلی مسکراتی ہے دل شاد ہیں
آشیاں مہمانوں سے آباد ہیں
ہیں چمن در چمن بُلبلیں نغمہؔ زن
ہو مبارک یہ شادی کا پُر کیف دِن

چشم نرگس نے مُودہ دیا دِید کا
پیچ سُنبل نے خطبہ پڑھا عید کا
سُن کے مشکِ ختن بولی اے جانِ من
ہو مبارک یہ شادی کا پُر کیف دِن

فرش شبنم بچھا سبزہ لہرا رہا
آج کا ہے سماں کس قدر خوشنما
زُلف کھولے پَوَن ناچتی در چمن
ہو مبارک یہ شادی کا پُر کیف دن

دونوں جانب سے پُر لُطف ساماں ہوا
پورا ماں باپ کا آج ارماں ہوا
شاد اہلِ وطن مست بھائی بہن
ہو مبارک یہ شادی کا پُر کیف دِن

ہر طرف جلوہ گر نُور ہی نُور ہے
جشنِ شادی ہے یا منظرِ طور ہے
چاند تارے مگن کہکشاں رُقص زن
ہو مبارک یہ شادی کا پُر کیف دِن

ابرِ رحمت اُٹھایا بارشِ نُور ہوئی
ایک جا ہوگئے دو دُوئی دُور ہوئی
اب مسرّت کے گُن گائیں دُولھا دُلھن
ہو مبارک یہ شادی کا پُر کیف دِن

کہئے شمس و قمر یا کہ لعل و گہُر
ایک صورت ہے دونوں کی میزان پر
ایک غنچہ دہن ایک نازک بدن
ہو مبارک یہ شادی کا پُر کیف دِن

عرض کرتا ہوں میں دست بستہ کھڑا
غیر ہوں یا کہ اپنے ہوں بہرِ خدا
مِل کے اہلِ وطن یوں کہیں مَردوزن
ہو مبارک یہ شادی کا پُر کیف دن

دیکھتے تھے کھڑے سرورؔ نامور
دو مسافر ملے اک نئے موڑ پر
ایک دُرِّ عدن ایک لعلِ یمن
ہو مبارک یہ شادی کا پُر کیف دن

گوریا

گوریا اپنے پیا گھر جات نیہرو والے روئے توَرہے....
سُندر نار پیا گھر جاتی لوگ کھڑے پچھتات رہے
لوگ کُٹم پُروار پکاریں سُدھیا بسارے کا ہے جات....
....نیہروا والے روئے توَرہے

ران پڑوسن دونوں رو دیں کر بے کس سے بات رہے
سکھی سہیلی اُنہوں رووَیں کھیلنے کے لئے ہم سات ....
....نیہروا والے روئے توَرہے

باہر بھیتر بھائی روَوے بہن پچھاڑے کھات رَہے
مات پِتا مِل دونوں رو دیں مَل مَل دونوں ہاتھ.....
....نیہروا والے روئے توَرہے

صبح کا روؤں سانجھ کا روؤں سگری رات رہے
کہت ہیں سرورؔ اب نہ مِلہیں چاہے رو رو کرو برسات ....
....نیہروا والے روئے توَرہے

.... گوریا اپنے پیا ....

ہزل

ملے گا آپ کو انکار میں — اور بڑھ جائے گا غم تکرار میں
کو لازم ہے مرا پکڑے رہو — ہاتھ پھولوں میں رہے یا خار میں
میں آتا ہے تمہاری مار دوں — میں بڑائی محفلِ اغیار میں
ب مَروا یا نہ اب مَروایئے — مجھ سے آنکھیں کوچہ و بازار میں
نہ روکو ہاں ذرا کرنے تو دو — مجھ کو دعویٰ بھارتی سرکار میں
پ کی اچھی بنی ہے گول گول — مثلِ شکل آئینہ دار میں
پٹوایا نہ اَب پٹوایئے — یار ڈگی کوچہ و بازار میں
گر پاؤں تو تھوڑا دال دوں — رنگ کوئی شربتِ دیدار میں

خوف یہ ہے رہ نہ جائے گھوم کر
آرزو سرورؔ دلِ سہیار میں

ترا نام نہ ہوتا ساقی

مرے شوق کا اقدام نہ ہوتا ساقی — خلق میں فیض ترا عام نہ ہوتا ساقی
ے دم سے ترے میخانے کی شہرت پھیلی — میں نہ ہوتا تو ترا نام نہ ہوتا ساقی
ئے مرضِ عشق تھا تھوڑی پی لی — گر نہ پیتا مجھے آرام نہ ہوتا ساقی
دی نے کیا رسوائے زمانہ ورنہ — پینے والا کبھی بدنام نہ ہوتا ساقی
قطرہ بھی جو زاہد کو پلایا ہوتا — تو کبھی مُوردِ الزام نہ ہوتا ساقی

مست سرورؔ کی جو کوپُر کیف نہ آنکھیں ہوتیں
تیرا گردش میں کبھی جام نہ ہوتا ساقی

خوشی ہوگی نہ غم ہوگا

سفر دنیا سے جب میرا سُوئے ملکِ عدم ہوگا
نہ میرے ساتھ دنیا کی خوشی ہوگی نہ غم ہوگا

یہ دن میرے لئے مرقد میں محشر سے نہ کم ہوگا
فرشتے دو مصائب لاکھ تنہا میرا دَم ہوگا

مری دنیا بدل جاتی ہے جب میں یاد کرتا ہوں
اندھیری قبر میں کیا جانے کیا مجھ پہ ستم ہوگا

یقیں ہے میرا بیڑا پار ہو جائے گا طوفاں سے
اگر اللہ کے محبوب کا لطف و کرم ہوگا

شہنشاہوں سے کہہ دو ایک دن وہ آنے والا ہے
نہ ہم ہوں گے نہ تم ہوگے نہ یہ جاہ و حشم ہوگا

نہ کر تو پرچم حرص و ہوس اے بُوالہوس اُونچا
نشانِ زندگی اک روز آخر کار خم ہوگا

قسیم حوضِ کوثر شافعِ محشر پسِ مُردن
سَرِ سرورؔ وہاں ہوگا جہاں تیرا قدم ہوگا

واردات

سفرِ حجاز

ازکلک گہر سِلک الحاج حضرت سیّد محمد سرورشاہ تاجی صحرائی رحمۃُ اللہ علیہ ناگپور۔

اے شہنشاہ زمن سُلطانِ چرخ چنبری
ختم تیری ذات پر وَاللہ بندہ پَروَرِی
ذرّے ذرّے سے نمایاں تیری شانِ برتری
کر سکے تیری کوئی کب ہے مجال ہمسری

کون سا گل ہے جس میں تیری پنہاں بُو نہیں
کون سی جا ہے جہاں پر جلوہ فرما تُو نہیں
عرش پَر تُو فرش پر تُو جان میں تُو دل میں تُو
باد میں آتش میں تو اور موج و آبِ گُل میں تُو
دَور میں ساغر میں مئے میں شمع میں محفل میں تُو
حُسن کی محفل میں تُو ہے عشق کی منزل میں تُو
کہہ رہی ہے باخشوع سجدے میں جُھک کر ہر جبیں
قطرے قطرے پر ترا احساں ہے رَبُّ العالمیں

حمد جس نے مالکِ اَرضِ و سَما تیرا کیا
اس کو بڑھ کر بالقیں آغوشِ رحمت نے لیا
حکم سے ترے ہی یارب ہر کوئی پیدا ہوا
پر محمّدؐ مصطفٰے کو رُتبہ عَلیٰ دیا

وہ محمدؐ نام جن کا عرش پر مرقوم ہے
وہ محمدؐ عرش سے تا فرش جن کی دھوم ہے
وہ محمدؐ جس نے اپنے دُشمنوں کو دی اماں
وہ محمدؐ جس نے کاٹیں قیدیوں کی بیڑیاں
وہ محمدؐ پُشت پر جس کی نبوت کا نشاں
وہ محمدؐ جو غریبوں پر فدا کرتا تھا جاں
وہ محمدؐ جس پہ نازاں مصحفِ خالق ہوا
وہ محمدؐ مصطفٰے جو مُخبِر صَادق ہوا
وہ محمدؐ جس نے قائم کر دیا صَوم و صَلٰوۃ
وہ محمدؐ جس نے دِلوا دی جہنّم سے نجات
وہ محمدؐ ہاتھ میں جس کے کلیدِ کائنات
وہ محمدؐ عرش تک صبح کر گئی جس کی برات
وہ محمدؐ رعب جس کا ہر نبی پر چھا گیا
وہ محمدؐ روبرو جس کے خدا خود آگیا

وہ محمدؐ جو ہُوا معبودِ کُل کا میہماں
وہ محمدؐ جس پہ ظاہر ہو گیا رازِ نہاں
وہ محمدؐ واسطے جس کے بنے کون و مکاں
وہ محمدؐ جس کو کہتے ہیں شفیع عاصیاں
وہ محمدؐ جن کی حُرمت کوئی کر سکتا نہیں
وہ محمدؐ جن کا ہمسر کوئی ہوسکتا نہیں
بعد از حمدِ خُدا و بعدِ از نعتِ رَسُولؐ
میں سُناتا ہوں حجازی داستاں گر ہو قبول
بستر غم پر پڑا سوتا تھا مَیں خاطر مِلول
ناگہاں بارانِ رحمت کا ہوا مجھ پر نُزول
زاہدِ سالم ہو یا ہو وہ گُنہ گارِ عظیم
جس کو جو چاہے بنا دے وہ تو اَے ربِّ کریم
یعنی رویا میں مجھے اک خواب آیا یوں نظر
جیسے کوئی کہہ رہا ہے جلد آؤ میرے گھر
تو پریشاں میری خاطر میں ہوں تیرا منتظر
وقت سونے کا نہیں ہے جَلد کر عزمِ سفر
وقت اُٹھا اُٹھ کر چلا سُوئے گُلستانِ نجات
جیسے دُولھا کی رواں ہوتی ہے بن ٹھن کر برات

حیرت اَفزا تھی سفر کی رَہ رَوانی لا کلام
گاہ آبادی میں ہوتی گاہ ویرانے میں شام
تھا عجب پُر کیف ہر سُو دستِ قدرت کا نظام
میں جہاں پہنچا وہاں دیکھا نرالا اہتمام
ہیں کہیں پڑھتے نمازی زاہداں باندھے قطار
ہیں کہیں صوفی مُجاہد یادِ حق میں اَشک بار
رفتہ رفتہ جا رہا تھا قافلہ شام و سحر
آخرش آ ہی گئی منزل مری پیشِ نظر
دیکھ کر اس قصرِ زیبا کی ضِیاء الخضر
رکھ دیا سر دَوڑ کر بابِ حریمِ ناز پر
آہیں تھیں میری زباں پر دل تھا مصروف فغاں
چشم محوِ دید تھی قربان تھی اَرمانِ جاں
حد سے جب گذری پریشانی قلب پُر ملال
آگیا دریائے رحمت جوش پر بے قیل و قال
یہ نِدا بر گوش آئی اے غلامِ خوش جمال
پارسائی کا تری مدّاح ترا ذوالجلال
ہوگئیں تیری دُعائیں پیشِ داور مستجاب
بخش دیں حق نے خطائیں ہوگیا موزوں حساب

مُودہ جان بخش سُن کر شُکر کا سجدہ کیا
کیا خوشی تھی جب کہ بوسہ سنگِ اَسوَد کیا
فرضِ مَروَہ بھی بہ دل جا کر کِیا میں نے ادا
جامِ زمزم بارہا میں نے پئے تسکیں پیا

میں نے وَاللہ دیکھ کر عرفات کی شانِ کمال
دم بخود میں ہوگیا گُم ہوگئے ہوش و خیال
سنگ ریزوں سے کیا اِبلیس کی ہمت کو چُور
مَرحَبا صَلِّ عَلےٰ کہنے لگے غِلمان و حُور
شان سے جس وقت چمکا پرچم ربِّ غفور
ہر طرف سے دی صَدا لبَّیک کی نزدیک و دُور

یہ صدائے سُنتِ حضرت خلیلؑ نامور
سر بہ زانو ہوگیا ہر عاشق پروردگار

خانۂ اللہ سے رُخصت ہوا ہر مرد و زن
صاحبِ معراج کی جانب چلا کوئی وطن
دیکھتے جاتے تھے مُڑ مُڑ کر دیارِ انجمن
بُلبلیں اُڑ کر چلیں خالی ہوا صحنِ چمن

بارگاہِ بے نیازی سے بہ اِذنِ بے نیاز
میں چلا سُوئے مدینہ آخری پڑھ کر نماز

روضۂ اَقدس کی جانب جھومتا جاتا تھا میں
قافلے میں ہیچو لہرِ آب لہراتا تھا میں
ایک لطفِ خاص طبعِ فکر میں پاتا تھا میں
یہ سُخن ہر گام پر سرورؔ کہے جاتا تھا میں

یا محمدؐ سالہا شُد از تو می خوا ہم تُرا
یا محمدؐ حاجتم را چوں نمی سازی رَوا

مُسکراتا تھا رَوانی پر مری آبِ رَواں
لرزہ بر اَندامِ تھی انگشتِ حیرت دردہاں
ہر قدم پر مست ہوتا جا رہا تھا مدح خواں
میری چشمِ ناز کو تکتی تھی چشمِ بوستاں

فرق پر قربان شیریں کا دِل ناشاد تھا
فرق پر میرے تصدق تیشۂ فرہاد تھا

پاکبازی پر مری گرویدہ تھا ہر پاکباز
میری سچّائی کا ڈنکا بج رہا تھا در حجاز
میری گویائی سے خوش تھی روحِ محمود و ایاز
خوش کلامی پر مری تھا رقص زن ہر تارِ ساز

تھا قناعت پر فدا صد جان سے ہندی وفد
تھا عبادت پر مری افلاک والوں کو حسد

یادِ حق میں اس قدر جواں تھا قلبِ مُضطرب
یاد تک آئی نہ لب پر لذّتِ عیش و طرب
جل رہی تھی آتشِ فُرقت میں فکرِ جاں بلب
جس کا دل آتش فشاں ہو اس کو چین آتی ہے کب

نہ ہوا نہ آبِ ہی غذا مرغوب تھی
سَر میں میرے جستجُوئے منزل محبوب تھی

کچھ عجب انداز سے مجھ کو لئے جاتا تھا شوق
ہر قدم پر جامِ اوّلی دے جاتا تھا شوق
ہرشگافِ عشق کو میرے سیئے جاتا تھا شوق
کچھ تسلّی بخش سی باتیں کئے جاتا تھا شوق

دیکھتا پُر کیف منظر کیا حریم ناز کا
کھینچتا نقشہ مُصوّر گر مرے انداز کا

کہہ رہا تھا شوق سے بڑھ کر یہ اَرمانِ رسُولؐ
دیکھئے کب جا کے پہنچتے دَر پہ دَربانِ رسُولؐ
سامنے آہی گیا آنکھوں کے اَیوانِ رسُولؐ
گِر پڑے اک بار غش کھا کر غُلامانِ رسُولؐ

ہوش میں کوئی کھڑا تھا اور کوئی بے ہوش تھا
چاک داماں تھا کوئی کوئی کفن بردوش تھا

ہمچو ماہی بر زمیں کوئی تڑپتا تھا جناب
حد سے باہر ہو رہا تھا اُف کسی کا اضطراب
مٹ گیا کوئی تڑپ کر صورتِ نقشِ حُباب
لوٹتے تھے سینکڑوں جانباز مثلِ موجِ آب

اللہ اللہ کیا تلاطم خیر منظر بن گیا
آستانہ یار کا میدانِ محشر بن گیا

ہوش میں آکے میں پہنچا جب درِ سلطانِ دیں
سجدہ تعظیم میں پہلے جھکی میری جبیں
با ادب ہو کے کیا میں نے سلام اوّلیں
لیجئے میرا سلام اے رحمۃٌ للّعالمیں

اَلسّلام اے مظہرِ ذاتِ جنابِ کبریا
اَلسّلام اے قُوّتِ بازُوئے جملہ اَنبیاء

اَلسّلام اے مَظہرِ جُود و سخاوت اَلسّلام
اَلسّلام اے مشعلِ راہِ ہدایت اَلسّلام
اَلسّلام اے رونقِ بزمِ رسالت اَلسّلام
اَلسّلام اے شافعِ روزِ قیامت اَلسّلام

اَلسّلام اے گلشنِ اقلیم عرفاں کی بہار
اَلسّلام اے تاجدارانِ جہاں کے تاجدار

روضۂ اَقدس کی جالی تھام کر بعد از سلام
عَرض کی میں نے کہ اے حاجت روائے خاص و عام
شانِ عالی آپ کی ہے آپ کا بالا مقام
آپ کے ہاتھوں میں ہے سب دینِ کا سارا نظام

کرنے فریاد سراپا ہند سے آیا ہوں میں
ساتھ اپنے ایک خونیں داستاں لایا ہوں میں

پیش کرتا ہوں حضوری میں یہ خونی داستاں
ہند کا ہر چپّہ چپّہ ہوگیا نذرِ خزاں
کوچہ و بازار میں تھا خون کا دریا رواں
ہر مسلماں کہہ رہا تھا یا الٰہی الاماں

کس طرف جائیں کہاں جائیں کہاں روپوش ہوں
کون ہے ہمدرد اپنا کس کی ہم آغوش ہوں

اے شہنشاہِ مدینہؐ بٹ گیا ہندوستاں
ہوگئے محتاج مسلم لُٹ گیا ہندوستاں
چل گئی تلوار ایسی کٹ گیا ہندوستاں
لاشہ ہائے اہلِ دیں سے پَٹ گیا ہندوستاں

کافروں نے اہلِ دیں پر جو کئے ظلم و ستم
بھول میں سکتا نہیں تا حشر اے شاہِ اُمم

کوندتی تھیں ظلم کی ہندوستاں پر بجلیاں
بہہ رہی تھیں خون کی ہندوستاں میں ندیاں
لرزہ براَندام تھیں گھر میں بہو اور بیٹیاں
خوف سے ہر مَرد و زن کی کانپتی ہیں پنڈلیاں

کوئی صحرا میں کوئی بیٹھا تھا چھپ کر غار میں
سنسنی پھیلی تھی سارے ہند کے بازار میں

نہ کوئی مونس نہ ہمدم نہ کوئی غم خوار تھا
تھا اگر کوئی تو سَر پر نرغۂ کُفّار تھا
راہ چلنا قومِ مُسلم کے لئے دُشوار تھا
کیوں کہ پیاسا خون کا ہر کافر خوں خوار تھا

کوچہ کوچہ میں کھلی غنڈہ گری ہونے لگی
پَردَہ داری کے عوض عصمت دَری ہونے لگی

سَر برہنہ عورت بازار میں لائی گئیں
بیڑیاں مَردوں کو بھاری آہ پہنائی گئیں
قبر میں روح ان خدا والوں کی تڑپائی گئیں
مقبرے پھونکے گئے اور مسجدیں ڈھائی گئیں

ہند کے ہر گوشہ گوشہ میں کچھ ایسی جنگ تھی
ہر مسلماں کے لئے وَاللہ دنیا تنگ تھی

تختۂ ہندوستاں پر کیا قیامت تھی بپا
ڈھونڈھتی پھرتی تھی ہر سُو مَردِ مومن کی قضا
حُرمتِ کعبہ گئی وَاحسر تا وَاحسرتا
کہتی پھرتی تھی گلستانِ جہاں میں یوں صَبا

گِر رہا تھا ہند میں جب دیں مرے معبود کا
یاد آتا تھا زمانہ غوری و محمود کا

بے کسی یہ دیکھئے بھی بیگانہ بنا
میں سمجھتا تھا جسے دانا وہ دیوانہ بنا
ہند میں یہ کیا قیامت خیز اَفسانہ بنا
تھا جہاں پر خانۂ حق داں ہے بُت خانہ بنا

۱۹۴۶ء کے دَور میں کیا کیا ہوا نہیں
نذرِ آتش ہوگئے اَوراقِ قرآنِ مُبیں

اے مددگارِ دو عالم اے شفیع عاصیاں
اس سے بھی زائد ہوا جو کچھ کیا میں نے بیاں
اب کِدھر جائیں کہاں جائیں تمہارے پاسباں
ختم کرتا ہوں یہ کہہ کر داستانِ خونچکاں

خوب تڑپی آپ کی اُمت نہ اَب تڑپایئے
سبز گنبد کے مکیں سب کی مدد فرمایئے

قیدیوں کو قید سے آزاد کر دیجئے حضورؐ
بے گھروں کو دے کے گھر آباد کر دیجئے حضورؐ
غمزدوں کی حسرتوں کو شاد کر دیجئے حضورؐ
تنگدستوں کی صحیح اِمداد کر دیجئے حضورؐ

جو کہ بے اولاد ہیں اب یا حبیبؐ کبریا
ان کو اَولادیں عطا ہوں بانصیب و باحیا

ان پہ لطف و کرم جو صاحب آزار ہیں
مستقل ہوجائیں وہ باکار جو بے کار ہیں
جو بَلائے ناگہانی میں پھنسے دین دار ہیں
آپ کی چشمِ عنایت دیکھتے سرکارؐ ہیں

یہ دُعا فرمایئے اے رونقِ بزم حجاز
جلد ہو جائیں نمازی جو نہیں پڑھتے نماز

جو زنا کرتے ہیں اور پیتے ہیں جامِ پُر سُرور
جن کو اپنی قوتِ دولت پہ رہتا ہے غرور
سُود کھا کھا کر ہوئے جن کے شِکم مانند گھور
جو نہیں پہچانتے ہیں آپؐ کی شان حضورؐ

اے حبیب اللہ یہ کہہ دیجئے اللہ سے
پھیر دے یارب تو ان کو اب بدی کی راہ سے

جانتا ہوں جو حریفانِ شکم ہیں جیف کار
خوک کے مانند وہ ہوجائیں گے روزِ شمار
یہ تو سب کچھ ہے مگر اے سیّدِ والا تبار
روزِ محشر خود کہے گا آپؐ سے پرور دِگار

یا محمدؐ ہر شکستہ شاخ ہری کر دیجئے
ہر گناہوں سے مسلماں کو بَری دیجئے

روتے روتے کہتے کہتے حالِ دل غش آگیا
بے خودی ایسی ہوئی ہوشِ بیاں جاتا رہا
دیکھتا ہوں بے خودی کے دَور میں بعدِ اَدا
اک صورت نُور کی آکر ہوئی جلوہ نُما

چشم دنداں گوش بینی روئے زیبا نُور کا
مختصر سی بات یہ ہے تھا سَراپا نُور کا

رُعب سے اس نُور کے میں کانپتا تھا مثلِ بید
نُور مجھ کو دے رہا تھا گو مسرّت کی نوید
ایک ہی ہو جائیں جب گلزار میں صیّاد و صید
کیوں نہ ہو جائیں قفس میں ہمچو قیدی صید قید

اس طرح میں دیکھتا تھا نور مطلق کو بہ غور
چاند کو جس طرح دیکھے ایک سَن ہو کر چکور

بن گئی حدِّ نظر خود ایک نقشِ مستقل
دیکھتا تھا میں اسے وہ دیکھتا تھا میرا دل
فرق اتنا پا رہی تھی میری چشمِ مُضمَحِل
وہ سَراپا نُور تھا، میں تھا سَراپا آب و گُل

دونوں جانب کی تھیں چوٹیں اور دل حیرت فشاں
مُہرِ خاموشی اُدھر تھی اور اِدھر لطفِ بَیاں

میری چُپ نے کردیا اس نُور کو مصروف کار
یُوں لگا ہو پوچھنے نُورِ مُجرّد بار بار
کِس لئے خاموش ہے کیوں اس قدر ہے بےقرار
تیری خاموشی سے ہے خاموش سرو لالہ زار

سوگ پر ہوتی ہے تیرے بزمِ امکاں سوگوار
تیرے رونے پر ملائک رو رہے ہیں زار زار

اے فدائے شمع دیں اے گشتہ راہِ یقیں
خُلد میں جس وقت پہنچی تیری آوازِ حزیں
خُلد والوں نے بچھایا رو کے فرشِ ماتمیں
ہل گیا تیری فُغاں سے پایۂ عرشِ بریں

ہوگئے گُم ہوش میرے کھو گئی تاب و تواں
پاس تیرے آیا ہوں میں تیری سُن کے داستاں

اَے مری جانِ تمنّا اے مری رُوحِ وفا
تیری فریاد و فغاں سے ہوگیا محشر بَپا
اب نہ ہو گریہ کُناں خاموش ہو بہر خدا
ہند میں جو کچھ ہُوا وَاللہ میں ہوں جانتا

میری اُمت کی تباہی دیکھتا معبُود تھا
کہہ رہی تھیں مسجدیں خود جب خدا موجود تھا

سُن کے یہ خونی کہانی میں بصد آہ و بُکا
رکھ کے سر سجدے میں یارب اُمّتی کہتا ہوا
پیش کی جب میں نے عرض مُدّعا پیشِ خدا
آئی کانوں میں مرے معبُودِ برحق کی صَدا

خود بتا انصاف اے سُلطانِ اقلیم عرب
تیری اُمت بن گئی خود میری ذِلت کا سبب

ظُلم کی ہر ایک جانب چل رہی ہیں آندھیاں
مسندِ انصاف سے خالی ہوئیں آبادیاں
دیکھیے بے شرع ہوتی ہیں ہزاروں شادیاں
یا وہ گوئی سے غرض رکھتی جماعت قاضیاں

بے حیائی کا تلاطم خیز منظر دیکھ کر
پَردۂ لاثبوت میں ہے جا چھپی شرم بشر

کوئی ظالم کوئی ذاتی ظلم کا خُوگر بنا
حُسن کا بندہ بنا کوئی غُلامِ زر بنا
کوئی کاذب کوئی مئے کش طالبِ ساغر بنا
کوئی پابندِ سگِ نفسِ بُتِ کافر بنا

قصر مذہب ایک ہے فانوس رنگیں صد ہزار
بحرِ ملّت ایک ہے اُمواجِ طوفاں بے شمار

حافظ و حاجی میں کیسی جنگ ہوتی دو بدو
ایک کو ایک دے رہا ہے گالیاں کر کے وضو
پڑ گئی ہے کاذبوں کے طوقِ لعنت در گُلو
بُجھ گئی کم تولنے والوں کی شمع آبرُو

جا بجا اہلِ جہاں یہ پیٹ کر کہتے ہیں ڈھول
فتنہ پَروازی میں پلتا ہے زمینداری کا غول

صُوفیانِ وقت کا کچھ ہی عجب انداز ہے
مَکر کا ہر وقت ان کے دل میں بجتا ساز ہے
بیٹھ کر گھر میں ہی کوئی صاحبِ اعجاز ہے
کوئی کہتا ہے کہ میری عرش تک پرواز ہے

نہ بروزلفِ سیاہ بر جسم صد رنگیں غلاف
ہچو شیطاں صوفیم گوئی نداری سینہ صاف

ڈال رکھا عالموں نے شرح میں ایسا خلل
بن گئے عالمِ مسلماں کے لئے دستِ اَجل
واعظاں خود وعظ گویند خود نمی کر دند عمل
وعظ کردن چشم پوشی ہمچو شیطاں و غل
عالموں کو دیکھتا ہوں کچھ عجب سے طَور ہیں
کہہ رہے ہیں کچھ اور پڑھ کر رہے کچھ اور ہیں
اہلِ ثروت بھول کر لیتے نہیں نام حجاز
پہنچ کر طاقوں میں رکھ چھوڑی ہیں روحانی بیاض
مسجدیں خالی پڑی ہیں دیکھئے بندہ نواز
بھول کر جاتا نہیں کوئی کبھی پڑھنے نماز
جانتا ہے گر کہیں کوئی نمازی بن گیا
کہتا ہے اس کا یہ صاف اب میں تو غازی بن گیا
قہر کا باقی ہے نہ کچھ روزِ محشر کا خیال
ایک باقی رہ گیا آٹھوں پہر زر کا خیال
جا نہیں سکتا وہاں پر مُرغِ شہ پر کا خیال
جا پہنچتا ہے جہاں سرورِ مخمور کا خیال
کچھ حسابِ حشر سے ایسے ہوئے ہیں بے خبر
باندھ دیتے ہیں ہوا کے یہ سخنور بال و پَر

بڑھ گئی ایسی ہوس مہماں نوازی اُٹھ گئی
مومنو کے قلب سے رسمِ حجازی اُٹھ گئی
سازو دنیا بج رہا ہے دین سازی اُٹھ گئی
شمع خالی دیکھتے ہی بزمِ ماضی اُٹھ گئی
نہ سخاوت نہ مُرَوت نہ محبت رہ گئی
رہ گئی باقی اگر اَرمانِ دولت رہ گئی
سُن لیا جو کچھ کہا میں نے شہنشاہ جہاں
چند گھڑیاں اور باقی ہیں تبسّم کی بہاں
میں اُڑا دُوں گا زمین و آسماں کی دھجیاں
دیکھ ہوجائے گی ساری بزمِ امکاں بے نشاں
دل پریشاں عیشِ دنیا کے لئے انسان ہے
جب میرا فرمان کُلُّ مَن عَلَیھَا فَانٍ ہے
اپنی اُمت کو یہ جاکر جلد پہنچا دے پیام
ہر بدی کی راہ سے پھر جائے ہر خاص اور عام
بس اسی پر کر رہا ہوں گفتگو کا اختتام
تیری اُمت یاد رکھے میرا فرمودہ کلام
حشر کے میدان میں ہرگز نہ وہ ہوگا خجل
جو مرے فرمان پر قرباں کرے گا جان و دل

جو کہا حق نے وہی تجھ سے کیا میں نے بیاں
غیرت رشکِ قمر ہرگز نہ ہو تو نیم جاں
تجھ کو بخشاؤں گا آکر حشر میں باعزّ وشاں
آکے دِلواؤں گا تیرے باپ ماں کو بھی اَماں
میں اُسے سُلجھاؤں گا جو تابعِ فرمان ہے
میں اُسے بخشاؤں گا جو صاحبِ ایمان ہے
اَلوداع کہہ کر ہُوا رُخصت جو وہ نوری جواں
حد سے زائد اور میری بڑھ گئیں بے تابیاں
دم بہ دم آنے لگیں مجھ ناتواں کو ہچکیاں
آنسوؤں کی بن گئیں سینے میں میری نالیاں
شق ہوا جاتا تھا میرا غم سے جامِ زندگی
میں یہ سمجھا ختم ہوتا ہے نظامِ زندگی
مجھ شکستہ حال کا حالِ پریشاں دیکھ کر
زائرانِ روضۂ سرکارؐ آئے دوڑ کر
پوچھتے تھے کیوں پریشانی بڑھی ہے اس قدر
دردِ سَر ہے یا کہ ہے تجھ کو بتا دردِ جگر
عرض کی میں نے اُف تلوار سر پر چل گئی
رحمۃ للعالمینؐ سے مجھ کو رُخصت مِل گئی

ہر زیارت گاہ پر جا کر کیا میں نے قیام
ہر مزارِ پاک سے مجھ کو مِلا نصرت کا جام
دیکھ کر شہرہ مدینہ کر کے کچھ نذرِ طعام
روضۂ سرکارؐ سے رُخصت ہوا بعد از سلام
یا شفیع المذنبیں ہر سال میں آیا کروں
یہ دُعا فرمایئے اَوروں کو بھی لایا کروں
عجز سے میں ہاتھ اُٹھاتا ہوں دُعا کے واسطے
رحم کر یارب محمدؐ مُصطفیٰ کے واسطے
یا الٰہی اپنی ذاتِ بے بہا کے واسطے
بھیج رحمت سرور حسرت زدہ واسطے
یہ دُعا مقبول میری اے مرے اللہ ہو
ہر مسلماں کو مُبارک حجِ بیتُ اللہ ہو
یومِ دو شنبہ تھا سہ۳ شوال تھی اے خوش خرام
سُوئے کعبہ جب چلائیں تھا نمایاں وقت شام
بعد از حج میں گیا بر روضۂ خیرالانامؐ
بیسویں ماہِ محرّم واپسی ہے وَالسّلام
۱۹۷۰ء میں کہہ دو سرور شیریں بیاں
چہچہاتا تھا عرب میں بُلبُلِ ہندوستاں

سَلام

اَلسّلام اے خسروئے اقلیم عرفاں اَلسّلام
اَلسّلام اے مظہرِ حق مغزِ قرآں اَلسّلام
زینتِ عرشِ بریں نورِ مُبیں شمعِ یقیں
چارہ سازِ بے کساں سُلطانِ خوباں اَلسّلام
اَلسّلام اے خاطرِ تسکینِ قلبِ مُضطرب
اَلسّلام اے راحتِ حالِ پریشاں اَلسّلام
اَلسّلام اے تابعِ فرمانِ رَبُّ العالمیں
اَلسّلام اے جاں نثارِ دین و ایمان اَلسّلام
اَلسّلام اے تاجدارِ جہاں کے تاجدار
اَلسّلام اے فخرِ عالم شیرِ یزداں اَلسّلام
سچ تو یہ حُور و مَلک جنّ وبشر کا ذکر کیا
بھیجتا جب آپؐ پر ہر آن رحماں اَلسّلام
رحم فرما لطف فرما بندہ پرور بے نیاز
اَلسّلام اے سرورِ عاصی کے درماں اَلسّلام

باباتاج الدینؒ

سلامی قابلِ حمد و ثنا ہیں بابا تاج الدینؒ
حقیقت میں حقیقت آشنا ہیں بابا تاج الدینؒ
سراج بزمِ عرفاں جلوۂ حق زینتِ کعبہ
بہارِ گلشنِ خیرالوراَ ہیں بابا تاج الدینؒ
نہ کیوں صبر و شکوں کی منزلیں زیرِ قدم آئیں
شہیدِ کربلا پر جب فدا ہیں بابا تاج الدینؒ
عطا ساقی نے کی ہے اس قدر مستی و مدہوشی
خدائی کیا خودی سے بھی جُدا ہیں بابا تاج الدینؒ
حواس و ہوش گُم آنکھوں میں مستی لب پہ خاموشی
نہ جانے کس کے جلوؤں میں فنا ہیں بابا تاج الدینؒ
نہ اَملاک جہاں داری نہ دَرِ آغوش خودداری
جفاکش صاحبِ صبر و رضا ہیں بابا تاج الدینؒ
پری جنّ ملک غوث قطب اَبدال کہتے ہیں
ولی کیا بلکہ تاجِ اولیاءؒ ہیں بابا تاج الدینؒ
ہزاروں مُشکلیں آسان کر دیتے ہیں پَل بھر میں
کہیں کیوں کر نہ ہم مشکل کُشا ہیں بابا تاج الدینؒ
سَعید و سَیّد و صابر سخی بھی بندہ پَرور بھی
مُرقعِ خوبیوں کا بے بَہا ہیں بابا تاج الدینؒ

اندھیری قبر کا تاریک راہوں کا مجھے کیا ڈر
سراپا مشعلِ راہ بقا ہیں بابا تاج الدینؒ
نہ ڈوبے گی بھنور میں لاکھ طوفانی ہوا آئے
مری کشتی کے سرور ناخدا ہیں بابا تاج الدینؒ

حبیبؐ خدا کا پیام آگیا ہے

کروں کیوں نہ میں شکر رب العلیٰ کا مرا جذبۂ عشق کام آگیا ہے
مدینہ بفضلِ خدا جا رہا ہوں حبیبؐ خدا کا پیام آگیا ہے
غریبوں کے والی یتیموں کے وارث زمانے کے داتا کا اللہ اکبر
مرے پاس پیغام کیا آگیا ہے مری زندگی کا نظام آگیا ہے
مری ہستی بے نشاں کی حقیقت حقیقت میں کیا کوئی باہوش جانے
میں وہ بادہ کش ہوں کہ میرے لئے خود مدینے کے ساقی کا جام آگیا ہے
کلیجہ دبائے خراماں خراماں نرالے چمن کی نرالی روش میں
میں پہنچوں گا ایسے بہاروں میں جیسے کوئی پی کے مستِ خرام آگیا ہے
کفن خاک آلودہ بردوش ہوگا جھکا سر، نظر بند گم ہوش ہوں گے
مگر میرا ہر سجدہ کہتا رہے گا ادب سے ادب کا مقام آگیا ہے
کبھی بھوک سے سیکڑوں آئے چکر کبھی پیاس سے ہوگیا حال ابتر
ہزاروں سفر کے مصائب اٹھا کر فقیر آپ کے زیرِ گام آگیا ہے
بنا کر محبت میں شکلِ بلالی پکڑ کر کہوں گا میں روضے کی جالی
جسے آپ نے بندہ پرور بلایا وہ جانباز بہرِ سلام آگیا ہے

مرا دیکھ کر غم سے لبریز سینہ کریں گے یہ مشہور اہلِ مدینہ
پریشان تم دیدہ آزردہ خاطر سگِ کوئے خیرالانام آگیا ہے
نہ جالی چھٹے گی نہ آنسو رکیں گے نہ بائے مقدس سے سر ہی اٹھے گا
نہ سرکارؐ جب تک کہیں گے یہ سرور ترا بھی شہیدوں میں نام آگیا ہے

نظر پیدا

بشر کو چاہیئے ایسی کرے نظر پیدا
صدف میں جس کے اشارے سے ہو گہر پیدا
کمالِ حسنِ نظر صاحب جب سے
شکستہ شاخ سے تازہ کرے ثمر پیدا
منازلوں کے تھکوں کو ذرا سنبھلنے دے
نہ فتنہ کر ابھی در بزم فتنہ گر پیدا
نہ چھیڑ اے خلشِ قلبِ مضطرب اتنا
یہ خوف ہے کہ نہ ہوجائے دردِ سر پیدا
سعیدِ عصر حقیقت شناس بندہ نواز
ہوا نہ آپ سا ہوگا کوئی بشر پیدا
خود آئیں کھنچ کے مری بزم میں سرور
الٰہی ہو مرے نالوں میں وہ اثر پیدا

لائق زنداں نہیں ہوتا

صاحب ِ انداز نمکداں نہیں ہوتا ہر اہلِ وفا اشک بہ داماں نہیں ہوتا
کہہ نہیں سکتا کہ نہیں ہوتا ہے لیکن ہر اہلِ جنوں لائقِ زنداں نہیں ہوتا
ں نہیں ہوتا ہے کبھی قربِ الٰہی جب تک کہ بشر صاحبِ ایماں نہیں ہوتا
وفا شرط ہے زاہد دمِ آخر تسبیح ریا پڑھ کے مسلماں نہیں ہوتا
ہوتے ہیں واللہ مَثَل سچ ہے بنی میں بگڑی میں کسی کا کوئی پُرساں نہیں ہوتا

گو لاکھ مَصَائب ہوں مرے سامنے سرورؔ
میں مردِ مسلماں ہوں پریشاں نہیں ہوتا

محمدؐ کی ثنا کرتا ہوں

تذکرہ گُل کا نہ بُلبل کا صَبا کرتا ہوں
میں ثنا خواں ہوں محمدؐ کی ثنا کرتا ہوں
با وضُو پی کے مئے حبِّ رسُولِؐ عربی
قبلہ رُو بیٹھ کے میں نعت لکھا کرتا ہوں
باغِ توحید کے ہر غنچے کا شیدائی ہوں
جان ہر گل کی نزاکت پہ فِدا کرتا ہوں
یا خُدا جلد مجھے گنبدِ خضرا دِکھلا
اِلتجا تجھ سے یہی صبح و مَسا کرتا ہوں

اِس قدر قلب پہ چھائی ہے مرے بے ہوشی
ہوش اتنا بھی نہیں ہیکہ میں کیا کرتا ہوں
مجھ بَلا نوش پہ جب کوئی بَلا آتی ہے
صبر کرتا نہیں مَیں شُکرِ خدا کرتا ہوں
میں غلامِ شہِؐ لولاک لما ہوں سرورؔ
حق غلامی کا شب و روز اَدا کرتا ہوں

قطعہ

پہلے خدا کی حمد بہ صدق و صفا کروں اور اس کے بعد مدحِ رسُولؐ خدا کروں
اللہ کا کلامِ رسُولؐ ہے سرورؔ نہ کیوں رسُولؐ کی مَدح و ثنا کروں

شرابِ معرفت

جس کے پینے سے آنکھیں نہ پُرکیف ہوں ایسی مئے میں بہاروں میں پیتا نہیں
دامنِ آرزو جو نہ تر کر سکے ایسے مینہ کی پھواروں میں پیتا ہوں
کالی کالی گھٹا اُٹھ کے چھائے تو کیا ٹھنڈی ٹھنڈی ہَوا آئے جائے تو کیا
آپ جب تک نہ ہوں میری آغوش میں مَیں کبھی لالہ زاروں میں پیتا نہیں
جام پر جام بے خوف شام و سحر کون کہتا ہے پیتا نہیں ہوں مگر،
جس گلستاں میں دلکش نظارے نہ ہوں ایسے اُجڑے دیاروں میں پیتا نہیں
لاکھ مستی بھرا جام لائے کوئی لاکھ مجھ کو پلا کر بُلائے کوئی
میرے ہمراز دل ایک تیرے سوا میں کسی کے اشاروں میں پیتا نہیں

ایک مدّت سے تیری قسم ساقیا یہ طریقہ ہے پاکیزہ دل کش مِرا
خاکساروں میں پیتا ہوں دل کھول کر بھول کر تاجداروں میں پیتا نہیں
مجھ سے بدگماں مجمعِ زاہداں سر پہ رکھ دے گا اک روز بارِ گراں
اس لئے ایک گوشے میں پیتا ہوں میں بیٹھ کر بادہ خواروں میں پیتا نہیں
میں پُرانا شرابی ہوں سرورؔ کبھی بھُول سکتا نہیں رسمِ بادہ کشی
روز پیتا ہوں میں خلوتِ راز میں زاہدوں کی قطاروں میں پیتا نہیں

حقیقت

اسلام پہ قربان مسلمان رہیں گے
ہر وقت ہتھیلی پہ لئے جان رہیں گے
ہم صورت ہیزاں نہ مسلمان رہیں گے
شمشیر بکف بر سرِ میدان رہیں گے
جب جوش میں آجائیں گے دنیا کے مسلماں
باقی نہ کہیں دشمنِ ایمان رہیں گے
جب جائیں گے جنت میں شہید ہو کے مسلماں
حسرت سے کھڑے دیکھے غلمان رہیں گے
دُنیا کی کسی قوم سے اس دَور جہاں میں
دَب کر نہ کبھی صاحبِ ایمان رہیں گے

ایمان یہ اپنا ہے کہ سرکارِ مدینہ
ہر حال میں مومن کے نگہبان رہیں گے
غلمان کہیں حُور کہیں نُور کی لہریں
جنت میں عجب لطف کے سامان رہیں گے
حُوریں بھی انہی کی ہیں جناں بھی ہیں انہی کی
اللہ کے جو تابعِ فرمان رہیں گے
وہ کون سا دن آئے گا بتلا ہمیں یارب
جب ہم ترے محبوب کے مہمان رہیں گے
اللہ کا فرمان ہے قرآن میں سرورؔ
دُنیا میں بصد شان مسلمان رہیں گے

خدا خود ہی اُدھر ہے

جدھر تیری نظر مست نظر ہے
خدائی کیا خدا خود ہی اُدھر ہے
مسیحا دل ہی میں جب جلوہ گر ہے
تو پھر کیوں دردِ دل دردِ جگر ہے
تری چشمِ کرم کی مدّتوں سے
مری چشمِ تمنا منتظر ہے
شبِ فرقت نہیں کاٹے سے کٹتی
خدا جانے کہاں وقتِ سحر ہے

ابد کیا میں ازل سے دیکھتا ہوں
مرا سَر اور تیرا سنگِ در ہے
خود آئیں گے مرے گھر آپ کھنچ کر
مرے نالوں میں گر کچھ بھی اثر ہے
پئے تسلیم کیوں آئیں سرور
زیارت گاہِ عالم تیرا دَر ہے

تماشائے عالم

نہ جانے کہاں دل کھنچا جا رہا ہے
خدا جانے سینہ پھٹا جارہا ہے
وہ ہیں غیر کی بزم میں جلوہ فرما
کلیجہ ہمارا جلا رہا ہے
ترا حُسن مستِ نظر اللہ اللہ
تماشائے عالم بنا جا رہا ہے
نہ آئے کبھی آپ میری گلی میں
تصوّر مرا آپ کو لا رہا ہے
مجھے چھوڑ کر آپ کہا جا رہے ہیں
مری زندگی کا مزہ جا رہا ہے

نہ کر آہ اے صاحبِ درد بس بس
کہ عرشِ معلّٰی ہلا جا رہا ہے
کوئی ان کے اندازِ خوباں سے برہم
کوئی ان پہ سرور مٹا جارہا ہے

خمسہ (کیا کہنا)

جسے میں ڈھونڈتا ہوں مجھ کو مل جائے تو کیا کہنا
مری حسرت مرا ارماں نکل جائے تو کیا کہنا
مری بگڑی طبیعت گر سنبھل جائے تو کیا کہنا
مرا سینہ ترے سینے سے مل جائے تو کیا کہنا
جو گُل مُرجھا گیا ہے پھر وہ کِھل جائے تو کیا کہنا

عجب پُر کیف باتیں ہیں عجب پُر کیف ہے منظر
کوئی میخانے کے باہر کوئی میخانے کے اندر
کوئی پیتا ہے کوئی مست و بے خود ہوگیا پی کر
مری تشنہ لبی کا میکدے میں دیکھ کر تیور
ترا دریائے دل ساقی اُبل جائے تو کیا کہنا

پریشاں ہوگیا ہوں اس قدر میں دورِ حاضر سے
مری بے چارگی ثابت ہے میرے دیدۂ تر سے
مری آرام مسند اُٹھ گئی میرے مقدّر سے
صَبا جا کر یہ کہہ دینا نگاہِ برقِ پیکر سے
نشیمن میری خودداری کا جَل جائے تو کیا کہنا

حکیموں کی دواؤں سے حسینوں کی اداؤں سے
خُدا حافظ رکھے بیوفاؤں کی وفاؤں سے
بچایا بارہا مست نظر تو نے بلاؤں سے
تری مستی بھری پُر کیفِ پاکیزہ دُعاؤں سے
بَلائے ناگہانی سر سے ٹل جائے تو کیا کہنا
حسینوں سے نہ ڈرتا ہوں حسینوں کی جوانی سے
فقط ڈرتا ہوں میں ہر دم عذابِ آسمانی سے
میں ہوں تیار جانے کے لئے دنیائے فانی سے
تری قدرت کے پَرتو سے تری رحمت کے پانی سے
مرا حرفِ خطا یارب جو دُھل جائے تو کیا کہنا
بفضلِ حق مدینے کے چمن کا دیکھ کر جلوہ
بدل کر میرا سرور اور ہی کچھ ہوگیا نقشہ
یہ کہتا با ادب میں روضۂ اقدس پہ جا پہنچا
شہنشاہِ مدینہ تاجِ فرقِ انبیاء میرا
ترے قدموں کے نیچے دم نکل جائے تو کیا کہنا

نعمتِ عظمیٰ

وہ غیر کی آنکھیں کیا دیکھے جو تیری نظر کا گھائل ہو
وہ غیر کے دَر پر کیا جائے جو تیری گلی کا سائل ہو
تُو منصف و عادل خود ہی ہے انصاف سے تو خود ہی کہہ دے
وہ چھوڑ کے تجھ کو جائے کہاں جو تیری ادا پر مائل ہو
اے دونوں جہانوں کے خالق اے جملہ خزانوں کے مالک
لِلّٰہ پریشاں حالوں پر گنجینۂ برکت نازل ہو
یہ عرض ہے میری مالک کُل مجھ خاک نشیں کا کاسۂ دل
اس نعمت عظمٰی سے بھر دے جس میں تری رحمت شامل ہو
اے شمع بزمِ لَم یَزَلی اے واقفِ رازِ خفی و جلی
اس خاک نشیں کا کیا کہنا جس کو تری قربت حاصل ہو
گو لاکھ ہوں دشمن پیشِ نظر بہ قہر و غضب بہ تیغ و تبر
کیا کوئی بنا سکتا اس کو جس پر ترا دستِ کامل ہو
ہنگامِ تلاطم میں کشتی جب موجِ بھنور سے ٹکرائے
اُف ڈوبنے والا کیا سمجھے جب دُور نظر سے ساحل ہو
بے دَرد کہانی واعظ کی کیا خاک سُنے وہ اہلِ وفا
قانونِ محبت کا سرور جو روزِ ازل سے عامل ہو

منقبتِ بابا تاج الدینؒ

منظہر ذاتِ علی شیرِ خدا تاج الدینؒ
نائبِ ختمِ رُسل ہو بخُدا تاج الدینؒ

زیرِ پا آپ کے ہیں شاہ و گدا تاج الدینؒ
آپ کی شان ہے کیا صلِّ علیٰ تاج الدینؒ

راحتِ قلبِ حَسَنؓ رُوحِ جنابِ زہراؓ
رونقِ بزمِ شہِ کرب بلا تاج الدینؒ

حُور و غلمان و پَری جنّ و بشر شمس و قمر
سب کے سب آپ پہ ہیں دل سے فدا تاج الدینؒ

جس طرف دیکھتا ہوں چشمِ حقیقت سے میں
اس طرف آپ ہی ہیں جلوہ نما تاج الدینؒ

آپ پہنچنے میں کبھی دیر نہیں ہوتی ہے
جب مصیبت میں کہا مَیں نے کہ یا تاج الدینؒ

مجمعِ عام میں کہہ دیجئے بڑھ کر سرور
مجھ کو رہبر نہ مِلا کوئی سوا تاج الدینؒ

صَیاد سے

کرم نِگاہِ کرم ساز کر نہیں سکتی
خودی تری تجھے ممتاز کر نہیں سکتی

وہ ظلم ڈھائے ہیں مجھ بے نصیب پر تُو نے
کوئی نظر نظر انداز کر نہیں سکتی

لبوں پہ آہ لگا دی وہ مہر خاموشی
زباں تک مری پَرواز کر نہیں سکتی

بوقتِ ذبح ہے تاکید ضبط معاذاللہ
فغاں بھی بلبل جاں باز کر نہیں سکتی

دروغ گو تری اکثر دروغ گوئی نے
کیا وہ کام جو مِقراض کر نہیں سکتی

گذر رہی جو دلِ ناصبور پر سرور
بیان طبعِ ناساز کر نہیں سکتی

رُوئے سرکارؒ ہوگا

میں سُنتا ہوں جب عام دربار ہوگا
مرا بختِ خوابیدہ بیدار ہوگا

اُدھر جلوہ گر جلوہ یار ہوگا
اِدھر محو دیدار بیمار ہوگا

وہ دیکھیں گے مجھ کو میں دیکھوں گا اُن کو
یہ منظر غضب کا نمکدار ہوگا
اُدھر سے اشارے اِدھر سے نظارے
اُدھر ناز اِدھر ناز بردار ہوگا
اُدھر ایک حسرت سے سرورؔ تکیں گے
جدھر حشر میں روئے سرکاؐ ہوگا

مہربان علی کرم ہیں

برائے حق پوچھئے نہ مجھ کہ جلوہ فرما کہاں علیؑ ہیں
بشر تو کیا فلک نہ پہنچے کبھی وہاں تک جہاں علیؑ ہیں
مکیں مکاں میں چُھپیں چُناں میں عیاں نہاں میں زمیں زما میں
عیاں علی ہیں وہیں نہاں علی میں جہاں پہ دیکھوں وہاں علیؑ ہیں
نُھی جلی خفی میں علیؑ نبیؐ میں نبیؐ علیؑ ہیں
علیؑ کے محبوب جان نبیؐ ہیں کہ تاب و تواں علیؑ ہیں
کسی نے پوچھا حبیبِ حق سے علیؑ میں کیا خوبیاں ہیں آقا؟
کہا رسُولِؐ خدا نے ہنس کر کہ ہم صفت ہم زباں علیؑ ہیں
ازل سے دونوں میں ہے اکائی علیؑ نبیؐ میں نہیں جدائی
اگر نبی کا ہے جسم ایماں تو دینِ بر حق کی جاں علیؑ ہیں

گلوں سے گل بُلبلوں سے بلبل کلی کلی سے ثمر ثمر سے
شجر شجر سے یہ کہہ رہا ہے کہ ناظم بوستاں علیؑ ہیں
شہید و صابر بھی متّقی بھی غنی سخی پیشوا جری بھی
مجسمہ ایک خوبیوں کا جہاں کا جہاں میں اک بے گُماں علیؑ ہیں
قسیمِ کوثرِ معینِ محشر کلید جنت امامِ مِلّت
پکارتی ہے خدا کی رحمت ضیائے کون و مکاں علیؑ ہیں
یہ مانگتا ہوں دُعا بصد غم الٰہی بہرِ رسُول اکرمؐ
ہر ایک اہلِ وفا کو پہنچا وہاں جہاں حکمراں علیؑ ہیں
عذابِ دوزخ کا کیا مجھے ڈر فِدائے نامِ علیؑ ہوں سرورؔ
مرا بنائے گی کیا جہنم جو حال پر مہرباں علیؑ ہیں

التجا کرنا

خدا کے واسطے اِتنا کرم بادِ صبا کرنا
پکڑ کر دامنِ گل دست بستہ التجا کرنا
نہ میرے بعد میرا غم نہ میرا تذکرہ کرنا
کبھی گر یاد آجاؤں تو ملنے کی دُعا کرنا
فلک بے پیر کا شِکوہ نہ قسمت کا گِلہ کرنا
مری بے مائگی پر بیٹھ کر شکر خدا کرنا
عریضِ عشق پڑھ کر نامہ بَر شاید وہ جھنجھلائیں
وہیں اپنی جبینِ شوق نذرِ نقش پا کرنا

اگر وہ پوچھ بیٹھیں کیوں مرا دیوانہ کیسا ہے
اِشارہ سُوئے صحرا جھوم کر بادِ صبا کرنا
قدم باہر نہ بڑھ جائے خلوصِ حدِ امکاں سے
یہاں تک احترامِ خاطرِ اہلِ وفا کرنا
بہت آساں سمجھ کر عہد و پیماں کر ہی لیتے ہیں
بڑی مُشکل ہے سرور کہہ کے وعدہ کا وفا کرنا

خمسہ

مری بگڑی ہوئی تقدیر سنبھل جائے گی
میری دنیا ہی خدا جانے بدل جائے گی
جب مری رُوح مرے تن سے نکل جائے گی
کملی والے تری پاپوش سے مَل جائے گی
جو بھری ہے مرے دل میں وہ نکل جائے گی

آبِ صفّاف سے اے دوستو نہلا دینا
ایک جوڑا بھی سُہانا مجھے پہنا دینا
قبر تک مجھ کو خدا کے لئے پہنچا دینا
خاک آہستہ مری قبر میں سَرکا دینا
ورنہ حسرت مرے سینے میں مُچل جائے گی

ایک تنہا نہیں مَیں سب کو ہے اک دن مرنا
موت کا خوف ہے کیا موت سے کیا ہے ڈرنا
پس از دفن کرم اور بھی اتنا کرنا
میری بخشش کے لئے فاتحہ مل کر پڑھنا

شمع رحمت کی مری قبر میں جل جائے گی

قبر میں پوچھیں گے مجھ سے جو فرشتے آکر
رب ترا کون ہے کیا دین ہے تیرا آخر
ایک تصویر بھی دِکھلائیں گے مجھ کو لاکر
دیکھ کر اس قدِ پُر نور کی پُر کیف نظر
قبر میں ہاتھوں مری لاش اُچھل جائے گی

زندگی جا کے مدینے میں گذاروں گا میں
اپنی پلکوں سے درِ پاک بہاروں گا میں
زیورِ نُور سے ایماں کو سنواروں گا میں
جب مصیبت میں محمدؐ کو پُکاروں گا میں
جو بلا آئے گی سر سے مرے ٹل جائے گی

اب خبر لیجئے اے شافعِ محشر میری
رہبری کیجئے اے خلق کے رہبر میری
چھوڑ کر مجھ کو چلی جائے گی آخر میری
جان اس دارِ مکافات سے سرور میری
آج جاتی نہیں گر دیکھئے کل جائے گی

غم کا ترانہ

اے صبا تجھ کو کوئی غم کا ترانہ یاد ہے
رو اُٹھے جس سے زمانہ وہ فسانہ یاد ہے
بول اُٹھی ہاں ظالموں کا ظلم ڈھانا یاد ہے
کربلا میں مظہر زہراؑ کا آنا یاد ہے
لُٹ رہا تھا جب محمدؐ کا گھرانا یاد ہے

مکرِ کوفی یاد ہے شامی بہانہ یاد ہے
سُوئے کوفہ حضرتِ مُسلم کا آنا یاد ہے
پاس نانا کے نواسے کا بھی جانا یاد ہے
داستانِ ہجر رو رو کر سُنانا یاد ہے
روضۂ خیرالوریٰ کا تھر تھرانا یاد ہے

الوداع کہہ کر ہوئے رخصت شہِ دنیا و دیں
دیکھتے جاتے تھے مُڑ مُڑ کے مدینے کی زمیں
راویوں نے یوں روایت کی سُنیں اہلِ یقیں
یعنی جب نکلا مدینے سے نبیؐ کا جانشیں
رو رہا تھا دیکھ کر اپنا بیگانہ یاد ہے

کربلا میں آگئے جب سیّد والا تبار
غیب سے آئی ندا اے دوشِ احمدؐ کے سوار
ختم ہے منزل تری آگے نہ جانا زینہار
عرض کی ابنِ علیؑ نے اے مرے پرور دگار
میں نہیں بھولا مجھے جنگل بسانا یاد ہے

لشکرِ اہلِ جفا چشم زدن میں آگیا
ہر جوان و پیر کے رعشہ بدن میں آگیا
غُل ہُوا دورِ خزاں پھولے چمن میں آگیا
ہائے قسمت چاند زہراؑ کا گہن میں آگیا
غم سے شمع حیدری کا جھلملانا یاد ہے

کہہ رہے تھے حُسین ابنِ علیؑ عباسؑ سے
قوتِ بازو مرے جانا نہ میرے پاس سے
تک رہا تھا ایک کا مُنہ بُلبل یاس سے
اللہ اللہ کربلا کی سر زمیں پر پیاس سے
بچّہ بچّہ کا مجھے آنسو بہانا یاد ہے

بر زمیں گھوڑے سے جب آئے شہِ جن و بشر
خوک کے مانند پہنچا شمر خنجر تان کر
رکھ دیا ابنِ علیؑ نے کہہ کے یہ سجدے میں سَر
گو حواس و ہوش گُم ہیں ناتوانی سے مگر
میرے مولا تیرے آگے سَر جھکانا یاد ہے

سُبحانَ رَبِّیَ الاَعلٰے تھا زباں پاک پر
کر دیا تن سے جُدا سرِ شمر نے لامختصر
کیوں نہ پھٹ جائے کلیجہ سرور شوریدہ سَر
طشت میں شیرِ خدا کے شیر کا سر دیکھ کر
اس یزیدِ ناخلف کا مُسکرانا یاد ہے

جمالِ تاج الدینؒ

شاد باش اے خیال تاج الدینؒ   رُو بہ سوئے نہال تاج الدینؒ
صد ہزاراں سلام بادِ صبا   بَر رسیدہ جمال تاج الدینؒ
ہم شبیہہ رسولؐ شانِ علیؓ   ہم خیال بلال تاج الدینؒ
دیدہ اَم کو بہ کو خداداند   من نہ دیدم مثالِ تاج الدینؒ
گفت سرورؔ بہ شوق در مجلس
بندہ ما ذوالجلال تاج الدینؒ

(تمتّ بالخیر)

حضرت الحاج سیّد محمّد سَرور شاہ بابا کے متعلق کچھ تحریر کرنا مجھ ناچیز کے بس کی بات نہیں جو کچھ تحریر کر رہا ہوں سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے، حقیقت کو مدّ نظر رکھکر میں نے تحریر کرنے کی جرأت کی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اہلِ فن حضرات آپ کی شاعری کو اپنے فنّی زاویوں کے پیمانہ سے ناپیں اس نظریے سے ہٹ کر اس بات کو ذہن نشین کر لیں کہ حضرت بابا سَرور شاہ ایک صوفی بزرگ شاعر تھے اور سیّد محمد تاج الدین تاج الاولیاء سے حقیقی عشق رکھتے تھے اور جو کچھ کیا وہ وارداتِ عشق کی عکاسی ہے۔ جوان کی والہانہ محبت وعقیدت کی آئینہ دار ہے ان کے رنگِ تغزل پر بھی تصوّف کا رنگ چھایا ہوا ہے۔

ابھی پھرتا ہوں میں صحرا بہ صحرا کو بہ کو سرور
کسی دن رنگ لائے گا میرا رنگِ فقیرانہ

محمد حنیف قریشی (انکل)